بیادگار شاہی دربار تاجپوشی

ہز امپیریل میجسٹی اعلیحضرت حضور جارج پنجم بفضل خدا ملک معظم سلطنت برطانیہ عظمے
و آئرلینڈ و دیگر برٹش مقبوضات و علاقہ جات ورا البحر حامی دین و قیصر ہندوستان

زمانہ

جلد ۱۷ نمبر ۶ شاہی دربار نمبر دسمبر ۱۹۱۱ء

مرتبہ

دیانرائن نگم بی۔ اے

زمانہ پریس کانپور میں طبع ہوکر شائع ہوا

قیمت عہ/

فہرست مضامین

نظم

فہرست تصاویر

زمانہ

جلد ۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء نمبر ۱۰۸

ہمارا تاجدار

ہمائے اوجِ سعادت ہو آشکار اپنا
کہ تاجپوش ہوا آج تاجدار اپنا
اُسی کے دم سے ہی عزّت ہماری قوموں میں
اُسی کے نام سے قائم ہے اعتبار اپنا
اسی سے عہدِ وفا ہندیوں نے باندھا ہے
اِسی کے خاکِ قدم پہ ہے دل نثار اپنا

محمد اقبال لاہور

اعلیحضرت

شہنشاہ جارج پنجم اور ملکہ میری

وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

شہنشاہ جارج پنجم خلد اللہ ملکہ اور حضور ملکہ معظمہ نے دوبارہ ہندوستان تشریف لانیسے ایک تازہ ثبوت اِس محبت اور مکرمت شاہانہ کا دیا ہی جو ہمارے شہنشاہ کو اِس ملک اور اِس ملک کی رعایا سے ہی اور جو بقول خود شہنشاہ معظم اُن کو اپنے پدر نامور اور جدہ امجدہ سے ترکہ مین ملی ہی۔ اسوقت تمام ملک مین سوا اس مسرت کے اور کوئی چرچا نہین اور بجز اس غلغلہ شادمانی کے اور کوئی تذکرہ نہین کہ حضور شہنشاہ معظم محض ہم ہندوستانیونکی عزت افزائی اور طمانیت بخشی کے واسطے تشریف لا رہے ہین۔ ہر کہ ومہ اپنے پیارے شہنشاہ اور اُن کی مریم صفت شہنشاہ بیگم کو صرف زبان سے بلکہ ہر موئے بدن اور عقیدت بھرے دل سے خوش آمدید کہہ رہا ہی۔ اور اِس حیرت اور استعجاب مین ہی کہ کس طریقے سے اپنے خلوص دل اور حقیقی وفاشعاری کا اپنے مہمان عالی شان کو ثبوت دے۔

یہ سب کو معلوم ہی کہ شہنشاہ عالم پناہ کو سریر آرائے سلطنت ہوئے ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا اور رواج قدیم کے مطابق رسم تاج پوشی بھی نہایت دھوم دھام اور شان وشوکت سے جون گذشتہ مین ادا ہوچکی اور بقول لارڈ کرزن اگر رسم تاجپوشی ادا بھی نہوتی تو بھی حضور شہنشاہ معظم مالک تاج وتخت تھے اور اُنکی شہنشاہی اور عالم پناہی مین کسیکو کوئی موقع شک کا نہین ہوسکتا تھا۔ مگر رعایائے ہندوستان کی دلدہی اور عزت افزائی منظور نظر تھی اور

اسی وجہ سے تاجپوشی کے علاوہ بھی اسقدر دور دراز سفر کی تکلیف برداشت فرمائی اور باوجود صدہا ضروری مشاغل ملکی اور ضروریات سیاسی کے لندن چھوڑ کر بنفس نفیس رسم تاجپوشی ہندوستان مین ادا فرمانے کو دہلی مین دربار منعقد فرمایا ہے۔ اِس بار احسان سے ملک ہند کبھی سبکدوش نہین ہو سکتا۔

شہنشاہ جارج پنجم سے اہل ہند پورے طور پر واقف اور اُن پر دل وجان سے ہر وقت نثار ہونے کو طیار ہین جب بہ حیثیت ولیعہد حضور نے دورۂ ملک ہند فرمایا تھا اُسوقت رعایا پروری خلق اور ہمدردی کا ایسا گہرا اثر اہل ہند کے دلون پر چھوڑا تھا جو ابتک ہر شخص کی ورد زبان ہے۔ اسلیئے اِس مضمون مین میرا ارادہ شہنشاہ عالی جاہ کے حالات زندگی لکھنے کا نہین ہے بلکہ چند ذاتی خصائل اور شاہی فضائل سے ناظرین کو آگاہ کرنا مقصود ہے۔ اور یہ دکھانا ہے کہ حاکم حقیقی نے اپنے فضل وکرم سے کیسا رحم مجسم شہنشاہ ہمکو عطا کیا ہے۔ شہنشاہ جارج پنجم اَب قریب ڈیڑھ سال سے سلطنت عظائے انگلستان وہندوستان کے فرمان فرما ہین اور اِس زمانے مین ایسے ایسے اہم اور مشکل معرکے مختلف حصہ ہائے سلطنت مین واقع ہوئے جس سے پورا پورا موقع حضور پُر نور کے نسبت رعایا کو اصلی رائے قائم کرنے کا مل گیا ہے۔ مین نہایت اطمینان اور وثوق کے ساتھ عرض کر سکتا ہون کہ شہنشاہ جم جاہ نے اپنی سادگی صداقت خلوص ہمدردی رحم اور رعایا پروری سے رعایا کے دلون کو پورے طور پر مسخر کر لیا ہے۔ گذشتہ سال مین لبرل اور کنزرویٹو گروہون مین سخت کشیدگی پیدا ہوگئی تھی اور انگلستان کی تاریخ مین اس سے زیادہ تلاطم اور تردد کا بہت کم زمانہ گذرا ہے۔ ایک طرف اُمرائے انگلستان اور کنزرویٹو تلے ہوئے تھے کہ حقوق قدیمہ مین سے پل بھر کی بھی منظور نہ کرین گے۔ دوسرے طرف لبرل پارٹی کے وزرا اور سرگرم ممبران پارلیمنٹ اِس پر جمے ہوئے تھے کہ آزادی اور جمہوری اُصول کے مقابلہ مین ایوان اُمرا کی ہٹ دھرمی بیخ وبن سے زائل کیئے بغیر چین نہ لین گے۔ گروہ اُمرا مین شہنشاہ کے بہت سے احباب خاص اور رفقائے مزاج شناس شامل تھے مگر لبرل وزارت کی امداد دستور اور آئین سلطنت کے موافق مقدم تھی۔ الغرض عجب کشمکش کا زمانہ تھا۔ اور اگر کوئی دوسرا شہنشاہ ہوتا تو اس موقع پر ممکن تھا کہ کوئی غلطی کر جاتا اور کسی نہ کسی فریق کو موقع شکایت پیدا ہو جاتا۔ لیکن شہنشاہ جارج نے اپنی عقل سلیم۔ معاملہ فہمی۔ نیک مزاجی۔ اور غیر متوقع دوراندیشی سے اس خوبصورتی سے یہ گُتھی سلجھائی کہ سب لوگ مطمئن اور شکر گذار ہین۔ نہ جدید لارڈ مقرر کرنے کی نوبت آئی اور نہ لارڈون کو پارلیمنٹ کے مجوزہ قانون سے مخالفت کی جرأت ہوئی۔

آپ برٹش ذہانت اور اخلاق کی مجسم تصویر ہین اور آپ کے مبارک اثر سے ارائین دربار شاہی ایسی مستعدی اور حسن لیاقت سے کل خدمات انجام دیتے ہین کہ کوئی کام آج کا کل کے واسطے اُٹھا نہین رہتا۔ ضابطہ کی ایسی پابندی ہے کہ کسی کام مین ذرا بھی تساہلی جائز نہین مگر یہ پابندی ضابطہ سختی کی حد تک نہین پہونچتی اور رعایا سوا مدح وثنا کے ذرا بھی شاکی نہین ہے۔ سب سے بڑی صفت ہمارے جہان پناہ مین یہ ہے کہ۔

مثل آئینہ ہے یکسان میرا ظاہر باطن
پشت بھی صاف اس آئینہ کی ہے رو کی طرح

راستبازی اور صداقت کو ایک لحظہ کے واسطے بھی کسی کام مین فراموش نہین فرماتے جب حضور ممدوح ہندوستان کی سیر کے بعد انگلستان واپس تشریف لے گئے اور گلڈ ہال مین عظیم الشان دعوت حضور کے اعزاز مین ہوئی۔ اور آپ نے ایک معرکتہ الآرا اسپیچ ہندوستان کے متعلق ارشاد فرمائی تو اُسمین بھی نہایت صفائی اور سچائی سے اپنے خیالات ظاہر فرمادئیے بالحاظ اسکے کہ حکام ہندوستان اُسکو پسند کرینگے یا ناپسند۔ جو رائے قائم فرمائی تھی وہ صاف صاف کہدی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

"مین بغیر کہے نہین رہ سکتا کہ جہانتک مین نے ہندوستان کو دیکھا اور سُنا ہے ہندوستان کی حکومت بہت ہی آسان ہو جائے اگر طریقہ حکومت مین ہمدردی کا عنصر اور بڑھا دیا جائے۔ مین پیشینگوئی کرتا ہون کہ اہل ہند کی طرف سے اس ہمدردی کا معاوضہ بے شمار اور فیاضی کے ساتھ ملیگا"

یہ الفاظ تھے جو شہنشاہ جارج کی زبان فیض ترجمان سے نکلے تھے اور انھین الفاظ کا اثر تھا کہ چند روز بعد ہی ہندوستان کی کونسل انتظامی مین ایک ہندوستانی ممبر مقرر ہوا اور حضور سکرٹری آف اسٹیٹ نے اپنی کونسل مین ہندوستانی ممبر مقرر فرمائے اور کونسلون کی وسعت ہوئی۔ اور طرح طرح کی رعاتین ہندوستانیون کے ساتھ کی گئین۔

جو مساوات اور رعاعات کے وعدے کوئن وکٹوریہ خلد آشیان نے اپنے مشہور اعلان ۱۸۵۸ء مین فرمائے تھے وہ شہنشاہ جارج پنجم کے الطاف شاہانہ سے شہنشاہ اڈورڈ ہفتم کے وقت مین پورے ہوے اور جسکی تکمیل کی اس عہد مبارک مہد مین بہت کچھ اُمید ہے۔

حضور ممدوح کی یہ خاص عادت ہے کہ جھوٹا وعدہ کبھی نہین کرتے شہنشاہ معظم بات کے دھنی اقرار کے سچے اور دوستی کے بڑے مضبوط ہین۔ حال ہی مین جب شاہ اٹلی اور سُلطان ترکی سے طرابلس کے متعلق جنگ جدال چھڑی تو سُلطان ترکی نے شہنشاہ جارج سے درخواست کی کہ ثالث بالخیر ہوکر رفع شر کرادین حضور نے قیصر ولیم کی طرح دل خوش کن وعدو نمین سلطان کو نہین رکھا۔ بلکہ صاف صاف جواب دیدیا کہ اس جھگڑے مین ہم نہ پڑینگے۔ ایسی ہزار ہا مثالین موجود ہین کہ حضور ممدوح ہمیشہ جملہ ذاتی ملکی اور اخلاقی اُمور مین سچائی اور راستبازی کے پابند رہتے ہین۔ دوست نوازی شہنشاہ معظم کا خاص حصہ ہے۔ اس زمانے سے لیکر جب بطور پرنس جارج جہازونمین حضور کام سیکھتے تھے اِس زمانے تک کہ دُنیا کے اعلی سے اعلی اور ارفع سے ارفع سلطنت کے سریر آرا ہین مصاحبین وہمراہیان کی فہرست کو مقابلہ کرنیسے معلوم ہوگا کہ اُس زمانے کے رفقا ابتک باریاب

King George V holds his First Court, May 1910.

ملک معظم جارج پنجم کا پہلا شاہی دربار (مئی ۱۹۱۰ء)

ایوان شاہی ہین۔ ایک معمولی جہاز ران حضور کے لڑکپن مین جہاز میکانٹی مین ہمراہ تھا بہت زمانے کے بعد شہنشاہ کو وہ کسی موقع پر دکھلائی دیا۔ یہ بیچارہ اپنے افلاس اور غربت سے یہ توقع بھی نہ کرسکتا تھا کہ شہنشاہ عالم پناہ اسکو پہچانین گے یا اُس سے مخاطب ہون گے مگر جیسے ہی حضور ممدوح نے اسکو دیکھا بہ کمال الطاف خسروانہ اُس سے اُس کی حالت دریافت فرمائی اور اُس کے ساتھ خاص سلوک فرمایا۔

زقدر و منزلت شہ نہ گشت چیزے کم
کلاہ گوشۂ مسکین بہ آفتاب رسید

رحم اور ہمدردی بھی شہنشاہ جارج کی خلقت مین داخل ہے۔ شاہ ایڈورڈ ہفتم آنجہانی کے اخیر زمانے مین شہنشاہ جارج نے صوبہ کارنوال کا دورہ فرمایا تھا۔ یہ صوبہ گویا ولی عہد کی جاگیر ہوتی ہے اور اُس کے محاصل ولیعہد کو ملتے ہین۔

ایک گانون مین حضور ممدوح معہ شہزادی صاحبہ کے موٹر باد رفتار پر نکلے ایک بڑھی عورت جسکی عمر نوے سال کی تھی شاہزادے کے دیکھنے کے اشتیاق مین دوڑی جیسے ہی حضور کی نگاہ اُس پر پڑی فوراً موٹر روک کی اور گاڑی سے اتر کر اُسکے پاس تشریف لے گئے اور دیر تک اُس سے باتین کرتے رہے۔ اپنے علاقہ کے کاشتکارون سے حضور ممدوح ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ تمھارے آرام اور خوشی کو اپنا اول فرض سمجھتا ہون اور تم لوگ مجھکو پہلے اپنا دوست سمجھو اور بعد کو آقا۔

یہ اُصول ہین جنھون نے آج روئے زمین مین سلطنت انگلستان کو وہ مرتبہ بخشا ہے جو کبھی کسی سلطنت کو نصیب نہین ہوا اور یہ اُصول ہین جنھون نے تھوڑے ہی زمانے مین شہنشاہ جارج کو جہان رانی مین قیصران دہر مین ممتاز اور سر بلند بنا دیا ہے۔

شہنشاہ جارج کو ہندوستان کے ساتھ بہت زیادہ محبت ہے اور ہندوستان کی ترقی سرسبزی اور بھلائی کا ہمیشہ انکو خیال رہتا ہے۔ ہندوستان مین جب قحط پڑا تو سب سے پہلے شہنشاہ جارج نے امداد فرمائی حیدرآباد مین جب طوفان آیا حضور نے فوراً اظہار افسوس اور ہمدردی کا تار دیا۔ حال مین جیسے ہی حضور میر محبوب علیخان بہادر آصفجاہ آنجہانی کی خبر وفات سنی حضور میر عثمان علیخان بہادر کو تار دیا اور رسم تعزیت ادا فرمائی ہندوستانی رؤسا اور والیان خود مختار سے بیحد محبت فرماتے ہین مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار اور مہاراجہ صاحب بیکانیر۔ ہزہائنس آغاخان و دیگر شہزادگان ہند سے بھی اور دوستی کا برتاؤ فرماتے ہین کارونیشن کے مبارک موقع پر ہندوستانی مصاحبین کو نہایت اعلیٰ جگہ جلوس مین عنایت فرمائی منشی عبدالکریم مرحوم ملکہ وکٹوریہ جنت مقام کے منشی اور اردو کے اُستاد تھے جب شہزادہ ویلز کی حیثیت سے آپ ہندوستان

تشریف لائے تھے اُسوقت بھی منشی عبدالکریم کے خاندان کے ساتھ خاص اظہار تلطف فرمایا تھا اور کارونیشن کے موقع پر اُنکے پوتے کو ولایت مین شرکت دربار کے واسطے مدعو فرماکر کل ہندوستانیون کی عزت بڑھائی۔

وہ قوم نہایت خوش نصیب ہوتی ہی جسکو عادل اور رحیم بادشاہ ملے۔ اہل ہند جسقدر اپنی قسمت پر ناز کرین وہ کم ہی کہ اُن کو شہنشاہ جارج کے رعایا ہونے کی عزت حاصل ہی۔ ہمارا پیارا شہنشاہ تو اپنے مراحم خسروانہ ہمپر مبذول کر رہا ہی اور کرتا رہیگا لیکن یہ بھی دیکھنا ہی کہ رعایائے ہند بھی کہان تک اپنے فرائض عبودیت ادا کرتی ہے۔ اس مین تو کسیکو ذرا بھی شبہہ نہین ہو سکتا کہ ہندوستان اپنے بادشاہ کی وفاشعاری اور محبت مین کسی ملک سے پیچھے نہین ہی اور یہ امر خود ملک معظم بحالت شاہزادگی اپنی بمبئی کی اسپیچ مین تسلیم کر چکے ہین حضور نے ارشاد فرمایا تھا۔

"مین نے اپنے پدر نامور اور دادی صاحبہ ملکہ وکٹوریہ سے ہندوستان اور ہندوستانیون سے محبت ترکہ مین پائی ہے اور اپنے بچپن سے ہندوستانیون کے نام کے ساتھ مہربانی۔ وفاداری۔ خوش اخلاقی اور بہادری کو منسوب کرتا آیا ہون"

ہمارے شہنشاہ کو ہماری وفاداری اور محبت پر پورا بھروسہ اور ہمپر پورا اعتبار ہی جب شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم آنجہانی کا یکایک تھوڑی علالت کے بعد انتقال ہوگیا اور شہنشاہ جارج نے تخت و تاج انگلستان و ہندوستان کو زینت بخشی۔

آپ نے جو پیغام اہل ہند کو بھیجا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہی اُس کے ہر ہر لفظ اور ہر ہر فقرے سے ملک ہند سے حضور کی محبت اور دلچسپی کا اظہار ہوتا ہی حضور کی مہربانیان اہل ہند کے ساتھ بیشمار ہین۔ دیکھیے اسی دربار کے متعلق جو بےنظیر دلدہی فرمائی ہی وہ کبھی فراموش نہین ہو سکتی پہلے مطابق رسم قدیم کے دربار تاجپوشی یکم جنوری سنہ ۱۹۱۲ء کو نوروز کے دن ہونیوالا تھا۔ لارڈ لٹن کا دربار قیصری بھی اسی تاریخ کو ہوا تھا اور لارڈ کرزن نے بھی شہنشاہ ایڈورڈ کی تاجپوشی کا دربار اسی تاریخ کو منعقد فرمایا تھا جیسے ہی شہنشاہ معظم کو معلوم ہوا کہ یکم جنوری کو محرم ہوگا اور مسلمان رعایائے ہند خوشی مین شرکت نہ کر سکین گے فوراً تاریخ تبدیل فرما دی۔

شہنشاہ جارج نے بارہا ارشاد فرمایا ہی کہ مجھکو اپنی رعایائے ہندوستان پر پورا بھروسہ ہی۔ ہمارا یہ فرض ہی کہ اس اعتبار و اعتماد کا اپنے کو مستحق ثابت کرین۔ ہندوستانیون کو خواہ وہ ہندو ہون یا مسلمان سمجھ لینا چاہیے کہ ہندوستان کی بہبودی صرف برٹش سلطنت کی توجہ سے اور اُسی کے زیر سایہ ممکن ہی کبھی کسی غیر قوم نے اپنی رعایا کے ساتھ ایسا اچھا سلوک نہین کیا جو برٹش قوم ہمارے ساتھ کر رہی ہے ہمکو تہ دل سے ایسی سلطنت کا وفادار اور دعاگو رہنا چاہیے اور صبر اور استقلال سے کام لینا چاہیے۔ چند شریر الطبع نوجوانون نے سفاکانہ جرائم ہندوستان مین پیدا کرکے ہمارے

ملک کو نام بدنام کرنا چاہا۔ ہمارا یہ اول فرض ہو کہ اس عظیم الشان شہنشاہی جشن کے موقع پر سب لوگ یکدل و یک خیال ہو کر ایسی تمام باتون کو جن سے انگلستان اور ہندوستان مین تفرقہ پڑتا ہو ہمیشہ کے واسطے بھول جائین اور تمام فرضی وخیالی شکایات کو حرف غلط کیطرح صفحۂ دل سے مٹا کر ہمیشہ کے واسطے یاد رکھین کہ ہم سب خواہ کسی مذہب و ملت کے ہون اِسی ہندوستان کی خاک سے پیدا ہوئے ہین اور ایک ہی بادشاہ جارج پنجم کی رعایا ہین۔ ہمارا مقصد ملک کی سرسبزی اور ترقی ہو اور یہ سرسبزی اور ترقی اسوقت تک ممکن ہو جب تک ہم تاج برطانیہ سے منسلک ہین۔ خدا ہمارے بادشاہ کو ہمیشہ سلامت رکھے!

یہ بھی ہندوستان کی خوش نصیبی ہو کہ شہنشاہ جارج کی طرح ملکہ میری بھی ہندوستان کے ساتھ خاص محبت رکھتی ہین اور ہمیشہ اسبات کی کوشش فرماتی ہین کہ ہندوستانی عورتین زیور علم وہنر سے مرصع ہوجائین تمام تحریکین جو ہندوستانی عورتون کی بھلائی کے واسطے ہوتی ہین اُنمین کمال دلچسپی کا اظہار فرماتی ہین۔ اور ملکۂ وکٹوریہ آنجہانی اور حضور کوئن الگزنڈرا سے بھی زیادہ ہندوستان کے ساتھ محبت فرماتی ہین۔ ایک موقع پر کسی نے شہزادی صاحبہ سے ہندوستان کی واپسی کے بعد عرض کیا کہ آپ کو ہندوستان سے کیون اسقدر محبت ہے۔ ارشاد فرمایا کہ "مین ہندوستان دیکھ آئی ہون اور وہان کی عورتون کے حالات سے بخوبی واقف ہون۔ جب کوئن وکٹوریہ اور ملکۂ الگزنڈرا کو بغیر ہندوستان گئے اُن سے اسقدر محبت تھی تو مجھے کیون نہو مین تو چار پانچ مہینے اُنمین بسر کر آئی ہون"

جب ہندوستانی لیڈیون نے شہزادی صاحبہ کے واسطے بمبئی مین ایک جلسہ منعقد فرمایا تھا تو اُسمین دو گھنٹہ تک شہزادی صاحبہ تمام خواتین بمبئی سے نہایت کشادہ پیشانی اور اخلاق سے ملین اور بہت سی ہندوستانی رسمین جو حضور پُرنور کے واسطے ادا کی گئین اُنمین شریک رہین۔ اُس روز ہندوستانی عورتون کی محبت اور سادگی کا بہت اچھا اثر آپ اپنے ساتھ لے گئین جو آج تک قائم ہو۔

حیدرآباد مین جب شہزادی صاحبہ تشریف لے گئین تھین اُسوقت حضور نظام کی صاحبزادی کا انتقال ہوگیا تھا۔ آپ نے بیگم صاحبہ کے پاس جاکر بہت عرصے تک الفاظ تعزیت ادا کیئے اور انسانی ہمدردی کا نہایت ہی دلکش نظارہ دکھایا۔

ملکہ میری بالطبع نہایت نیک دل۔ خوش مزاج۔ خلیق۔ رحیم اور مرنجان مرنج ہین۔ خیر کے کامو نمین بیحد دلچسپی لیتی ہین اور چھوٹے لڑکون سے بیحد محبت فرماتی ہین کسی کا بچہ ہو حضور اُسپر مادرانہ شفقت کرنیکو طیار رہتی ہین۔ اپنی جیب خاص سے بہت بڑی رقم ہمیشہ غریب بچون اور عورتونکی امداد مین صرف فرماتی ہین۔ اور کرسمس یعنی بڑے دن کے موقع پر تو ہزارہا روپیہ کے کھلونے غریب بچون کے واسطے

منگواتی ہین اور بہت ہی شوق سے تقسیم فرماتی ہین -

اسپتال اور اسکولون سے بھی ملکہ میری کو بیحد دلچسپی ہی - اکثر شفاخانونمین تشریف لیجاکر مریضون کو دیکھتی ہین اور اُنسے تشفی آمیز الفاظ کہکر اُن کا دُکھ درد مٹاتی ہین -

ملکہ میری مذہبی پابندی کے لحاظ سے بھی بہت نامور ہین ہمیشہ عبادت خدا مقدم سمجھتی ہین اور کیسا ہی کام ہو وقت معینہ پر گرجا ضرور تشریف لیجاتی ہین -

شہنشاہ معظم اور ملکہ معظمہ کے خدا کے فضل سے پانچ لڑکے اور لڑکیان ہین - پرنس اڈورڈ ۲۳ جون ۱۸۹۴ء کو پیدا ہوئے وہی اب پرنس آف ویلز یعنے ولیعہد ہین - خدا کے فضل سے نہایت ہوشیار ذکی اور طباع ہین اور مثل اپنے پدر نامور کے بحری تعلیم حاصل کرکے اب یونیورسٹی مین داخل ہوئے ہین اور جو اسپیچ کارونیشن کے موقع پر آپنے دی تھی اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ آپ الولد سر لابیہ کے مصداق ہین اور شہنشاہ معظم کے قدم بہ قدم چلین گے -

ہمکو قوی امید ہی کہ بہت جلد شہزادہ اڈورڈ بھی ملک ہند کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز کرینگے اور اپنے جمال جہان آرا سے ہماری آنکھین منور فرمائین گے -

شہزادہ ویلز سے چھوٹے دو بھائی اور دو بہنین ہین شہنشاہ معظم اور ملکہ میری کو اپنے بچون سے بیحد محبت ہی اور لڑکے بھی ماشاء اللہ نہایت ہونہار اور صالح ہین خدا اُنکی عمرون مین برکت دے اور اس شاہی گلدستہ کو ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے - مین اس مختصر مضمون کو اب اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ قادر مطلق یہ تاجپوشی جشن کے جشن شاہانہ کو ہر سہ مملکت کروڑ ہا آدمی دہلی مین جمع ہونگے حضرت شہنشاہ معظم جارج پنجم حضور ملکہ معظمہ میری اہل انگلستان اور رعایائے ہندوستان کو مبارک کرے اور ہمیشہ ہمارے سرون پر شاہ برٹن کا سایہ قائم رکھے -

تا انگلستان باقی ہی ہر روز شعشعہ ہندوستان تابناک است کوہ نور کی طرح چمکتا رہے - اہل ہند انگلستان کے علم و فضل تہذیب اور شائستگی سے روز بروز بہرہ یاب ہون اور اہل ہند کو انگلستان پر اعتبار اور انگلستان کو اہل ہند پر ہمیشہ فخر و ناز رہے - آمین ثم آمین -

حکیم ضیاء الدین احمد خان بہادر ایف - اے - یو -

ہمارے
ملک معظم اور ملکۂ معظمہ

(شاہ عالم پناہ)

سلطنت برطانیہ کی عظمت اور شان و شوکت اس امر کی مقتضی ہے کہ شاہنشاہ کو روئے زمین کی کل موجودہ مخلوقات سے اعلیٰ تسلیم کیا جائے۔ دو ایک سال کا ذکر ہے کہ ایک امریکن رسالے کے اڈیٹر نے ایک انگریزی نامہ نگار سے جمہوری طرز سلطنت پر مضمون لکھنے کی درخواست کی اور فرمایش کی کہ مضمون میں اس امر پر بھی روشنی ڈالی جائے۔ کہ فرانس کو چھوڑ کر کل ممالک یورپ میں شخصی حکومت کے قیام پر کس لیے زور دیا جاتا ہے لایق نامہ نگار نے اس مضمون کو اس طرح شروع کیا کہ یورپ والے اسی بات سے حیرت میں ہیں کہ نئی دنیا کے باشندوں نے اتبک جمہوری سلطنت چھوڑ کر شخصی حکومت کیوں نہیں اختیار کی۔ واقعی تجربہ اس امر کا شاہد ہے کہ یورپ میں جمہوری سلطنت کئی جگہ ترک کی جا چکی ہے۔ ناٹ دالے جمہوری سلطنت کے نام سے کوسوں بھاگتے ہیں اسپین نے بھی تجربے کے بعد اس قسم کی سلطنت کو خیرباد کہدیا اور انگلستان کی شخصی حکومت تو ایک عجب مجموعہ خوبی ہے۔ سلطنت کی وسعت اور امن عامہ نے شاہنشاہ کی قدر و منزلت بہت بڑھا دی ہے۔ اور پارلمنٹ کے قواعد اور وزرا کی تقرری کے باوجود بادشاہ سلامت کو اس قدر عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کہ انکو سایۂ یزدان خیال کر کے انکے احکام کی فرمانبرداری باعث فخر سمجھی جاتی ہے۔ انگلستان کے باشندے ملک معظم کو OUR SOVCRING LORDTHEKING کے خطاب سے یاد کرتے ہیں اور انکو تمام ملکی جماعتوں فرقوں اور پارٹیوں کا اعلیٰ ترین سردار تصور کرتے ہیں۔ اپنی بہبودی اور فلاح کے متعلق تمام امور میں صلاح و مشورے کیلیے بادشاہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور بھولے بھالے خیالات اور قومی جذبات کا مالک ٹھہراتے ہیں۔ مگر شخصیت کا بھی اختیار کی وسعت میں کسی حد تک شامل ہوتا ہے ملکہ معظمہ وکٹوریا آنجہانی کے عہد حکومت میں سلطنت نے بہت رونق حاصل کی۔ ہندوستان جو سلطنت برطانیہ کا سب سے چمکدار ہیرا ہے انکے عہد حکومت میں خاص طور پر مورد عنایات خسروانہ ہوا اور انھوں نے مادرانہ شفقت کے ساتھ اس ملک کی عنان حکومت اپنے دست مبارک میں لی اور ایک وایسرائے مقرر فرمایا جو انکی طرف سے اس وسیع براعظم پر رحم و انصاف کے ساتھ حکمرانی کرے۔ اسوقت سے ہندوستان میں

امن وامان اور عدل وانصاف کا دور دورہ ہوگیا - تعلیم مین ترقی ہوئی - اسکول اور کالج بنے - تار برقی اور ریلوے شروع ہوئین - ڈاکخانے اور ہسپتال قائم کیئے گئے - غرض صدہا برکتین ہم نے ایسی حاصل کین جنکے مفصل بیان کی ضرورت نہین - ملکہ وکٹوریا کے بعد اُنکے فرزند ارجمند شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم نے اپنی ذاتی صفات سے ہر فرد بشر رعایا کو اپنا ایسا دلدادہ وشیدا بنا لیا کہ اُن کی وفات حسرت آیات پر شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جسکے بے اختیار آنسو نہ نکل پڑے ہون - آخری علالت کے ایام مین ہزارہا لوگ اپنے کام کاج چھوڑ کر شاہی محل کے نیچے صرف اس غرض سے موجود رہتے تھے کہ اُنکی طبیعت کا حال معلوم ہو سکے - اگلے زمانے مین ہندوستان کے بادشاہون کی بیماری کو ہزارہا طرح سے پوشیدہ رکھا جاتا تھا - معالج شاہی کو خاص ہدایت ہوتی تھی کہ علاج کرین مگر دوسرونکو کانون کان نہ خبر ہو - دوا تیار ہو مگر پوشیدہ - مریض کا حال بتلایا جاے تو تخلیہ مین - غرض ہر طرح سے احتیاط رکھی جاتی تھی لیکن انگلستان مین بادشاہ کی وفات فوراً ہی مشتہر کر دی جاتی ہے - تخت ایک لمحہ بھی خالی نہین رہ سکتا - بگلچی شاہ کے وفات کی خبر دیتے ہوے نئے بادشاہ کی تخت نشینی کا اعلان کرتے اور اسکے درازی عمر کے دعائیہ نعرے بلند کرتے ہین -

شاہنشاہ مرحوم کے فرزند ارجمند ایڈورڈ ڈیوک آف کلارنس کے انتقال کے بعد اُنکے دوسرے بھائی شاہزادہ جارج جو ۱۸۶۵ء مین پیدا ہوے وارث تخت وتاج قرار پاے - شروع مین دونون بھائیون کو بحری کام سکھایا گیا تھا - شاہنشاہ مرحوم کا دلی منشا یہ تھا کہ بڑے شاہزادے کو جہازرانی وغیرہ محض تعلیم وترتیب کے طور پر سکھائی جاے اور موجودہ شاہنشاہ اس فن مین کمال دسترس حاصل کرکے نام پیدا کرین - غرض شاہزادہ جارج اس تعلیمی زمانے مین اپنے ہاتھون سب کام انجام دیتے تھے اور قدرت کھڑی ہنستی تھی کہ وہ ہاتھ جو معمولی آدمیون کے ہاتھون کیطرح رسون اور بلیون کو مضبوط پکڑے ہوے ہین ایک روز عصاے شاہی ہاتھ مین لیے ہوے کرورہا آدمیون کو اپنے تحت حکومت مین رکھین گے - حضور ملک معظم کی عمر تقریباً بارہ برس کی ہوگی مگر اس چھوٹی سی عمر مین انھین ½۶ بجے اُٹھکر رات کے ½۹ بجے تک کام کرنا پڑتا تھا - کہان یہ عظیم القدر شہزادے اور کہان اتنا سخت کام - مگر تعلیم وترتیب مین شاہ وگدا سب کو یکسان محنت وجانفشانی کرنا پڑتی ہے جب جاکر سچی کامیابی اور اصلی ترقی کا منھ دیکھنا پڑتا ہے - شاہزادون کی تعلیم کا یہی اصول مدنظر رہا - اُن کو معمولی آدمیون پر اگر کسی قسم کی فوقیت تھی تو صرف یہ کہ اُنکے آرام کے کمرے علیحدہ ہوتے تھے - اتالیق بھی یکتاے زمانہ تھا - اسکے زیر تعلیم نہ صرف بحری علوم مین بلکہ مروجہ زبانون مین بھی شاہزادون نے کمال دسترس حاصل کرلی - کشتی رانی سیکھنے مین شاہزادے اس قابل ہوگئے کہ جنگی جہاز مین کام کرسکین - شاہزادہ جارج نے دو سال کے عرصے مین کئی دفعہ کشتیون کی دوڑ جیت کر

انعامات حاصل کیے۔ قدرت نے طبیعت مین انکسار بردباری ملنساری کا مادہ کچھ اس فیاضی سے عطا کیا کہ ہر شخص حضور کو دل سے محبت کرنے لگا۔ دو سال کی تعلیم کے بعد یہ ضروری خیال کیا گیا کہ خود بحری سفر کرین۔ اس سلسلے مین ملک معظم جارج پنجم نے متعدد ایسے ایسے بڑے اور دور دراز سفر کیے کہ موجودہ سلاطین دنیا مین کسی نے آپ سے زیادہ سیاحی نہین کی ہے۔ ابتداے سیر و سیاحت کے بابت ایک صاحب لکھتے ہین کہ "دونون شہزادون کو موسم کی سختی اور جہاز کے خطرات کے باوجود معمولی آدمیون کیطرح کام کرنا پڑتا تھا۔ انھین کوئی خاص رعایت حاصل نہ تھی۔ اور نہ وہ کبھی اسکی ضرورت محسوس کرتے تھے"۔

ایک دفعہ حضور اپنے چچا ڈیوک آف اڈن برا کے جہاز مین کام کرتے کرتے جنوبی افریقہ پہونچے۔ اور حبشی سردارون کو ملاقات کے لیے جہاز پر بُلایا اتفاق سے جب سردار آئے تو شاہزادہ البرٹ ننگے پاؤن باہر کھڑے ہوے اپنی زیر نگرانی جہاز دُھلوا رہے تھے۔ سردار یہ دیکھکر حیران ہوے اور کہنے لگے کہ ہمین سب سے زیادہ تعجب اس بات سے ہوتا ہے۔ کہ ملکہ معظمہ کا خاص پوتا اپنے آپ کو تعلیم و تجربہ حاصل کرنیکے لیے اپنی رعایا کے ماتحت بناتا ہے اور اسی سے انگریز با اقبال ہین"۔

بعض وقت شہزادون کو بطور نگہبان کام کرنا پڑتا تھا بعض دفعہ معمولی مزدور اور معمولی ملاح کیطرح۔ یہ تعلیم سچائی۔ حوصلہ اور فرمان برداری سکھانے کے لیے بہت افضل تھی۔ اور حضور پر اسکا بہت بڑا اثر ہوا۔ بہرحال جہاز پر کام کرتے کرتے حضور کمانڈر مقرر ہوے اور فرائض متعلقہ ایسی خوبصورتی سے انجام دیئے کہ ہر افسر جو حضور کے ماتحت کام کر چکا ہے آپ کی تعریف مین رطب اللسان ہے کہ آپنے اپنے کام مین کبھی غفلت نہین کی اور سخت سے سخت کام سے بھی جی نہین چرایا۔ آپ کو اپنے افسرون کے احکام اور ماتحتون کے آرام کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ اور سب سے نہایت مہربانی سے برتاؤ کرتے تھے"۔

۱۸۹۲ء مین شاہزادہ ایڈورڈ کے انتقال کے بعد شاہزادہ جارج کے طریقہ تعلیم مین کسیقدر تبدیلی ضروری خیال کیگئی۔ اور ۱۸۹۲ء سے وہ ہاؤس آف لارڈز مین شریک ہونے لگے۔ اب والدین کو حضور کی شادی کی فکر ہوئی۔ کل قوم کی یہ خواہش تھی کہ تخت شاہی پر آئندہ کوئی انگریزی خاتون جلوس فرمائے۔ اسلیئے غم کا زمانہ گذرنے کے بعد منگائی شاہزادی میری کے ساتھ ہی کیگئی۔ اور چھ جولائی کو سینٹ جیمز کے شاہی گرجے مین شادی کی رسم بھی ادا ہوگئی۔ شادی ہونے پر فرائض معمولی مین اور بھی اضافہ ہوا۔ مگر حضور ممدوح نے اپنی عقل خداداد۔ وسیع تجربے اور خوش خلقی کے سبب ہر شخص کو اپنا گرویدہ کر لیا۔ شہر اڈنبرا کی آزادی آپکو عطا ہوئی۔ اور طرح طرح کی افتتاحی رسوم کے لیے لوگ آپ کو مدعو کرنے لگے۔ کئی نئی تعمیرات کی بنیادین بھی لوگون نے آپکے دست مبارک سے رکھوائین۔ اکثر جلسون مین صدارت کرنا پڑی۔ ۲۲ جون ۱۸۹۴ء

کو حضور کے پہلے شاہزادے پیدا ہوئے - ملک کی خوش قسمتی سے وہ اسوقت پانچ بھائی اور ایک بہن ہین - شہنشاہ معظم کیم جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو شاہی جنگی بیڑون کے شاہی کمانیر مقرر ہوئے - اسی سال ملکہ معظمہ وکٹوریہ کا انتقال ہوا مگر آپ اسوقت اسٹریلیا مین تشریف لے گئے تھے - اور جب ۹ - نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو آپکو پرنس آف ویلز کا خطاب ملا تو اُسوقت آپ سیر وسیاحت مین مصروف تھے - غرض ایک عرصہ دراز تک آپ بحری سفر کرتے رہے - عدن تشریف لیگئے اور پھر لنکا پہونچے - راستے مین بمبئی کے پاس سے گذر ہوا - لنکا مین ایک عجیب واقعہ پیش آیا جو حضور عالی کے ترحم خسروانہ کا شاہد ہے - سنہ ۱۸۸۲ء مین قاہرہ کی بغاوت فرو ہونیکے بعد عربی پاشا جلاوطن کرکے لنکا بھیجدیا گیا تھا اور یہان جب حضور پرنور کے روبرو پیش ہوا تو اسکی حالت ناگفتہ بہ تھی - کنبے کے کل آدمی واپس جا چکے تھے - ساتھی مر چکے تھے - اور مصر مین کئی برس سے امن چین تھا - عربی پاشاہ نے سزا کی معافی کے لیے درخواست پیش کی - حضور کو فوراً رحم آگیا اور اقرار کیا کہ درخواست کی منظوری کی کوشش کی جائیگی - جلد ہی معافی ملگئی اور خدیو مصر نے عربی پادشاہ کو وطن واپس آنے کی اجازت دیدی - آپنے اس سفر مین کینڈا - اسٹریلیا اور جنوبی افریقہ کی بھی سیر کی - اور بہت سی جگہ ایڈریسون کے جواب مین پہلے سفر کے حالات بیان فرمائے اور اپنے وسیع تجربات سے لوگون کو فیض اٹھانے کا موقع دیا -

اب سلطنت برطانیہ اعظم کے چکدار ہیرے کی باری آئی اور حضور کے دل مین ہندوستانی راجاؤن اور نوابون سے واقفیت پیدا کرنے کی اُمنگ پیدا ہوئی - سنہ ۱۹۰۵ء مین یہ مبارک عزم پورا ہوا حضور عالم پناہ نے کل بڑے بڑے شہرون کا سفر کیا - والیان ریاست سے ملے - اُنکے مہمان رہے - شکار کا لطف اوٹھایا فوجون کا ملاحظہ کیا مشہور مقامات اور پرانے کھنڈرات کی سیر کی - پرانی عمارتون کا معائنہ فرمایا - اور ہر جگہ اپنے اخلاق حسنہ - لیاقت خداداد اور قابلیت سے ہر شخص کو اپنا والا اور شیدا بنا لیا - ہر شہر کے باشندون نے اپنی بساط کے موافق سج دھج دکھائی - اور اعلی قدر مراتب آپکا خیر مقدم کیا - لوگون کو حضور کی تشریف آوری سے عجیب خوشی حاصل تھی اور وقت معینہ سے گھنٹون پہلے مکانون کے دریچون اور سڑکون پر منتظر کھڑے تھے کہ نیک نہاد ولی عہد کے دیدار فیض آثار سے مسرور ہون - واپس جانے کے بعد آپ نے ایک برجستہ تقریر کی جو ہمیشہ یاد رہیگی - اس کا لب لباب یہ ہے کہ ہندوستانیون کے صبر زندگی کی سادگی - شاہی خاندان کے ساتھ جان نثاری اور مذہبی خیالات کا ہمپر بہت اثر ہوا ہے ہماری اہل قوم کو ان سے نہایت ہمدردی سے پیش آنا چاہیے - اس تقریر نے ہندوستانیون کو اور بھی جان نثار بنادیا حق یہ ہے کہ رعایا کی دلداری کا خیال آپنے ہر موقعہ پر فرمایا ہے - اور کسیوقت بھی رعایا پروری اور غربا نوازی کا خیال نظر انداز نہین ہونے پایا ہے - شاہ ایڈورڈ آنجہانی کا جنازہ حضور ہی کی تجویز کے مطابق ویسٹ منسٹر ہال مین رکھا گیا تھا - اور اسطرح
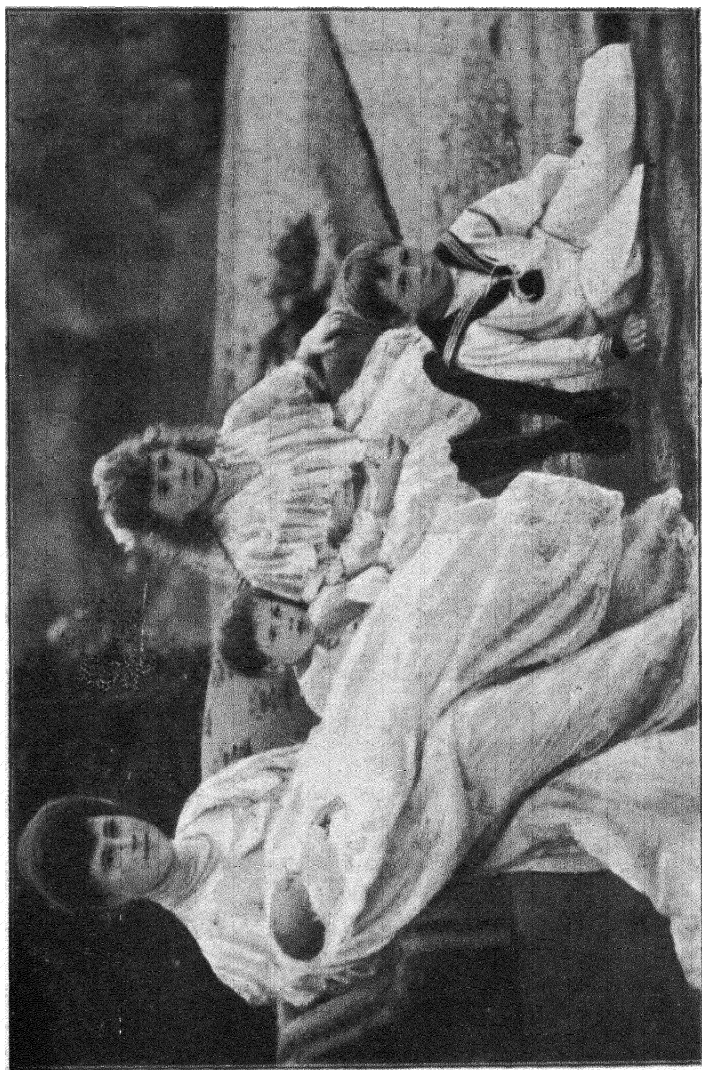
ملکہ معظمہ میری معہ شاہزادگان بلند اقبال

آپ کی رعایا کو اپنے مرحوم بادشاہ کے زیارت کا موقع ملگیا۔ ورنہ نصف کرور باشندے اس سے محروم رہجاتے۔ شاہی تاجپوشی کے اعلان مین وہ تمام الفاظ جو رومن کیتھیلک رعایا کے دلشکنی کے باعث تھے آپ ہی کے حکم سے نکال دیئے گئے ہین۔ سال گذشتہ مین ایک حادثے سے کئی کان کن تباہ ہوگئے تھے حضور عالم نے خبر پاتے ہی انکے پس ماندون کے ساتھ ہمدردی کا پیغام بھیجکر انکی دستگیری کا انتظام فرمادیا۔ ہندوستان مین شاہی دربار منعقد فرماکر رعایا و برایا کو سرفراز کرنے کا خیال بھی آپ ہی کے حصہ مین تھا اور اُسکی تاریخ بھی محرم کے خیال سے تبدیل فرمادی۔ غربا پروری کا اسدرجہ خیال کہ حضور نے قیام ہندوستان کے دوران مین کوئی تحفہ و تحائف پیش کرنیکی قطعاً ممانعت فرمادی ہے تاکہ کسی پر کسی قسم کا بار نہ پڑے حتی کہ خیر مقدمی ایڈریسون کے صندوقچیون اور طشتون کے متعلق بھی یہی حکم ہے کہ اسطرح بیش قیمت نہونے پائین۔ بلکہ انکے واسطے جسقدر روپیہ اکٹھا ہو وہ جہانتک ممکن ہو غربا و مساکین کی امداد مین صرف کردیا جاے۔ تکلف ظاہری اور فضول تزک و احتشام سے طبیعت کو اُنس نہین ہے۔ دربار شاہی دہلی کے موقع پر ہاتھیون کے جلوس کا خیال محض اسی کے لیے ترک کردیا گیا۔

کل سلطنت برطانیہ مین آپ کی برابر شکاری بھی بہت کم ہین۔ مشہور ہے کہ مارکوئیس ریپن ہی حضور کے مقابلے مین کچھ نسبت رکھتے ہین۔ نشانہ ایسا ٹھیک ہے۔ اور شست ایسی درست بیٹھتی ہے۔ کہ اخبارون کے صفحے صفحے حضور کی تعریف مین سیاہ ہوچکے ہین۔

شاہنشاہ والا جاہ اپنے تعلقات مین آپ اپنی نظیر ہین۔ ملکہ معظمہ کے ساتھ کمال محبت رکھتے ہین۔ انکی نظر مین صرف ملکہ معظمہ ہی کل دنیا کی دولت ہین۔ بچون کے لیے بے مثال والد ہین۔ اُنکو حد سے زیادہ پیار کرتے ہین۔ اور پوری پوری خبرگیری فرماتے ہین۔ شاہنشاہ والا جاہ رعیت کے لیے بھی بجاے والد کے ہین۔ اور اسکے متعلق کل فرائض ہمیشہ نہایت تندہی کے ساتھ ادا فرماتے ہین۔ اسکے ساتھ ہی خانگی فرائض کی انجام دہی مین کبھی کوتاہی نہین ہوتی۔ انھین ایسی جگہ جانے سے رغبت نہین جہان کنبے سے بہت دیر الگ رہنا پڑے۔ ریاست کے کام سے فارغ ہوکر بچون کے ساتھ کھیلنے مین بڑی خوشی ہوتی ہے۔ گو والد مرحوم کے گھوڑون کو احتیاط سے رکھتے ہین۔ مگر شاہی کھیلون سے زیادہ رغبت نہین۔ تاش کھیلنا بھی پسند نہین بچپن مین ٹکٹ اکٹھا کرنا انکا محبوب مشغلہ تھا۔ اور یہ ذخیرہ کل دنیا سے بڑھ کر ہے۔

تدابیر ملکی مین اعلیٰ حضرت کو پورا تجربہ اور مہارت ہے۔ کسی قدر کم گو ہین۔ کھانے کے بعد بات چیت کرنے مین کسیقدر زور سے بولتے ہین۔ چشم دید منظرون کو عجیب و غریب ڈھنگ سے بیان فرماتے ہین۔ آپ کی تقریرون سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نگاہ دور بین ہے اور زبان مین بھی فصاحت خداداد ہے۔

لارڈ روزبری جو شاہنشاہ ذیجاہ کے قدیمی رفیق ہین آپکی خانگی زندگی کے متعلق یون رقم طراز ہین۔ "وہ آپ ہر طرح سے اعتدال کے اصولون پر چلتے ہین صحت جسمانی بہت عمدہ ہے۔ خاوند اور والد کی حیثیت سے آپ کا برتاؤ بے نظیر ہے۔ اور مجھے امید واثق ہے کہ تخت شاہی پر خانگی نیکیون کا پورا پورا ثبوت دینگے کیونکہ انکی دلی رغبت بھی اس طرف ہے"

غرض حضور کا وجود مبارک تمام ملک کے لیے ایک نعمت خداداد ہے۔ اور ان اوصاف حمیدہ سے پوری امید ہے کہ حضور کا عہد معدلت مہد رعایا اور سلطنت دونون کے لیے غیر معمولی خیر و برکت کا باعث ہوگا۔ خدا حضور کو عرصہ دراز تک سلامت با کرامت رکھے اور ہندوستانی انکے اعلیٰ لطف مین ہر طرح پھلین پھولین۔

مصرع - این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

ملکہ معظمہ میری

کی پیدائش ۲۶ مئی ۱۸۶۷ء کی ہے اپنے والدین کی پہلی اولاد ہونے کے باعث گھر بھر کی دلاری تھین آپ کی والدہ آپ کی بچپن کی بابت یون لکھتی ہین

"بچپن مین ہر شخص کا دل پیاری بچی سے کھیلنے کو چاہتا ہے جیتی اور جاگتی تو بدن مین کوٹ کوٹ کر بھری ہے آنکھین نیلی - بال بہت ملایم اور سنہرے - سرخ رنگ کے ہونٹ - خوبصورت چہرہ جس کا رنگ سرخی مائل سپید تھا - شکل دلکش - قد موزون - بدن سڈول - غرض ہر طرح سے جیسا کہ ایک خوبصورت بچے کا ہونا چاہیے - بچپن مین کسی قدر شوخی کیطرف مائل تھین - مگر شوخی و شرارت ذہانت کی دلیل ہے اور شریر بچہ ہر ایک کو پیارا معلوم ہوتا ہے"

کنسنگٹن محل مین انکی تربیت ہوئی کہ غریب لوگ کسطرح بسر کرتے ہین - والدہ خیرات کی طرف زیادہ مائل تھین - اور محل کی پچھلی طرف سے بازار مین غریبون کو خیرات دیتی تھین - ایک دفعہ انھون نے ایک غریب خاندان کے لیے کھانا بھیجا - اور شاہزادی میری کو ہدایت کی کہ خود جا کر دیکھین کہ ایسے لوگون کا کیا حال ہے جو کئی روز کی فاقہ کشی کے بعد ایک وقت کی روٹی پاتے ہین -

شہزادی بہت سا وقت اپنی والدہ ماجدہ کی زیر نگرانی تعلیم مین خرچ کیا کرتی تھین - اور عام سوسائیٹیون مین جانے سے جہان لوگون کو بہت دیر تک جاگنا پڑتا ہے پرہیز کرتی تھین گھوڑے کی سواری کرتین اور اکثر اکیلی ہی پارک مین سیر کو جاتین - انکی سواری کی جگہ آج تک کوئینس رائڈ Queen's Ride کے نام سے مشہور ہے -

آپ کی والدہ نے شروع ہی سے اخلاق کی درستی پر بڑا زور دیا اور وفاداری اور فرض کی ادائگی کا

ملکہ معظمہ کے دل پر ایسا نقش جما دیا کہ اب اُس کا مٹنا ناممکن ہو گیا - آپ کے اتالیق کو خاص ہدایت تھی کہ آپکو باقاعدگی اور سلیقہ شعاری میں خاص مہارت حاصل ہو - اور شاید ان کوششون کا نتیجہ ہے کہ ملکہ معظمہ کی قوت حافظہ بہت اچھی ہے اور وہ ہر کام سلیقہ سے انجام دیتی ہین - اس پرورش مین گو ان کا بہت حصہ ہے - مگر آپ کے والد بزرگوار کی کوشش بھی اسمین کسی حد تک شامل تھی - وہ گھنٹون اُن سے سبق بیتین اور پھولون کی کیاریون کو درست کرتین - والدہ نے آپ کو جوان ہونے تک کوئی ناول یا افسانہ نہین پڑھنے دیا - اسکی صرف اسوقت اجازت دی گئی جب اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ اس سے کسی قسم کا نقصان پہونچنے کا احتمال نہین - ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات - شروع سے حضور کو ہمیشہ یہ خیال رہتا تھا کہ مصیبت زدون کی کسطرح امداد کرین -

ایک معزز خاتون آپ کے ایام شباب کے حالات یون بیان کرتی ہین -

قابلیت کے لحاظ سے شہزادی بہت ہوشیار لڑکی ہین - سارنگی اور پیانو کمال مہارت سے بجاتی ہین - معلوم ہوتا ہے کہ اس فن مین انکی تعلیم بہت اچھی ہوئی ہے - اٹلی - فرانس - جرمن اور انگلستان کی زبانون مین انھین کمال دسترس ہے اور حضور بڑی اچھی طرح ان زبانون مین گفتگو کر سکتی ہین - کتب خانے مین کتابین صرف سجاوٹ کے لیے ہی رکھی ہوئی نہین ہین بلکہ وہ سب ایسی ہین جنکو علیا حضرت کسی نہ کسی وقت پڑھ چکی ہین - ٹینسن - ایمرسن - اور کارلائل کی تصانیف انھین بہت پسند ہین - میکالے - فرؤڈ - لیمب - ڈینٹی اور مارلے کی تصانیف کو بھی قابل قدر سمجھتی ہین -

حضور نہ صرف زباندانی ہی مین مشہور آفاق نہین ہین بلکہ کاروبار خانگی کے ہر صیغے مین انھین کامل تعلیم دی گئی ہے - وہ گھر کے انتظام کی پوری نگرانی کر سکتی ہین - موزے بنانے مین بھی کمال حاصل ہے - حضور کی والدہ کا دستور تھا کہ ہر سال سپاہیون کی بیوون کو سبزی تقسیم کیا کرتی تھین - ملکہ معظمہ کا شہزادگی کی حالت مین فرض تھا کہ والدہ کا ہاتھ بٹائین - حضور والدہ کا حکم بجا لاتی تھین - اور ادھر ادھر جانا اور بوڑھی عورتونکی جھولیان سبزی سے بھرنا اپنا فرض خاص خیال کرتی تھین - غرض حضور کو ایسی تعلیم ملی کہ جو کام کرنے کو ملا اُسے دل لگا کر کیا -

ملکہ معظمہ ۱۶ سال کی عمر مین اٹلی گئین - اور واپسی کیوقت نقاشی کے کئی نمونے اپنے ساتھ لائین - پہلے پہل ناچ پر اسی جگہ جانے کا اتفاق ہوا - آپ کو بچون سے خاص محبت ہے اور مصیبت زدہ بچون کی طرف فوراً متوجہ ہوتی ہین - شادی کے قبل ہی سے اپنی آمدنی مین سے کچھ حصہ غریب بچون کے لیے مخصوص کر دیا تھا - غرض ہمیشہ سے غریبون کی زندگی کو بہتر بنانا آپ کا شغل رہا ہے - بڑے دن اور نئے سال کی خوشی

مین بچون اور بیمارون کے لیے تحفے بھیجا کرتی ہین اور اُن سے اکثر پژمردہ دلون کو ڈھارس بندھا کرتی ہے ایک دفعہ ایک لنگڑے بچے کو تپ دق کا عارضہ تھا۔ کئی بار حضور اُسے پیدل یا گاڑی مین سوار ہو کر دیکھنے تشریف لے گئین اور جھونپڑی مین بیٹھکر گھنٹون اُس سے باتین کرتی رہین۔ یا اُسے کوئی کتاب پڑھکر سناتی رہین۔ ایک دفعہ کھانے کے لیے لذیذ چیزین لیتی گئین تاکہ اُسکے جسم کی قوت کسی طرح قائم رہ سکے۔ گرجے کو جاتے ہوے ایک دفعہ زار ہوئین اور حالت خراب دیکھی جھک کر اُسکا بوسہ لیا۔ آنسو ٹپک پڑے اور گرجے تک روتی تشریف لے گئین۔ اس سے بڑھکر ہمدردی کیا ہوسکتی ہے۔ آپکی زندگی مین ایسی ہزارون مثالین ہونگی مگر مثال کی طور پر دو ایک واقعات یہان لکھے گئے۔

حضور عالیہ کو سوزن کاری مین بھی حد درجہ کا کمال حاصل ہے۔ ابتک اپنے ہاتھ کے نمونے تیار کیے ہوے مختلف جگہ بھیجتی ہین۔ بچون کی پرورش مین حضور نے عجب انداز قائم رکھا ہے۔ آیا سے ایک قسم کی دوستی رہتی ہے۔ بچون کی پرورش کے ہر پہلو پر غور کیا جاتا ہے۔ اور ہر صبح بچون کو ہوا خوری کیلیے پیدل بھیجتی ہین۔ بعض دفعہ خود بھی اُنکے ساتھ جاتی ہین ایک دفعہ معمول سے زیادہ دور چلی گئین۔ چھوٹا بچہ تھک گیا اور چل نہ سکا۔ ملکہ نے اُسے گود مین اُٹھا لیا۔ اور ایک میل تک لے گئین۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ موجودہ پرنس آف ویلز بہت روتے تھے۔ آیا دل بہلانے کی کوشش کرتی تھی مگر بے سود۔ آخر آیا نے کہا۔ شہزادے آپ کو اسطرح رونا نہین چاہیے۔ آپ کو ماں باپ محبت کرتے ہین۔ آپ کا گھر خوبصورت ہے۔ بستر نرم ہے۔ اور کھلونے اس کثرت سے ہین۔ مجھے یاد ہے کہ وہ لڑکا جسکی پہلے مین خبرگیری کرتی تھی گندے مکان مین رہتا تھا۔ فرش پر سوتا۔ تکیہ کی بجاے اخبار وغیرہ سر کے نیچے رکھتا تھا اور اُسکے پاس ایک بھی کھلونہ نہ تھا'' شہزادے نے جواب دیا'' کیا ایسے بچے بھی ہوتے ہین۔ جنکے پاس کھلونے نہ ہون'' کیا مین اُسے اپنے کھلونے دیسکتا ہون'' آیا بولی ہان'' اگر آپکے پاس نکمے کھلونے ہون۔ تو اُسے ضرور بھیجدیجیے'' شہزادہ فوراً ہی بول اُٹھا'' ایسا ہو نہین سکتا۔ میری والدہ کی نصیحت ہے۔ کہ اگر کسی کو تحفہ دو۔ تو عمدہ۔ یہی میرے نئے کھلونے اُسکے لیے لیتی جاؤ''

چاہے یہ قصہ بذات خود ایک معمولی واقعہ ہو۔ مگر ملکہ معظمہ کی نیک تعلیم کے اثر کا اس سے پورا ثبوت ملتا ہے۔ جب بچے کے دل مین ایسے خیالات ذہن نشین کرادے جائین۔ تو کیا عمر بھر بھول سکتے ہین؟ غرض ہماری ملکہ معظمہ ایک ایسی مہربان والدہ ہین جنکی نظیر شاید دنیا مین مشکل سے مل سکے۔

ایک مہاراجہ صاحب حضور عالیہ کے نسبت فرماتے ہین کہ مین نے شاہنشاہ اور ملکہ معظمہ دونون کا نیاز حاصل کیا ہے۔ اور اس سے از حد خوش ہوا ہون۔ مگر ملکہ معظمہ کی شرف ملاقات سے

مجھ پر گہرا اثر ہوا - وہ بہت زندہ دل - نہایت خوبصورت اور شایستگی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہین سلطنت برطانیہ کی خوش قسمتی ہے - کہ ایک ایسی نیک اوصاف والی ملکہ معظمہ تخت نشین ہین - تمہین اعلیٰ درجہ کا حسن اخلاق غیر معمولی قابلیت اور رعایا کا بیحد پیار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے - خدا کرے ایسی مادر مہربان کا سایہ ملک پر ہمیشہ تک قائم رہے اور تخت انگلستان پر آپ شاہنشاہ معظم کے ساتھ تا ابد جلوہ افروز رہین - آمین ثم آمین -

مدن گوپال

شاہان انگلستان کو تاج پہنانے کا استحقاق انگلستان کے اسقف اعظم ارک بشپ آف کنٹربری کو حاصل ہے اور یہ استحقاق اسقدر زبردست ہے کہ ہنری دوم نے جب اپنے ہی زندگی مین اپنے بیٹے کی تاجپوشی کرنا چاہی تو اتفاق وقت سے اُنھون نے اس رسم کو آرک بشپ کنٹربری کے بجاے ارک بیشپ یارک سے اداکرالی - آرک بشپ کنٹربری کو جب اسکی خبر معلوم ہوئی تو اُنھون نے اسمین اپنی سخت حق تلفی سمجھی اور اسکے لیے بادشاہ سے جواب طلب کیا اور آرک بشپ آف یارک سے اس درجہ ناراض ہوے کہ اُنھین برادری سے خارج کر دیا - اب ملکہ الگزنڈرا کے وقت سے آرک بشپ یارک حضور ملکہ کو تاج پہنانے کی رسم ادا فرماتے ہین -

---

انگلستان مین رسم تاجپوشی کے متعلق بھی چند دلچسپ توہمات مشہور ہین - کہتے ہین کہ جارج سوم کے تاجپوشی کی دعوت کے وقت ویسٹ منسٹر ہال مین تاج شاہی کا ایک نہایت نادر و بیش بہا ہیرا کسیطرح تاج سے اُکھڑ کر زمین پر گر پڑا اور اُنھین کے عہد حکومت مین امریکہ کی سلطنت انگلستان کے ہاتھ سے نکل گئی - شاہ جیمس دوم کے تاجپوشی کے وقت تاج سر پر ٹھیک نہ بیٹھا اور ان کے سر سے لڑکھڑا کر ابھی مین گرنے ہی کو تھا کہ ایک مقرب خاص نے اُسے اپنے ہاتھ مین روک لیا - لوگ کہتے ہین کہ اس شگون بد کا یہ نتیجہ ہوا کہ جیمس کو تخت و تاج چھوڑ کر بھاگنا پڑا تھا - چارلس اول جو آخرکار قتل کیا گیا تھا اُسکے ہاتھ سے عدالت پارلیمنٹ مین چھڑی گر گئی تھی اور اسکی طلائی موٹھ الگ ہو گئی تھی ... بادشاہ مذکور نے اس کو فال بد سمجھا تھا -

---

ہمارے بادشاہ سلامت کل روے زمین کے پانچوین حصے پر اور دنیا بھر کے قریباً چوتھائی لوگون پر حکومت کرتے ہین - انگریزی راج کی کل سالانہ آمدنی ۱۴ کرور پونڈ (۲ ارب روپے) سے بھی زیادہ ہے اور اسمین ۹ ہزار میل تک ریلوے کا ایسا سلسلہ پھیلا ہوا ہے کہ اگر وہ تمام ایک سیدھ مین ہوتا تو وہ اتنا لمبا ہو جاتا کہ دنیا کے گرد قریباً چار دفعہ آجاتا یا یون کہو کہ ایک تہائی سے زیادہ ہوتا جو زمین اور چاند کے درمیان ہے -

ہمارا شہنشاہ

روسی بہ فتوح و غارت نازد | جرمن بہ نمایش جسارت نازد
ٹرکی بہ فزونی امارت نازد | جارج بہ وفاداری بھارت نازد

ناظرین کو طاہر وحید کی رباعی عباس کی شان مین اور فیضی کا اوسکے جواب مین اکبر کی شان مین رباعی فی البدیہ کہنا یاد ہوگا۔ شمیم شہنشاہ جارج کی شان مین رباعی مندرجہ عنوان عرض کرتا ہے۔

حق تو یہ ہی کہ افواج بحری و بری رقبۂ سلطنت تعداد رعایا یعنے عظمت و تزک و شان کسی شاہ کے لئے اتنی باعث فخر نہین جس قدر یہ فخر کہ اسکی رعایا صدق دل اور عقیدت دلی سے اوسکے جانب وفاداری کا دم بھرتی ہو یہ فخر جارج پنجم کو فی الواقع حاصل ہی لو تو ہمارا شہنشاہ خواہ بلحاظ وسعت سلطنت خواہ بلحاظ ثروت و سامان حرب افواج وغیرہ وغیرہ سب ہمعصرون سے بڑھ چڑھ کے ہے اور اگر اوسکو ایسی چیزون پر ناز ہو تو بیجا نہین لیکن اوسکا اصلی سرمایۂ ناز رعایاے بھارت کی وفاداری ہی جو ہر پہلو سے بموقعہ دربار تاجپوشی ظاہر ہوئی ہی یہ خاصہ طبیعت انسانی ہے کہ ماضی زرین مستقبل خوش آیند اور حال ناپسند معلوم ہوتا ہی لیکن تاریخ دان آگاہ کرسکتے ہین کہ فی الواقع ایسا نہونا چاہیے۔ ماضی ایسا زرین نہین اور نہ مستقبل ایسا خوش آیند اور نہ حال اتنا ناقابل پسند ہی جیسا کہ معلوم ہوتا ہے۔ آیے ذرا انکی جانب نگاہ ڈالین اور دیکھین کہ شاہان سلف کی کیا صورت تھی؟

ایسے بھی گذرے جنھین لوگون نے خدا کا (معاذ اللہ) رتبہ دیا اونھون نے اُس رتبہ کو قبول کیا یا خود خواہش کی کہ مانند ذات باری اونکی پرستش ہو۔ ایسے بھی گذرے ہین کہ ذات باری کے اوتار سمجھے گئے گویا کوئی دیوتا اُنکے ذات مین مجسم ہوکر نمودار ہوا ہے۔ ایسے بھی گذرے ہین کہ وہ رسول خدا سمجھے گئے۔ جنھین نبوت و سلطنت شامل رہی

ایسے بھی گذرے ہین جو خدا یا رسول خدا تو کُجا انسان کے درجہ سے بھی گرے ہوے

تھے۔مثلاً روم جل رہا ہے اور شاہ بین بجا رہا ہے ایسے بھی بیرحم گذرے ہین کہ مفتوح کا خون پیالہ مین ڈال کر پیتے تھے اور انسانی کھال سے قزاک بناتے تھے ایسے بھی غارت گر گذرے ہین جنکے سُم ستوران نے تختہ زمین پر گھاس کا ایک تنکا اُگنے نہین دیا جنھون نے ہزار دن بلکہ لاکھون غلام حلقہ بگوش کئے۔ناموس مستورات مین خلل ڈالا۔شہر لٹوا دیئے۔تہذیب برباد کی ایسے بھی گذرے ہین جنھون نے اہالیان علم کو بوجہ اختلاف رائے آگ مین جلا دیا۔ایسے ایسے جبر کئے کہ رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ہزارون بت توڑے سیکڑون مندر بیخ و بنیاد سے اڑا دیئے۔بزور شمشیر ہزارون کو اپنے مذہب مین داخل کیا۔ایسے بھی گذرے ہین کہ جنھون نے ہفت اقلیم کے فتح کی ہوس مین ہزارون بیگناہ معصوم بنی نوع انسان کو تہ تیغ کیا۔دنیا مین بہادری کا نام پایا۔شمشیر کی ایسی مشق دکھلائی کہ اونکے نام سے انسان کانپتا ہے۔ایسے بھی مکار گذرے ہین کہ دن کو بشارت آسمانی سنائین اور رات کو بطرح عیاشی کا ریاض کرین۔لیکن دنیا اچھون اور برُون سے خالی نہین رہی۔اور ایسے بادشاہ بھی گذرے کہ اونھون نے اپنے ہاتھون کی مزدوری سے گذر اوقات کی اور اپنی معاش کے لئے خزانہ عامرہ سے ایک حبہ بھی نہین لیا۔یاد آلہی مین مصروف بنی نوع انسان کے ہمدرد شفیق اور محسن ثابت ہوے۔ایسے بھی گذرے ہین جنھون نے اخلاق سکھلائے۔جرائم کا انسداد کیا۔امن کو قایم کیا۔تجارت تعلیم اور دھرم کی ترقی کے موئد رہے۔حتی کہ اونکی ہمدردی طبقہ انسانی سے نیچے بھی مرعی ہوئی یعنے حیوانون کیلئے ہسپتال بنائے۔ایسے بھی گذرے ہین جنھون نے رعایا کے تالیف قلوب کی۔ مذہب کی آزادی عطا کی۔حقوق رعایا مستقل صورت سے قایم کئے۔خود نیک چلن اور رعایا کے لئے نیک چلنی کی تلقین کی ایسے بھی نیک سیر گذرے ہین کہ اونھون نے تخت و تاج تیاگ دیا اور فقر اختیار کیا اور ایسا کلام دنیا کو بخشا کہ اونکا نام تاریخ مین حروف زرین سے لکھا گیا۔

غرض ماضی ایسا خوبصورت نہین جیسا کہ اکثرون کو معلوم ہوتا ہے۔مستقبل کا حال کسی کو معلوم نہین۔اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آیندہ اگر بادشاہ کوئی رہگیا تو اوسکے ہاتھ مین بہت کم اختیار ہوگا۔سلطنتون مین جمہوریت کا اثر ترقی پر ہے لیکن عجب نہین کہ جمہوری حالت کی گرمجوشی سے تنگ آکر پھر کوئی صورت شخصی بادشاہت کی قایم ہو کیونکہ تجربہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ سلطنتون کا چند سال کے بعد نئے ہاتھون مین منتقل ہونا اطمینان بخش نہین۔سلطنت ایک فیشن نہین کہ محض تفنن طبع کے لئے تبدیل کردی جاوے۔شکر ہے کہ انگریزی

طرز سلطنت مین شخصی ریتی جمہوری سلطنتون کے ثواب موجود اور عیوب نکلے ہوئے ہین اور ایسی ہیجون مرکب ہی کہ ہر جز داد دیہ کو معتدل کر دیا گیا ہے۔ مستقبل کی بابت یہ کہنا بیجا ہے کہ انگریزی طرز حکومت مین کسی تبدیلی کی ضرورت نہین۔ بادشاہ ایک مرکز کے مانند موجود۔ رؤسا، خاندانی مشیر اور عوام الناس رد بہ ترقی زمانہ کی ضرورتون کے مطابق قوانین کے وضع کرنے کے ذمہ دار۔ پس ایسی حالت مین کوئی ضرورت کسی تبدیلی کی غالباً محسوس نہوگی۔ رؤساء اور عوام الناس مین قدرے کشمکش ہو کر انکے اختیارات باہمی کی ترمیم ہو گئی ہے اور یہ ممکن ہے کہ معاملہ بصورت تنازعہ پھر درپیش ہو اور کوئی اور ترمیم جسکی ضرورت ہو ظہور مین آجائے اب صورت حال کی جانب توجہ فرمائیے۔ جن ملکون مین پبلک یعنی سلطنت جمہوری قائم ہو گئی ہے وہان ایک تپ چڑھی ہوئی ہے۔ پریزیڈنٹ کے انتخاب پر ملک بخار کی حالت مین ہوتا ہے جو تھے پانچوین سال سب سلسلہ سابقہ بدلجاتا ہے، نئے اہل کار نئے قوانین جاری کرتے ہین۔ سلطنت کی مضبوطی مین خلل واقعہ ہوتا ہے۔ مالی حالت غیر معین اور معرض خطر مین ہوجاتی ہے اگر اتفاق سے پریزیڈنٹ مدبر ہے تو کام اچھا چلتا ہے ورنہ ایسی ہل چل ہوتی ہی کہ بعض وقت شخصی بادشاہت کی جانب عود کرنے کی تمنا پیدا ہوجاتی ہے۔

جہان شخصی بادشاہت ہی وہان شاہ جابر اور حقوق رعایا کے بارہ مین بخیل اور خزانہ عامرہ کا کلاً متصرف ہوتا ہے۔ وزرا مین سازش جاری رہتی ہے۔ کبھی ایک فرقہ کے رسوخ کی افزونی کبھی دوسرے فریق کی کمی ہوتی ہی۔ شاہ کھلونا بنجاتا ہی اور اُسے نچایا جاتا ہے۔ کوئی کوئی شاہ ذی عقل اور ذی فراست ہوتا ہی۔ عموماً دماغ مین غرور اور نخوت انتہا درجہ کی پیدا ہوجاتی ہی۔ پھر آئینہ رعایا حقوق مانگتی ہے۔ اسلئے اُنکے دعوی ہمیشہ کے لئے غیر مسموع نہین رہ سکتے۔ کونسل یا پارلیمنٹ کے نمونہ کی مجلس بنجاتی ہی۔ مشیران ریاست کا کام دیتے ہین لیکن اوسکی طاقت کمزور اور تابع حکم شاہ رہتی ہے۔

اب ایسا شہنشاہ بتلایئے جسکو مقررہ رقم ملتی ہو۔ خزانہ عامرہ ملکی اغراض کے لئے ہو جسکی ایک رانی ہو۔ جسکے خصائل حمیدہ اور بادشاہون کے لئے نظیر ہون۔ جس مین طاقت شرنظمی ہو جس مین خبر کی طاقت موجود اور ہر لحظہ استعمال کے لئے حاضر ہو۔ جس کے ملک کی وسعت اس قدر کہ اگر وہ سورج بھی ہوتے تو غروب کی نوبت نہ آتی۔ جس کی بحری اور بری فوجین دیگر رقیب سلطنتونکو لئے ہیبت افزا ہین جسکی رعایا دنیا بھر سے اہل دول اور خوشحال ہے۔ جس کے زیر نگین دنیا بھر
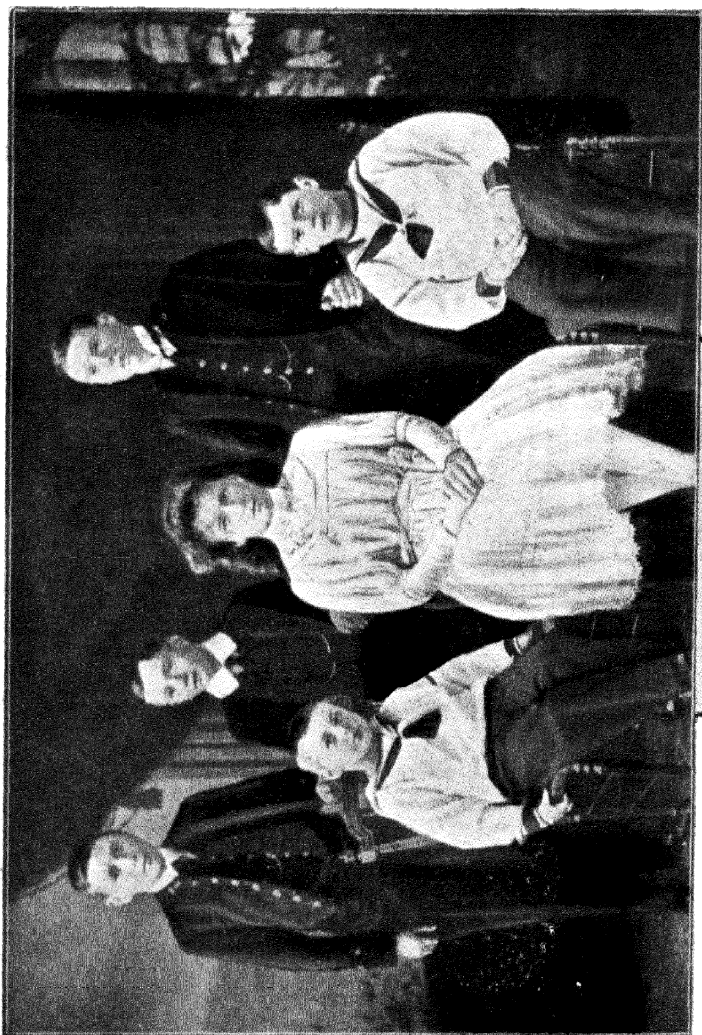
ملک معظم جارج اور ملکہ معظمہ میری کے بچے

کے مذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذہبون کے پیرو ہین جسکی رعایا ہر قوم وملت کے شمار مین اتنی ہے کہ کسی اور بادشاہ کو نصیب نہین ۔جس کا انتظام ملک وزیر دانشور اور اہلکاران تجربہ کار دکار پردازان واقف کار کے سپرد ہے ۔جو انکے انتظام مین صرف اسوقت دخل دیتا ہو جب وہ ظلم وتعدی کرنے لگتے ہین ۔جو امن پسند علم دوست ۔تجارت اور تہذیب کا حامی ہو۔ اور اپنی رعایا کا ہمدرد اور شفیق مربی ہے تو ہم بتلاتے ہین وہ ہمارا شہنشاہ جارج پنجم ہے ۱۲۔ دسمبر ۱۹۱۱ء کو بمقام دہلی تاجپوش ہوا اسوک کے بعد ہندوستان مین ایسا رحمدل اور ہمدرد بادشاہ تاجپوش نہین ہوا ۔ اور تاریخ مین یہ پہلا واقعہ ہے کہ اس تزک وشان سے شہنشاہ ہند کی تاجپوشی ہو جہان راجے مہاراجے نواب نظام سب موجود تھے گھر گھر خوشی منائی گئی ۔ روشنی چراغان ہوئی غربا کے لئے مہمان نوازی کے جملہ سامان مہیا کئے گئے ۔ رعایا نے اپنی آنکھون سے اپنے بادشاہ کو دیکھا اور محظوظ ومسرور ہوئی ۔

بھارت کے لیے یہ دن مبارک ہو کہ سلسلہ شاہان انگلینڈ کے سایہ ہما پایہ کے نیچے اوس نے اتنی ترقی کی کہ رقیب سلطنتون کو حسد ہو ۔چشم بد دور بیابان سرسبز ہوے ۔تعلیم عام ہوئی ۔مذہب کی آزادی حاصل ہوئی ۔ تجارت بڑھتی جاتی ہو ۔کوہ اور ساحل آباد ہوے ۔ تار ریل ڈاک ہسپتال مدرسے جابجا جاری ہوے ۔ ایک صوبہ دوسرے صوبہ سے ملنے لگا ہر قوم جو اس برّ اعظم میں بستی ہے اپنی اپنی ترقی مین کوشان ہو ۔ امپائر کی اعلی ترین عدالت مین ایک ہندوستانی مسند طراز ہے ۔ انتظامی کونسل ہند مین ہو ایک ہندوستانی جزو سلطنت ہو کر کرسی واضع قانون پر متمکن ہے ہائی کورٹون مین بھی ہندوستانی ہم صلاح ہمان انگریزی ہین ۔ ریلوے پولیس انجنیرنگ میڈیکل قانونی جنگلات وغیرہ وغیرہ محکمہ جات مین ہندوستانی معزز عہدے پانے لگے اور آیندہ اور زیادہ ذمہ داریون کے عہدے پاوینگے ۔ یہ جملہ صورتین بہبودی ملک کی ہین ۔ ہنوز بہت سے صیغے ایسے ہین جہان رفتہ رفتہ اور ترقی کی امید ہے لیکن وہ یک لخت نہین ہوسکتی ۔ امید امید امید زیست کی روح ہو اور کسیطرح مایوسی دل مین نہ لانی چاہئے مہذب سلطنت سے فلاح قومی اور بہبودی ملک کی توقع رکھنی چاہیے اور ہرگز شبہہ نہ کرنا چاہیے کہ وہ ترقی کی سد راہ ہوگی ۔ ہمکو رباعی مندرجہ عنوان کو ثابت کرنا چاہیے کہ فی الواقعہ بھارت کی رعایا کیا ہندو کیا مسلمان جو کرورون کی تعداد مین ہو ذات شاہ سے متعلق الفت وانس آبائی رکھتی ہو اور امید واثق ہو کہ جو عقیدت اس قوم کی طرف سے ظاہر ہوئی وہ رباعی کے آخیر مصرعہ کو صحیح ثابت کر دے گی ۔ حق تو یہ ہے کہ ہندی قوم کے لئے تاج انگلینڈ ہی ملجاد ماوا ہے ۔ خدا شہنشاہ ہند کو عمر اور دولت بخشے اور ہمیشہ بامراد وکامران رکھے ۔

شمیم

شہنشاہ عالم پناہ
جارج پنجم کی رسم تاجپوشی

انگلستان مین تاجپوشی ایک مذہبی رسم سمجھی جاتی ہو اور اسکی بنیادی رسمیات بہت کچھ بائبل کے آیات و روایات متعلق بنی اسرائیل سے اخذ کیگئی اور حضرت سلیمان کے رسمیات تاجپوشی سے مشابہ ہین - ہزار برس کے قریب ہوگئے کہ اسکے جزئیات مین بھی فرق نہین آیا تمام یورپ مین اب صرف دو جگہ یعنی ہنگری اور روس مین یہ رسم قدیم شان و شوکت اور تزک و احتشام کے ساتھ قائم ہو مگر وہان بھی موجودہ رسم تاجپوشی انگلستان کے برابر قدامت کا دعوی نہین کرسکتی - انگلستان مین اور کوئی ملکی یا مذہبی رسم اسقدر دھوم دھام اور اہتمام سے ادا نہین کیجاتی ہو - ذرا ذرا سی تفصیل مین صدہا برس کی پرانی رسمونکی بجنسہ تقلید ہوتی ہو مہینون پیشتر سے ایک بااثر کمیشن بیٹھتا ہو جو تمام جزوی اُمور قدیم نظیرون کے مطابق طے کردیتا ہو - سب سے پہلے برٹش بادشاہ کی تاجپوشی میدان سالسبری کے متصل مشہور استونہنج مین عمل مین آئی تھی - انگلو سیکسن بادشاہون مین سے سات کی تاجپوشی کنگس اسٹون پر ہوئی جو لندن کے پہلے مغربی جانب دریائے ٹیمس کے پہلے فورڈ کے قریب ہو - یہ مقام عام خیال کے مطابق ابھی تک موجود ہو بعض سیکسن بادشاہون کی تاجپوشی ونچسٹر کیتھیڈریل اور سینٹ پال کے گرجا مین بھی ہوئی ہو - ہیرلڈ اول کی تاجپوشی کے بارے مین تحقیق نہین ہوسکی مگر ہیرلڈ ثانی کی تاجپوشی ۶ جنوری ۱۰۶۶ء کو ویسٹ منسٹر ایبی مین ہوئی اور اُس زمانے سے ابتک کل شاہان انگلستان نے اِس متبرک رسم کو اِسی مقدس گرجا مین ادا کیا ہو - تمام دُنیا مین اور کوئی تاریخی عمارت اسوقت ایسی موجود نہین ہو جسمین اسقدر زمانہ قدیم سے ایسی شاہانہ رسم ادا ہوتی چلی آئی ہو - قدیم شاہان فرانس ریمس مین رسم تاجپوشی ادا کرتے تھے - لیکن ریمس REIMS اب بالکل ویران ہوگیا ہو - پاپاے روم سینٹ پٹر کے مشہور گرجے مین یہ رسم ادا کرتے ہین مگر یہ گرجا ویسٹ منسٹر ایبی کے پانچ سو برس بعد کا بنا ہوا ہو - ابتدا مین شہر لندن سے ایک میل کے فاصلے پر دریاے ٹیمس کے کنارے ویسٹ منسٹر نام سے ایک شہر آباد تھا جسکو اب دارالسلطنت لندن کی وسعت نے اپنا ایک حصہ بنالیا ہو - ایک ہزار سال کا عرصہ ہوا کہ شاہ ایڈگر نے اِس شہر مین ایک عالیشان گرجا بنایا جو اسوقت کے مذہبی مراسم کے بموجب ایک مشہور راہب خانہ ہوگیا اور شہر ویسٹ منسٹر کی رعایت سے ویسٹ منسٹر ایبی کے نام سے مشہور ہوا اور آٹھ سو سال سے زائد ہوے کہ شاہان انگلستان اسمین تاجپوش ہوتے اور اِسمین دفن کیے جاتے ہین - اس مین

انگلستان کا باخدا بادشاہ ایڈورڈ کنفسر دفن ہی اور تبرکاً اسی کے قبر کے قریب ولیم فاتح ۱۰۶۶ء سے لیکر ابتک کل بادشاہان
انگلینڈ کی رسم تاجپوشی ادا ہوئی ہی چنانچہ ۲۲ جون ۱۹۱۱ء کو اعلیحضرت شاہ جارج پنجم بھی یہین تاجپوش ہوئے۔ ویسٹ منسٹر
کی تاریخ مین یہ روز سعید ہمیشہ کے لیئے ایک یادگار دن رہے گا۔ معمولی طور پر بھی ویسٹ منسٹر ایبی کی عالیشان عمارت
اپنی بے نظیر صنعت اور قابل قدر وسعت کیلئے مشہور و معروف ہی۔ مگر اس روز اسکی آرائش خاص طور پر قابل دید تھی
گانیوالون کے حلقون اور عبادت گاہ کے بیچ کی جگہ مین جو تھیٹر کہلاتی ہی عجب پرلطف نظارہ تھا۔ گہرے نیلے رنگ کے
قالینون کا فرش بچھا تھا اور گیلریون مین گلکاری کے نیلے پردے پڑے تھے۔ گانیوالون کے حلقہ کے برابر ایک بلند اور
عالیشان چبوترہ حضور ملک معظم اور ملکہ معظمہ کیواسطے خاص طور پر تیار کیا گیا تھا۔ اسپر چڑھنے کے لیئے پانچ زینے تھے۔
کچھ دور پر تاجپوشی کی کرسی رکھی تھی جسمین اسکاٹ لینڈ مین کا مشہور مقدس پتھر The stone of Destiny لگا
ہوا ہے۔ اسکے داہنے طرف رسم تاجپوشی کے قبل حضور ملک معظم و ملکہ معظمہ کے رونق افروز ہونے کے لیئے دو کرسیان رکھی گئی
تھین۔ انکے نیچے نفیس پھولدار قالین بچھے تھے۔ عبادت گاہ پر طلاکار پوشش پڑی ہوئی تھی اور اسکے روبرو ایک
گلابی رنگ کا ہندوستانی قالین بچھا تھا۔ کُل سات ہزار شخصون کو اس رسم مین شریک ہونے کی دعوت دیگئی
تھی۔ ان سب کی نشست کے لیئے درجہ بدرجہ موزون جگہ مخصوص کر دیگئی تھی۔ خاص معززین کی نشست کیلئے
بہت قریب جگہ تھی اور باقی اصحاب کیواسطے چارون طرف انتظام ہوا تھا۔ لارڈ صاحبان اور انکی لیڈیون کی
نشستگاہ علیحدہ علیحدہ ایک دوسرے کے مقابل ڈھالو بنائی گئی تھی۔ اور انکے بعد پارلیمینٹ کے ممبران دارالعوام
تھے۔ تمام مجمع قابل دید تھا۔ امرائے سلطنت قیمتی عبائین اور جبے پہنے۔ انکی خاتونین لمبے لمبے زرق برق سائے زیب
تن کیئے۔ بحری و بری فوج کے معزز افسر سرخ و نیلی وردیان ڈالے اور سینے پر بیشمار تمغے لگائے۔ سفیران ممالک غیر اور
وزرائے سلطنت رنگ برنگ کی پوشاکین پہنے اور اپنے اپنے نشانات اعزاز لگائے ایک عجیب سمان پیدا کر رہے تھے۔
خواتین کے فوق البھڑک ریشمی لباس گورے گورے شانون پر بے نظیر ہیرون کی آب و تاب۔ سرون پر بیش بہا جواہرات
کی چمک دمک۔ لارڈون کی خواتین اپنے اپنے مرصع بجواہر تاج نہایت احتیاط سے سنبھالے ہوئے اور ممبران ہاؤس آف کامنس
کی خاتونین نادر و نایاب پرونسے اپنے سرونکو آراستہ کیئے ایک عجیب دلکش نظارہ تھا جسکی یاد انگلستان مین بھی مدت
دراز تک نہ بھولے گی۔ آٹھ بجے تک سب اصحاب اپنی اپنی جگہ پر پہونچ گئے۔ اور ساڑھے نو بجے بگلون کی خوش آیند
آوازون نے شاہی آمد کا مژدہ سُنایا جسے سنتے ہی جملہ حاضرین تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے۔ اور شاہی مہمان اپنے ہمراہیون کے
ساتھ داخل ہوئے۔ سب سے آگے ولیعہد جرمنی اور شاہزادیان تھین۔ جب وہ اپنی مقررہ جگہ پر بیٹھ گئین تو پھر بگل
بجی اور شاہی خاندان کے معزز ارکین کی آمد شروع ہوئی۔ سب سے پہلے حضور شاہزادہ ولیعہد تشریف لائے اور امرائے
سلطنت کی صف مین سب سے پہلی کرسی پر متمکن ہوئے۔ آپ کے ایک جانب حضور ڈیوک آف کیناٹ اور شاہزادہ آرتھر صاحب

House of Commons

کی کرسی تھی اور دوسری طرف اور شاہزادیان رونق افروز تھین۔ اسکے بعد تھوڑی دیر تک ارکیسٹرا باجا بجا اور پھر حضور شاہ معظم کی تشریف آوری کیلئے ایبی کا دروازہ کھولدیا گیا اور گھوڑونکی ٹاپین اور نعرہائے خوشی کی آوازین سنائی دینے لگین اور تمام حاضرین سروقد کھڑے ہوگئے۔ سب سے آگے مقتدایان دین آئے۔ پھر بارہ گرجاؤن کے chaplain چیپ لین۔ پھر شاہی عبادت گاہ کے ڈین Dean اور ویسٹ منسٹر کے ڈین صاحبان اور دیگر افسران وعلم برداران سلطنت یہ پہلا مرتبہ تھا کہ تمام برطانیہ عظمی کے علم بھی شاہی جلوس کے ساتھ شامل کئے گئے۔ انگلستان کا علم مسٹر ڈاموک کے ہاتھ مین۔ اور یونین جیک لارڈ ویلنگٹن کے۔ ہندوستان کا جھنڈا لارڈ کرزن لیئے ہوئے تھے۔ جنوبی افریقہ کا علم لارڈ سلبورن اور کناڈا کا لارڈ نارتھکوٹ اور اسٹریلیا کا لارڈ ابرڈین لیئے ہوئے تھے۔ بعدازان نائٹ آف گارٹر کے چار تمغہ یافتہ معززین یعنی لارڈ روزبری۔ لارڈ منٹو۔ لارڈ کڈوگن۔ مہاراجہ بیکانیر۔ لارڈ کرو اپنے ہاتھون مین وہ شاہی شامیانہ سنبھالے ہوئے جو مسح ہونے کیوقت بادشاہ سلامت کے اوپر لگایا جاتا ہے تشریف لائے۔ اور اُسکے بعد لارڈ چیمبرلین اور لارڈ چینسلر و لاٹ پادری اور صاحب وزیر اعظم سلطنت[1] (مسٹر اسکویتھ) وصاحب پریسیڈنٹ کونسل وزرا (مسٹر مارلی) تھے۔ اور پھر علیا جناب ملکہ معظمہ میری معہ اپنے خدم وحشم کے جسمین متعدد اُمرائے عالی مرتبہ اور خواتین ذیجاہ اور پادری صاحبان تھے تشریف فرما ہوئین۔ اسوقت حضور عالیہ کی شاہانہ شان وشوکت قابل دید تھی۔ سفید ساٹن کی پوشاک پر طرح طرح کے رنگ برنگ پھول بوٹے اور طلائی ستارہ ہند کڑھے ہوئے تھے۔ حضور کی عبا اسقدر لانبی تھی کہ تین گز پیچھے لٹک رہی تھی۔ اور اسے چھ حسین امرازادیان سنبھالے ہوئے تھین جو ساٹن کی پوشاک سے زرق برق تھین۔ اسوقت تاج حضور عالیہ کے زیب سر تھا مگر باڈی مین بیش بہا جواہرات چمک رہے تھے۔ مرصع بجواہر کالر زیب گلو تھا۔ اور نادر ونایاب موتیون کے ہار پہنے تھین۔ اس جلوس کے ساتھ بھی چار معزز ڈچز ایک زرکار شامیانہ لیئے ہوئے تھین جو رسم مسح کیوقت بادشاہ سلامت کیطرح حضور عالیہ کے اوپر لگنے کو تھا۔ تمام خاتونین حسن وجمال مین بے نظیر لباس فاخرہ اور جواہرات نادرہ سے آراستہ تھین۔ اس جلوس کے خاتمہ پر بادشاہ سلامت کا خاص جلوس شروع ہوا۔ سب سے آگے وہ لوگ تھے جو لوازمات تاجپوشی لئے ہوئے تھے۔ برابر برابر تین تلوارین تھین جو لارڈ رابرٹس۔ لارڈ کچنر اور ڈیوک بیوفورٹ کے قبضے مین تھین۔ بعدازان لارڈ میر۔ لارڈ گریٹ چیمبرلین۔ لارڈ ہائی سٹیوارڈ۔ اور ڈیوک آف نارفوک۔ ارل مارشل صاحب ڈنڈا سنبھالے ہوئے داخل ہوئے۔ انکے بعد ارل ہیوکیمپ صاحب سرکاری شمشیر لیئے ہوے۔ اور لارڈ ہائی کانسٹبل صاحب سینٹ ایڈورڈ کا تاج لیئے ہوئے اور تین پادری صاحبان انجیل مقدس لئے ہوئے۔ داخل ہوئے پھر ان سب کے بعد حضور ملک معظم تھے جو قرمزی رنگ کی خلعت اُسی رنگ کی درباری پوشاک کے اوپر زیب تن کئے ہوے۔ سفید ریشمی موزے اور گیسوئے دار جوتی پہنے ہوئے تھے حضور گارٹر کا کالر و نیز دیگر بہت سے تمغے لگائے

[1] اسکے قبل رسم تاجپوشی مین وزیر اعظم شریک نہین کیئے جاتے تھے۔
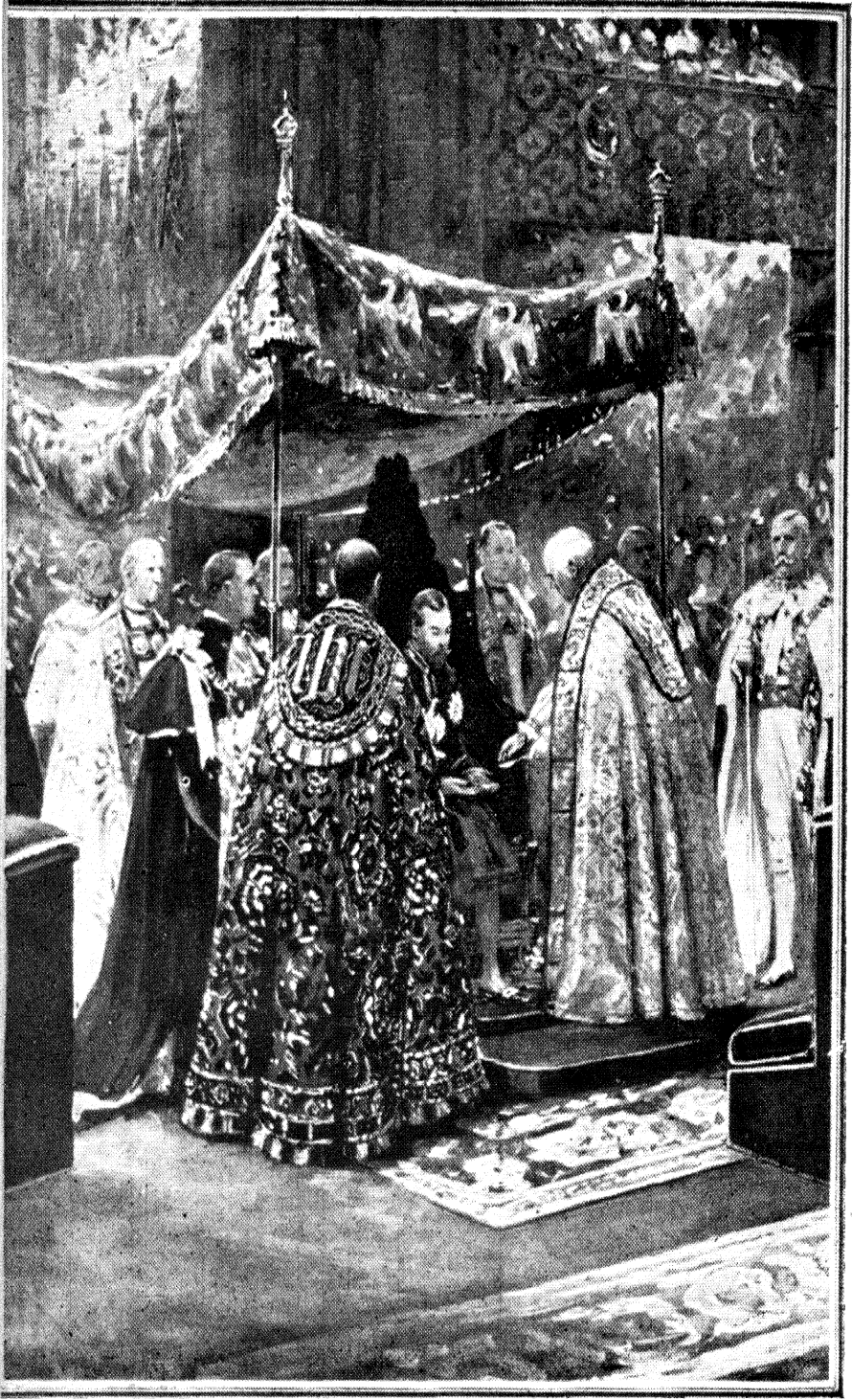
شہنشاہ جارج پنجم کی تاجپوشی کے وقت تیل ملنے کی رسم

علیاحضرت ملکہ معظمہ میری کی رسم تاجپوشی بمقام ویسٹ منسٹر ابی لندن تاریخ ۲۲۔جون ۱۹۱۱ء

Chitra Shala Steam Press, Poona.

ہوئے تھے۔ سر مبارک پر اسوقت تاج نہ تھا بلکہ شاہی کلاہ تھی۔ آٹھ اعزازی خادم سُرخ چھوٹے کوٹ اور گھٹنے تک کی برجس پہنے۔ سینے اُبھارے حضور ملک معظم کی طویل خلعت کو خوبی کے ساتھ سنبھالے ہوے تھے۔ غرض اس شان و شکوہ کے ساتھ ملک معظم کا جلوس عالیشان شاہی چبوترہ پر نمودار ہوا۔ ابتک گیت گائے جارہے تھے مگر حضور کے چبوترے پر جلوہ افروز ہونے پر خاموشی چھاگئی۔ اس خاموشی مین خوب موقع ملا اور اُنھون نے نہایت سُریلی آواز مین یہ خوشنما آئند صدائین بلند کین " ملکہ کی عمر دراز ہو۔ ملک معظم جارج کی عمر دراز ہو۔ اور عمر دراز ہو۔ عمر دراز ہو" کئی بار لڑکیون نے باادب کھڑے ہوکر ان نعرہاے مسرت کو دوہرایا۔ ملک معظم نے ملکہ کے سامنے نہایت تعظیم کے ساتھ سر جھکایا اور اُنکی داہنی طرف کرسی پر متمکن ہوے۔ حضور ملک معظم اور ملکۂ معظمہ قربانگاہ کے سامنے سربسجود ہوئے اور مختصر دعا پڑھی۔ اُسکے بعد سب اپنی اپنی کرسیون پر متمکن ہوئے۔ اور کنٹربری کے لارڈ پادری صاحب اپنے تخت سے اُترے اور لارڈ چنسلر صاحب۔ لارڈ ہائی کانسٹبل صاحب۔ اور ارل مارشل صاحب کے ہمراہ شاہی چبوترے کے قریب تشریف لائے۔ اور جملہ حاضرین سے مخاطب ہوکر باآواز بلند فرمایا کہ

" صاحبو مین آپکے سامنے شاہ جارج کو پیش کرتا ہون جو بلا شک و شبہ اس سلطنت کے بادشاہ ہین۔
آج آپ سب صاحب جنکی اعانت کرنے اور جن کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے لیئے یکجا ہوئے ہین۔ کیا آپ سب اسکے لیئے حاضر ہین۔

لارڈ پادری صاحب کی زبان سے یہ الفاظ نکلنے نہ پائے تھے کہ تمامی جم غفیر نے یہ نعرہ بلند کیا " خدا شاہ جارج کی عمر دراز کرے " سات ہزار آوازون نے ملکر یہ نعرہ بلند کیا۔ پیرس PEERS صاحبان کی جانب سے بھی نعرہ بلند ہوا۔ ہوس آف کامنس کے ممبران نے بھی اسکو دُہرایا۔ خواتین ذیجاہ نے بھی یہی صدا بلند کی اور بعد ازان نہایت زور و شور کے ساتھ گیت گانیوالون کے حلقہ اور طلبا کی جانب سے یہ صدا بلند ہوئی۔ غرض ویسٹ منسٹر ایبی کی ہر درو دیوار سے یہی صدا آرہی تھی۔ اور بگل کی آوازون کے ساتھ جب یہ نعرہائے مسرت ختم ہوئے تو لاٹ پادری صاحب اس مقدس عمارت کے چارون گوشون پر گئے اور چار بار باآواز بلند یہی اعلان کیا ساتھ ہی ملک معظم اپنی کرسی کے سامنے کھڑے ہوئے۔ ہر گوشۂ عمارت کی جانب نظر گھماتے جاتے تھے اور ہر مرتبہ یہی نعرہ بلند ہوتا تھا اور بگل کی آوازنکے ساتھ ختم ہوتا تھا۔ غرض اس شور و غل کے ختم ہوتے ہی حضور ملک معظم۔ ملکۂ معظمہ۔ شہزادے وغیرہ سا عبادت کے واسطے سربسجود ہوئے۔ لارڈ پادری صاحبان سوال کرتے جاتے تھے۔ اور گیت گانیوالے حلقہ سے نہایت نرم لہجے مین اُسکا جواب ملتا تھا۔ بعد ازان کمونین سروس کا اولین حصہ شروع ہوا۔ اس کے متعلق جو گیت گایا گیا نہایت موثر تھا۔ حضور ملک معظم نے عبادت کے وقت کلاہ اُتار لی تھی۔ لیکن پھر پہن لی۔ بشپ باتھ۔ بشپ ڈرہم۔ اور بشپ ویلس اور رادر شاہی شمشیر کے محافظ حضور ملک معظم کے دہنی اور بائین جانب

کھڑے تھے۔ لاٹ پادری صاحب نے لوقا کی انجیل کی اس آیت پر کہ "مین تمھارے درمیان اس شخص کے مانند ہون جو تمھاری خدمت کرتا ہے" حسب ذیل وعظ دیا۔

"آج ایک مہتم بالشان دن ہی۔ اپنی رعایا کے لکھوکھا آدمیونکی محبت بھری وفاداری اور انکی دعاؤن سے"
"آج بادشاہ سلامت یہان موجود ہین کہ خدا سے اپنا تاج حاصل کرین۔ لیکن اب آپ صاحبان ایک لمحہ کیواسطے"
"صبر کیجئے اور سنیئے کہ حضور ملک معظم کیا ارشاد فرماتے ہین" مین تمھارے درمیان مانند اس شخص کے ہون جو"
"تمھاری خدمت کرتا ہی" یہ وہ الفاظ ہین جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ حضور نے کس طور سے اپنی سلطنت حاصل کی"
"اور اسپر حکمران ہین مجھے آپ صاحبان سادہ الفاظ مین اسکے بیان کرنے کی اجازت دیجئے کہ آج جو الفاظ"
"حضور بیان کرین گے۔ انکا مقصد کیا ہی اور جو وفاداری آج ظاہر کی جاتی ہی اسکا کیا منشا ہی۔ یہ خدمات"
"انجام دینے کی بادشاہت ہی۔ خدا اور انسان کی خدمت انجام دینے کے واسطے حضور ملک معظم اپنی رعایا کے"
"لیڈر قرار پاتے ہین۔ آپ خدا کے بندہ ہین۔ خدا کے مضیع سے شمشیر، عصا، کرہ اور تاج آپ کو بطور علامات"
"فرمانروائی عطا ہوئے ہین۔ یہ ایک ذمہ داری ہی جو مالک اپنے خادم کو تفویض کرتا ہی۔ آپ رعایا کے خادم"
"ہین ان کے درمیان سطرح رہنا کہ گویا آپ انکے خادم ہین۔ اپنی ملک کی رعایا لکھوکھا باشندگان ہند۔"
"سمندر پار کی زبردست اقوام کے درمیان اسطور پر رہنا۔ نجکے اور مقامی فائدے کے خیال سے درگزر"
"کرکے سب کا خیال رکھنا۔ سبکے واسطے فکر کرنا۔ سب کو ہر وقت یاد رکھنا۔ سب کے یکسان مقاصد اور یکسان"
"ایثار نظر رکھنا دراصل یہی شاہی زندگی کا ماحصل ہی۔ ہم دست بدعا ہین کہ خدا ہمارے بادشاہ کو اس قسم کی"
"زندگی بسر کرنے کی برکت عطا کرے۔ ہمارے بادشاہ کی دستگیر ایک اور رو زارت ہوگی جو رعایا کے سامنے اعلیٰ اور"
"مسرت آمیز قدیم عیسوی روایات پیش کرے گی۔ اور رعایا کے رنج ومحن مصیبت وراحت مین ہمیشہ ہمدردانہ"
"الفت وہمدردی ظاہر کرے گی ہم دست بدعا ہین کہ اس خدمت کے انجام دینے کے واسطے ملکہ کی دانشمندی"
"اور الفت کا دلولہ پیدا کرے۔ لیکن اس تقدس آب موقع پر ملک معظم تنہا نہین ہین۔ آپکی رعایا آپ کے ہمراہ ہی"
"کیونکہ قومی زندگی اور اسکے سب قائم مقامون کے واسطے آج کا دن ایک مقدس دن ہی۔ یہ عظیم الشان رعایا"
"آج کے دن اپنے خدا سے اس خدمت کی انجام دہی کے عہدنامہ پر اپنی مہر ثبت کرے۔ کیونکہ اس خدمت مین"
"کامل آزادی ملسکتی ہی اور وہ دنیا کی قومون مین معزز درجہ حاصل کرنے کی درخواست کرے جو راستبازی"
"امن وامان اور انصاف بنی نوع انسان مین قائم کرنے کے مقدس خدمت کو انجام دیتی رہے جنکو آج اس"
"موقع پر موجود ہونیکا فخر حاصل ہی ان سب کا آج یہ فرض ہی کہ وہ رعایا کی خدمت کے واسطے اپنے بادشاہ کی"
"تقلید کرین ہمکو خدا نے ذمہ داری اثر اور تجربہ کی برکات عطا کی ہین آج ہم انکی تقدیس کرتے ہین۔ آج ہم"

" دیرپا او عظیم تغیرات سے دوچار ہوتے ہین - اس خدمت مین بہت کچھ شاندار کیفیت ہوگی - لیکن ایک ایسی چیز جو
" جو تغیر سے مبرا ہو وہ یہ ہو کہ ہماری مان کو دعوی ہو کہ اسکے لڑکے اور لڑکیو نمین سچی وفاداری کا ولولہ ہو آیندہ"
" کی نامعلوم حالت کا مقابلہ ہمکو نہایت استقلال کے ساتھ کرنا چاہیے تاکہ یہان یا سمندر کے پار جدید ممالک"
" مین ہمارا شمار خدا کی عنایت سے اُن لوگو نمین ہو جائے جو رعایا کی خدمات انجام دیتے ہین - اس لیئے ہم"
" اپنے خدا اور اپنے بادشاہ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہین کہ جو ہمارا فرض ہو ہم اسپر ایمان لائین اور اسے"
" ہمیشہ سچ بولین - اور اسی حالت مین زندگی بسر کرتے ہوئے یہان سے چلے جائین - بس خدا ہماری مدد کرے"

" اب رسم تاجپوشی کا اہم ترین جزو یعنی حلف شاہی کی باری آئی - یہ رسم قدیم سلطنت روما سے لیگئی ہو وہان اسکی ایجاد کی تاریخ یہ ہو کہ سلطنت رومتہ الکبری کی شکست کے بعد جب یک حکمران کی جگہ کئی کئی بادشاہون نے جدا جدا صوبون پر قبضہ کرلیا تو رعایا کے تالیف قلب کیلئے اُنھون نے یہ ترکیب نکالی کہ رعایا کو جمع کرکے اُن کے ساتھ رحم و انصاف کا برتاؤ کرنے کا حلف لینے لگے انگلستان مین فتح نارمن کے بعد جب ولیم اول کی تاجپوشی ہوئی تو اسنے باشندگان انگلستان کے تالیف قلوب کے طور پر حلف سے اسبات کا وعدہ کیا کہ وہ اپنی نئی رعایا پر اسطرح حکومت کرے گا جیسی کہ انکے بہتر سے بہتر بادشاہ نے کی ہو اُسوقت سے ابتک حلف شاہی تاجپوشی کا ایک جزو عظیم بن گیا ہو - اور ہر ایک نئے بادشاہ کو یہ حلف لینا پڑتا ہو - الفاظ مین وقتاً فوقتاً کمی بیشی ہوتی گئی - مثلاً ملکہ ولیم اور میری کے وقت سے پروٹسٹنٹ مذہب کی حمایت بھی بادشاہ پر لازمی ہوگئی اور بادشاہ کے لیئے اس مذہب کا پیرو کار ہونا لابدی ہوگیا - بہرحال رسم پوری کرنے کے لیئے اسقف اعظم یعنی لارڈ پادری صاحب اپنی کرسی سے اُٹھکر بادشاہ سلامت کے پاس تشریف لائے اور دھیمے لہجے مین سوال کیا - کیا آپ حلف لینے کے لیئے تیار ہین -

حضور ملک معظم - جی ہان راضی ہون -

چنانچہ بادشاہ سلامت کے ہاتھ مین انجیل مقدس دیا گیا اور حسب ذیل سوال و جواب ہوئے -

اسقف اعظم - کیا آپ حلف سے وعدہ کرتے ہین کہ سلطنت متحدہ برطانیہ عظمے و آئرلینڈ و دیگر ممالک ہائے متعلقہ پر انکے قوانین رسم و رواج اور پارلیمنٹ کے تمام آئین کے مطابق حکومت کرین گے ؟

بادشاہ سلامت - جی ہان ایسا ہی کرونگا -

اسقف اعظم - کیا آپ تاحد امکان اپنے تمام فیصلو نمین قانون - رحم و انصاف کو مدنظر رکھین گے -

بادشاہ سلامت - ہان مین ایسا ہی کرونگا -

اسقف اعظم - کیا آپ حتی الوسع صدق دل سے انجیل مقدس کی پیروی کرینگے - اور اصلاح یافتہ پروٹسٹنٹ مذہب کو جو قانوناً نافذ ہو قائم رکھین گے -

بادشاہ سلامت ۔جی ہان قائم رکھونگا۔

اسقف اعظم ۔کیا آپ چرچ آف انگلینڈ کے انتظامات ۔اسکے عقائد۔ طریقۂ عبادت۔ اور گورنمنٹ کو جیسا کہ انگلستان مین قائم ہی صحیح وسالم اور محفوظ اور برقرار رکھین گے۔

بادشاہ سلامت ۔ ضرور رکھونگا۔

اسقف اعظم ۔کیا آپ چرچ آف انگلینڈ کے بشپ اور دیگر خادمان دین اور گرجاؤن کے حقوق کی جو قانوناً انکو مشترکاً اور منفرداً حاصل ہین نگہداشت کرین گے۔

بادشاہ سلامت ۔ضرور کرونگا۔

اسکے بعد شاہ عالم پناہ کرسی سے اُٹھے اور قربانگاہ کے قریب جا کر اور سر سے کلاہ اُتار کر سربسجود ہوئے اور پھر اپنا داہنا ہاتھ انجیل مقدس پر رکھکر فرمایا۔

جن جن باتونکا مین نے اس سے پہلے وعدہ کیا ہی انکو پورا کرونگا اور ہمیشہ قائم رہونگا۔ خدا میری مدد کرے۔"

اور انجیل مقدس کا بوسہ دیکر چاندی کی قلم دوات سے حلف نامہ پر اپنے دستخط کیے اور اپنی کرسی پر واپس تشریف لائے۔ اسکے بعد تھوڑی دیر تک نہایت خوش گلوئی کے ساتھ گیت گایا گیا بعدازان لارڈ پادری صاحب نے دعا پڑھی اور جس ظرف مین مقدس روغن تھا اسپر اپنا دست مبارک رکھا اور اب بادشاہ سلامت کے مسح ہونیکی مقدس رسم شروع ہوئی اور ہر طرف سے بادشاہ سلامت کے نعرے بلند ہوئے۔

پیشتر یہ قاعدہ تھا کہ اس رسم کے وقت بادشاہ کے کل کپڑے اُتار لیئے جاتے تھے۔ لیکن اس مرتبہ لارڈ چیمبرلین نے صرف عبا اُتار لی اور بادشاہ سلامت نے اپنی کلاہ اُتار کر نیچے رکھدی بعدازان آپ شاہ ایڈورڈ کی کرسی کی جانب تشریف لائے جسکا ذکر اوپر آچکا ہی۔ اور جو تاجپوشی کی قدیم کرسی ہی جسکے نیچے اسکاٹ لینڈ کا مقدس پتھر رکھا ہوا ہی۔ اور لارڈ روزبری صاحب و دیگر امرا نے بادشاہ سلامت کے اوپر طلائی شامیانہ سنبھالا۔ لارڈ پادری صاحب نے وہ ظرف جسمین روغن تھا اور ایک چمچہ لیکر اولاً قربانگاہ پر رکھا اور بعدازان بادشاہ سلامت کے ہاتھ۔ سینہ اور سر پر چھوایا۔ پھر ویسٹ منسٹر کے ڈین صاحب نے ایک رسم قدیم کے مطابق بادشاہ سلامت کو مقدس کپڑے پہنائے۔ اسکے بعد ملک معظم تاجپوشی کی قدیم کرسی پر متمکن ہوئے اور لارڈ پادری صاحب نے شاہی شمشیر بادشاہ سلامت کو نذر کرکے فرمایا:

اس شمشیر سے انصاف کیجیئے۔ ناانصافی کا سدباب کیجیئے۔ خدا کے مقدس گرجے کی حفاظت کیجیئے۔ بیوہ اور یتیمونکی مدد کیجیئے۔ جو چیزین مضمحل ہورہی ہون انکو ازسرنو تازہ کیجیئے۔ جو باتین قائم ہین اُنکو بدستور قائم رکھیئے جو غلطیاں ہون اُنکی اصلاح کیجیئے۔ اور جو راہ راست ہو اُسکو برقرار رکھیئے۔ ان باتونکی انجام دہی

لوازمات تاجپوشی - یعنی تاج شاہی و تاج سنٹ ایڈورڈ و شمشیران سلطنت و عصاء شاہی وغیرہ وغیرہ - جو شاہان انگلستان کی رسم تاجپوشی کے وقت استعمال ہوتے ہین

آپکی شان اور جرآت کا باعث ہوگی اور ایانداری کے ساتھ اپنے خدا اور حضرت یسوع مسیح کی خدمت اس زندگی مین کیجیئے تاکہ آئندہ زندگی مین آپ انکے ہمراہ ہمیشہ حکمران رہین"۔

اَب بادشاہ سلامت نے کھڑے ہوکر شمشیر کھولی اور قربانگاہ پر چڑھائی اور اپنی جگہہ پر واپس تشریف لائے۔ لارڈ بیوکیپ صاحب نے ایک سو شلنگ اسکا تدرانہ دیکر دوسٹ منسٹر کے ڈین صاحب سے شمشیر واپس لی۔ اور باقیماندہ رسوم مین برابر اُسے برہنہ لئے رہے۔ بعدازان ملک معظم پر ایک طلائی چادر ڈالی گئی اور انگشتری اور دوعصا عنایت اور دستیانہ دیئے گئے۔ اور اسطرح ملک معظم دونون ہاتھ مین عصا لئے ہوئے شاہان انگلستان کے قدیم مقدس تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے لیکن ہنوز سر مبارک تاج فرمانروائی سے مزین نہ تھا۔ اسکے لئے وسٹ منسٹر کے ڈین نے وہ تاج اُٹھایا جو چارلس دوم کے واسطے تیار ہوا تھا اور لارڈ پادری صاحب کے حوالہ کیا جنہون نے دعا پڑھکر بادشاہ سلامت کے فرق مبارک کو اس سے مزین فرمادیا جونہی بادشاہ سلامت کے فرق مبارک پر تاج رکھا گیا۔ تمام اُمرائے سلطنت نے بھی اپنے اپنے چھوٹے چھوٹے تاج پہن لئے اور سب نے ملکر خدا بادشاہ کو سلامت رکھے کا نعرہ بلند کیا اور بگل بجنے لگا۔ اور توپخانے سے سلامی دغنا شروع ہوئی۔ اسوقت کی شان کا کیا بیان ہو۔ تاجون کے ہیرے اور دیگر جواہرات تمامی عمارت اور مجمع کو روشن کیئے ہوئے تھے۔ اور اسکو دیکھکر آنکھون مین چکا چوند پیدا ہوتی تھی۔ تاجپوشی کے بعد یہ دعا پڑھی گئی۔

خدا آپ کو برکت دے اور صحیح وسلامت رکھے اور جسطرح اسنے آپکو آپکی رعایا کا بادشاہ بنایا ہو اسطرح وہ آپکو اس دُنیا مین سرسبز رکھے اور آئندہ دُنیا مین آپ کو لازوال خوشیون مین شریک کرے۔ آمین خدا آپ کو سرسبز ملک اور تندرست موسم عطا کرے۔ آپکے جنگی جہاز اور بری افواج فاتح رہین آپکی سلطنت مین امن وامان رہے۔ آپکے مشیر ایماندار عقلمند رہین۔ آپ کے مجسٹریٹ راستباز رہین اُمرا وامراء وفادار مطیع رہین۔ مقتدیان دین قابل۔ نیک اور پارسا ہون۔ عوام الناس ایماندار اور امن پسند مطیع فرمان رہین۔ آمین"

پھر لارڈ پادری صاحب نے حاضرین کو یون خطاب فرمایا۔

وہی خدا قادر مطلق یہ برکت عطا کرے کہ مقتدیان دین درؤسا واُمرا جو آج یہان اس مقدس اور سنجیدہ رسم کے ادا کرنے کیلئے یکجا ہوئے ہین۔ اور تمام رعایائے سلطنت بذا خوف خدا اور واجبی عزت اپنے بادشاہ کی مدنظر رکھکر رحم کے ساتھ احکامات خدا کی تعمیل کریکے اور نیز سایہ اپنے فرمانروا کے متواتر امن وامان۔ نہایت آرام اور آسودہ حالی کا لطف حضرت یسوع مسیح کے ذریعہ حاصل کرتے رہین۔ آمین"

بعدازان سب اعیان سلطنت وارکین دولت کے اظہار اطاعت وفرمانبرداری کی رسم ادا ہوئی۔ اب حضور ملک معظم قدیم شاہی کرسی سے اُٹھکر اپنے تخت پر تشریف لائے۔ اور لاٹ پادری صاحب و دیگر پادری صاحبان نے حضور کی خدمت مین زانوے ادب تہ کیئے۔ کنٹبری کے لاٹ پادری صاحب نے یہ کہا کہ ہمیشہ ایماندار رہینگے۔ اور سچائی کے ساتھ اپنا کام انجام دینگے۔ ملک معظم کے بائین گال کا بوسہ لیا اور یہ گویا مذہبی گروہ کیطرف سے اطاعت کی دلیل تھی۔ پھر شاہی خاندان کے شہزادونکی باری آئی۔ پرنس آف ویلس صاحب نے تاج اُتارکر والد کے سامنے دوزانو ہوکر سر جھکایا اور اطاعت کا اقرار کرکے شاہی تاج کو چھوا اور حضور کے گال کا بوسہ لیا۔ اس موقع پر ایک دلاویز نظارہ دیکھا پڑا حضور ملک معظم نے محبت پدری کے غلبہ مین شاہزادۂ عالیجاہ کو ایک منٹ کیلئے روک لیا اور انکو پاس بلاکر پیار کیا۔ انکے بعد ڈیوک آف کناٹ صاحب اور پرنس آرتھر صاحب تشریف لائے اور دیگر امرائے سلطنت کی باری آئی۔ ڈیوک آف نارفوک صاحب آگے بڑھے۔ اور اسیطرح یکے بعد دیگرے تمام رؤسا وامرا نے اظہار اطاعت فرمایا جب یہ رسم بھی ادا ہوچکی تمام حاضرین نے پھر یہ نعرہ بلند کیا۔

خدا حضور ملک معظم جارج کو سلامت رکھے۔ ملک معظم جارج کا عہد دراز ہو۔ ملک معظم کو خدا ہمیشہ زندہ در سلامت رکھے۔

اب حضور ملکۂ معظمہ کی تاجپوشی کی رسم شروع ہوئی۔ اسوقت تک حضور عالیہ اپنی کرسی پر رونق افروز تھین۔ اب وہ بھی اُٹھین اور قربانگاہ اور سینٹ اڈیورڈ کی کرسی کے درمیان ایک تپائی پر سربسجود ہوئین۔ آپ کے جلومین جو چھ خواتین تھین اُنھون نے آپ کی بالائی پوشش کا پچھلا طویل حصّہ آپ کے پیچھے پھیلا دیا۔ چار ڈچزنے آپکے اوپر طلائی شامیانہ سنبھالا اور لاٹ پادری صاحب لیکے عصائے شاہی اور ہاتھی دانت کی چھڑی آپ کے دست مبارک مین دی اور بالونمین مقدس روغن چھواکر فرق مبارک پر تاج رکھا۔ اور اسکے ساتھ تمام خواتین امرائے ذیجاہ نے بھی اپنے اپنے چھوٹے چھوٹے تاج پہن لیئے اور حضور ملکۂ معظمہ نہایت شان وتجمل کے ساتھ اُٹھین۔ اور ملک معظم کے پاس اپنے تخت پر جلوہ افروز ہوئین اور پھر ملک معظم اور ملکۂ معظمہ دونون قربانگاہ کی طرف تشریف لیگئے اور خداوند باری تعالیٰ کی درگاہ مین صدق دلسے دعا پڑھی اور لاٹ پادری صاحب نے رسم قدیم کے موجب اُنھین روٹی اور شراب دی اور ملک معظم اور ملکۂ معظمہ قربانگاہ کا طواف کرکے ایک علیحدہ کمرے مین تشریف لیگئے جہان سے تھوڑی دیر بعد شاہنشاہی خلعت پہنے اور تاج شاہی زیب سر کیئے برآمد ہوئے اور ویسٹ منسٹر سکول کے ہیڈ ماسٹر اور طلبا نے ملک معظم وملکۂ معظمہ کے لئے نعرہائے مسرت بلند کیئے اور دیرا مپریل میجسٹیز ایبی باہر تشریف لاکر اپنی ہزارہا لکھو کھا رعایا کو جو مضطربانہ شوق اور وفادارانہ جوش عقیدت کے ساتھ اپنے فرمانروا کی زیارت کے منتظر تھے اپنے دیدار فیض آثار سے مسرور فرمایا اور محل شاہی واپس تشریف لیگئے۔

اسطرح تاجپوشی کی مبارک رسم نہایت کامیابی اور شاہانہ شان وشوکت کے ساتھ ختم ہوئی۔ فقط۔

دربار دربار

اے آمدنت باعث آبادی ما،
ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما،

تاریخ ہند مین یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایشیائی ملک اور ایشیائی قومون مین بحیثیت ایک جلیل القدر عظیم الشان شہنشاہ کے ایک یوروپین عیسائی المذہب دربار مین تشریف آور ہوا ہے۔ صدہا دربار اور شاہی مجمعے ہند کی خاک مین ہوے اور اپنی یادگارین اپنے اپنے رنگ مین چھوڑتے گئے۔ راجہ اشوک راجہ بکرماجیت بادشاہان مغلیہ کے دربارون کا جاہ و حشم دبدبہ و شوکت اپنے وقت پر جلوہ نما ہو کر اب یادرفتگان کے سلسلہ مین آ چکے ہین۔ یہ تمام جاہ و جلال ایشیائی قومون کی نسل و پود سے ہی تھا۔ سکندر یونانی کے آنے پر شاید کوئی چھوٹا موٹا دربار حملہ آورون کے رنگ مین ہوا ہو ورنہ تاریخ کسی یوروپین دربار پر جو بادشاہ کی جانب سے ہوا ہو روشنی نہین ڈالتی۔ آریہ آئے۔ ایرانی آئے۔ عرب آئے۔ ترک آئے۔ مغل آئے۔ افغان آئے۔ لودی آئے۔ نادر آیا۔ احمد شاہ ابدالی آیا۔ رنجیت سنگھ آیا۔ سیواجی آیا۔ اور اپنے اپنے رنگ مین اپنا رعب داب اپنی شان و شوکت دکھاتے رہے کوئی ان مین سے ایسا نہ تھا کہ جو ایشیا کے حدود سے پار کا ہو۔ یہی ایک مبارک دربار ہو۔ جسے تاریخ یوروپین دربار سے موسوم کرے گی۔ گو اصولی رنگ مین یہ دربار بھی ایشیائی ہی ہو کیونکہ یوروپین قومون کا اکثر حصہ بھی ایشیا ہی سے یورپ مین گیا ہوا ہے اور ہمارا شہنشاہ بھی دراصل ایشیائی نسل ہی سے ہے گو اب کسی اور رنگ اور روپ مین آیا ہے۔ اے ایشیا! تجھے صد مبارک اور دھن باد کہ تیرے سپوت کس کس رنگ مین تیری شان و شوکت بڑھانے کے لیے تیری سرزمین مین رونق افروز ہوئے ہین۔ تاریخ خوش ہے کہ اوسکے صفحات کی تازگی اور تائید ہوتی ہے یا تو ایک خطہ ایشیا سے دونون قومین اپنی اپنی دھن مین جدھر چاہا چلتی ہوئین اور یا آج ان دونون کا شہر دلی مین ہان دلی کے مضافات مین ملاپ ہوتا ہے۔ دلی کے لیے یہ ایک فخر اور

تاریخ کے واسطے ایک معجزہ ہے - ہندوستان کی دھرتی نے بھی کیا کیا رنگ! بدلے ہین آریہ آئے - یہین کی ہو رہے مسلمان آئے وہ بھی اُنکے ساتھ ہی ہل مِلا گئے - اُنکے بعد یورپین قوم مین مختلف نسلون سے مختلف رنگون مین آئین - اون مین سے قدرت نے انگریزون کو چن لیا کیونکہ انکے سوائے یورپ کی کوئی دوسری نیشن ہندوستان کی آب و ہوا کے قابل اور موزون نہ تھی -

ہندوستان کی سرشت بوقلمون نے - زمانہ پر رفتہ رفتہ بوجوہ ثابت کر دیا ہے کہ اس سرزمین کے واسطے یہی باہر کی قوم موزون اور مناسب تھی اس قوم کی بادشاہت اور قبض و دخل سے فی الواقعہ سرزمین ہند کو جو برکتین اور جو ترقیات ملی ہین اونسے انکار کرنا انسانیت سے بعید ہے - مانا کہ کبھی کبھار کوئی بات کسی فرد رعایا یا حصہ ملک کے دلی خواہش کے خلاف بھی ہوتی ہو - لیکن عام طور پر اس قوم کی بدولت ہندوستان کو جو کچھ مل رہا ہے وہ ہزارون شکریہ کے قابل ہے اور یہ بھی کہنا پڑے گا کہ انگریزی قوم اپنے کریکٹر اپنے برتاؤ اپنے استقلال اپنی تدبیر کی وجہ سے قابل رشک قوم ہے اور اہل ہندوستان کے واسطے ایک مہربان اوستاد اور لاثانی نظیر چاہے کچھ کہیے یا تاویل کیجیے خوبی اور لیاقت انگریزی قوم مین کوئی کلام نہین یہ قوم اور یہ حکومت اپنا اعتراف آپ کراتی ہے - رہ رہ کر اوسکی تصدیق اور تائید شکریہ کے ساتھ کرنی ہی پڑتی ہے -

من بہ خوبان عقیدہ دارم

تاریخ اون خوبیون اون کمالات اون نظامات کا ذخیرہ آہستگی سے جمع کرتی جاتی ہے جو انگریزی حکومت مین وقتاً فوقتاً واقعہ ہو رہے ہین چند صدیون کے بعد ہندوستان کی تاریخ بتا دے گی کہ اس حکومت کی بدولت ہندوستان کو کیا کچھ ملا اور ہندوستان کی کیسی کایا پلٹ ہو گئی -

گو ہندوستان لندن یا انگلستان سے ایک بڑے لمبے فاصلہ پر ہے لیکن زمانہ کی سہولتون نے پہلے زمانہ کی نسبت اوسے بادشاہ کے قریب تر کر رکھا ہے اگر بادشاہ چاہے تو ہر حصہ ہندوستان کی روزانہ خبرین بھی اپنی میز پر دیکھ سکتا ہے - اب ہمارے مکرم معظم ملک انگلینڈ و ہندوستان نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اپنے تئین اور بھی نزدیک کر دیا ہے گو اون کا دورہ اور اجلال نزول ہندوستان کے ہر گوشہ مین نہین ہو سکا لیکن اون کی قسطنت یا طبیعت دلی ہی مین سب نظارا دیکھ لے گی -

ہندوستان کی رعایا جو ایک مشہور بادشاہ پرست ہے جو بادشاہ کو جیوتی سروپ نشہ کلنک

اور ظل اللہ سے تعبیر کرتی ہو اپنی آنکھون بادشاہ کا درشن پرشن کرلے گی۔ ہندوستانی رعایا اور ہند کی دھرتی کی ایک مدت سے یہ آرزو تھی کہ اپنے بادشاہ کے درشن کرے۔ درشنی جھروکہ ہندوستان ہی کی ایجاد ہے یہ بادشاہ کی مرضی سے نہین بلکہ خود رعایا کی محبت اور رعایا کی بادشاہ پرستی کے طفیل عمل پذیر ہوا تھا۔ رعایا کے جوش محبت و فرط عقیدت کی وجہ سے ہندوستان مین اسکی بنیاد پڑی تھی

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کی رعایا بادشاہ سے کس درجہ تک محبت اور عقیدت رکھتی ہے۔ بادشاہ عالی شان محلون مین چھپتا ہے اور رعایا زور سے کہتی ہے کہ اس جھروکہ مین جلوہ افروز ہو کر درشن پرشن دو اور ہماری دعائین اور آشیرباد لو۔

بیا در محفل رندان ببین ایثار رندانہ

چرا در صومعہ بنشینی بدہ دیدار میخانہ

مرحوم اکبر کی روح پرفتوح اس درشنی جھروکہ پر ایسی لٹو ہوئی کہ گویا اوسکی سلطنت کا یہ ایک عظیم الشان ٹاٹو ہی بن گیا اور مدت العمر اس پردہ کا رسند رہا اور رعایا برایا نے بھی اسے ایک شبھ شگون سمجھا۔ حکومت مغلیہ کے بعد یہ پہلی دفعہ ہے کہ دلی کی سرزمین مین جھروکہ درشنی کا درشن ہوا ہے اور یادرفتگان مین اسکی مبارک بنیاد مکرر رکھی گئی ہے۔

اکبر مرحوم کے زمانہ مین بھی بہت بھیڑ بھاڑ ہوتی ہوگی مگر اس گھمسان کو وہ کہان پہونچ سکتی ہے۔ اب گویا اقصاے مغرب اور اقصاے مشرق تک کے لوگ اور درشنی کھنچ کھنچا کر آپہونچے ہین۔ اے سرزمین دلی۔ تجھے مبارک۔ تیری ذات مین بکرماجیتی اشوکی اکبری شاہجہانی روح ابتک کام کر رہی ہے اور تو کبھی نہ کبھی اپنی سرزمین اپنی چاردیواری مین کچھ نہ کچھ چہل پہل کرا ہی لیتی ہے۔ تو خود تو کہین نہین جا سکتی۔ لیکن تیری کشش دور دور سے شاہون شہنشاہونکو کھینچ لیتی ہے۔

ہمارے جلیل الشان بادشاہ جن کی حکومت مین خوبی اقبال سے آفتاب کو دم لینا نہین ملتا۔ غروب ہی نہین ہوتا دلی ہان ہندوستان مین تشریف لاتے اور درشنی جھروکہ مین اسپنے مقدس درشن دیتے اور رعایاے ہند کو اس فیض سے مالامال کرتے ہین۔ ہم اونکی نذر کیا کرین ہماری وفاداری ہماری جان نثاری ہماری عقیدت مندی ہماری انکساری سب نذر ہے۔

آئینہ وار سادہ ز نقش تطلیفم

درخانہ ہرچہ ہست بہ مہمان کنم عرض

دربار شاہی مین اگرچہ ملک وقوم یا رعایا کی عام ذریات شامل نہین ہوتی صرف امیرا در وزیر ہی جایا اور شامل ہوا کرتے ہین لیکن اس دربار کے میلہ شاہی اور درشنی جھروکہ نے اس تکلف کو قریبًا لو نعع کر دیا ہے۔ رعایا کے عام لوگ بھی جن کی ذریات بہ نسبت عالی جاہ لوگونکے ایک خاص دل وگردہ رکھتی ہے اس دربار سے علی رنگ مین مستفید ہوئی اور اون کی مسرت بھی شہنشاہ نیچہ کی دعائین ہو کر لگے گی۔

اس دربار کے درشنی جھروکہ اور میلہ بھی ایک خصوصیت تھی اور تاریخ مین اس کا ذکر خاص لفظون مین ہوتا رہے گا زمانہ یاد رکھیگا کہ اوسکے عہد مین ایک گورے رنگ کا جلیل الرتبت شہنشاہ کس شان وشوکت سے ہندوستان کے دربار دُربار مین رونق افروز ہوتا ہے اور کس عقیدت سے ہندوستان کی رعایا برایا اپنی اپنی باری یا اپنے اپنے رنگ مین اوسکے حضور مین پیش ہوتی ہے۔

یہ نہ پوچھو کہ اس دربار کی آمد مین ہندوستان کی سرزمین مین کیا کچھ تیاریان ہوئین ہین اور کس حسن عقیدت سے رعایا اور امراے ہند اس کا خیر مقدم کرنیکو تیار ہوئے

از اشک میرسید کہ در دل چہ خروش است

این قطرہ ز دریا چہ خبر داشتہ باشد

اگرچہ یورپ ایسے دربارون کا دلدادہ اور مشتاق نہو لیکن ہندوستان اور ہندوستان کی وفادار رعایا اس کی دل سے آرزومند اور مشتاق ہے زمانہ ہان رسالہ زمانہ کی مقتدر جلدون مین آیندہ نسلون کے واسطے اس خیر مقدم اس عقیدت مندی کا ذکر اور یہ یادگار رہے گی کہ ہندوستان کی رعایا کس وفاداری سے بادشاہ پرست ہے اور کیسی امن پسند ہو۔ بڑے بڑے مہاراجے نواب رئیس امرا کمیٹیان مجلسین۔ لیگین۔ کانفرنسین۔ بادشاہ کے حضور بڑے بڑے مزین اڈریس پیش کرنے کی عزت اور احترام حاصل کرینگے اور بادشاہ ظل اللہ کے حضور مین وہ خوبصورت مرصع صندوقچہ رکھے جائینگے جن مین ایسے اڈریس رکھے ہونگے معزز سکریٹریان اونھین پیش شہنشاہ کرین گے اخبار ین اور رسالے لٹریری لیگ اور لٹریری کانفرنس کی جانب سے ایسے اڈریس دین گے۔ کہ جو بادشاہی توشے خانون مین نہین بلکہ رعایا کے دلون پر کندہ ہون گے اور صدیون تک چھپے کی پائدار جلدون مین دنیا کے سامنے ایک وقار کے ساتھ پیش ہوتے رہین گے اور اسباب پر مہر کرینگے

کہ ہند کی سر زمین اپنے حکمرانون اور بادشاہون پر کیسا اعتبار رکھتی اور کیسا ایثار کرتی ہے
زمانہ کا دربار نمبر زمانہ کی حالت اور دربار زمانہ کے احترامات کے زندہ قالب مین پیش کرنے
کے واسطے مدتون تک رشک زمانہ رہے گا اور اخباری دنیا کا زمانہ تاڑ جائے گا کہ زمانہ
کی جانب سے کس خوبصورتی کس عقیدت کس حسن عمل کے ساتھ اپنے بادشاہ ظل اللہ کا
خیر مقدم ہوا تھا۔

ما طول و عرض قصۂ خود را نداده ایم
این یکدو سطر شاه شهان را کنیم عرض

سلطان احمد از بھاولپور پنجاب

یہ امر مسلمہ ہے کہ شاہان انگلستان مین ابتک بہ حیثیت مجموعی ہز مجسٹی جارج پنجم سے زیادہ زبردست شکاری کوئی نہین ہوا۔
موجودہ شاہان یورپ مین نشانہ بازی اور قادر اندازی مین شاذ ہی کوئی حضور کے برابری کا دعوے کر سکتا ہے ماہی گیری سے بھی حضور کو
شوق ہے اور موسم پا کثر فرصت کے گھنٹے اسی صرف ہوتے ہین زمانہ شاہزادگی مین اکثر ہمعصر شاہزادیون سے بازیان لگتی تھین گھوڑدوڑ
سے حضور کو زیادہ شوق نہین۔ اور اسکے متعلق شاہی اصطبل صرف ملک معظم مرحوم کی آخری خواہش کی تعمیل کے لحاظ سے قائم رکھا
گیا ہے۔ تاہم ڈربی کی دوڑ مین حضور کیطرف سے پوری کوشش رہتی ہے کہ شاہی اصطبل ہی کا کوئی گھوڑا بازی جیتے۔ کرکٹ مین
بھی حضور زیادہ مشق نہین بہم پہونچا سکے۔ اور سب سے زیادہ اسکور جو آپ کرسکے ستر سے آگے نہین بڑھا۔ اسمین حضور کے دوسرے
شاہزادے پرنس البرٹ کو اچھی مشق ہے اور وہ اکثر کہا کرتے ہین کہ کرکٹ مین وہ جب چاہین اپنے نامور والد کو بول آوٹ کر سکتے ہین۔

حضور ملک معظم کے جشن تاجپوشی لندن کی مبارک تقریب پر ۵۲ لاکھ روپیہ صرف ہوے۔ شاہ اڈورڈ ہفتم کی تاجپوشی پر بیضے
انیس لاکھ خرچ ہوا تھا۔ ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی جب تاجپوشی ہوئی تھی تو قریب ساڑھے دس لاکھ صرف ہوے تھے۔ ولیم چہارم کی
تاجپوشی پر چھ لاکھ ساڑھے سینتالیس ہزار اور جارج چہارم کی تاجپوشی مین ساڑھے سینتیس لاکھ خرچ ہوے تھے۔ شاہی
دربار دہلی کے مصارف کا اندازہ ایک کرور روپیہ ہے۔

انگلستان مین ہر تاجپوشی کے موقعہ پر نیا تاج تیار کیا جاتا ہے۔ ہز مجسٹی جارج پنجم کے تاج مین ملک معظم اڈورڈ ہفتم کے تاج کی نسبت نیلم ۵۲
ہیرے اور دیگر جواہرات زیادہ ہین۔ ہندوستان کا مشہور عالم کوہ نور ابکیا حضرت ملکہ معظمہ کے تاج مین لگا ہے۔

قدیم ہندوستان کا ایک شاہی جشن

قصص و تواریخ قدیمہ و روایات پارینہ کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم مین ملک ہند کے راجاؤن مین سے جو کوئی راجہ باقی سب راجاؤن کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیتا تھا وہ سمراٹ پد یعنی لقب شاہنشاہی کو اختیار کرنے کے لیے دو جگون مین سے کوئی ایک جگ کیا کرتا تھا جنکو راجسو اور اشومیدہ جگ کے نام سے موسوم کرتے تھے ان جگون مین کُل مفتوحہ ممالک کے راجے بطور خراج گذار راجاؤن کے شریک ہوتے تھے اور یہ بڑے بڑے قیمتی نذرانے اُس راجہ کو دیتے تھے جسکو وہ اپنا شہنشاہ مان لیتے تھے تاریخ ہند مین ایک راجہ یدھشٹر ہی ایسے ہوے ہین جنھون نے یہ دونون جگ کیئے - ابتدا مین اندرپرست کا راج ملنے کے بعد اُنھون نے ہند کے کُل راجون کو فتح کرکے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ دہلی مین راجسو جگ کیا جس مین اُنھون نے شہنشاہی لقب اختیار کیا تھا اور جب وہ جوے مین سلطنت ہار گئے اور تیرہ سال کی جلاوطنی کے بعد کوروچھیتر کی لڑائی مین اپنے خاندانی بھائیون اور اُن راجاؤن پر جو اُنکے شریک ہوے تھے فتح پاکر ہستناپور کی موروثی سلطنت کے تخت پر جلوس فرمایا تو اُنھون نے اپنے دارالسلطنت ہستناپور مین دوسرا بڑا جگ کیا جسکا نام اشومیدہ جگ ہے۔ اگرچہ مہابھارت کی عظیم الشان جنگ مین جو بڑے بڑے راجے کوروون کے شریک ہوے تھے اُن سب پر فتح حاصل کرنے کے بعد ہی راجہ یدھشٹر سلطنت ہند کے مالک ہوے تھے۔ اور اسلئے خیال کیا جا سکتا تھا کہ اسوقت ایسے کسی راجہ کا وجود نہ رہا ہوگا جو اُن کی مخالفت یا ہمسری کا دعوی کرتا لیکن جیسا کہ بعد مین ظاہر ہوا ابھی ایسے بہت سے راجے ملک ہند مین تھے جنکو راجہ جدھشٹر کی برابری یا مخالفت کا دعوی تھا اور اسلئے راجہ جدھشٹر کو اشومیدہ جگ کرنے کی صلاح دی گئی جسکا ایک بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ گوتر بدھ یعنی بھائیون کے مارنے کا جو پاپ اُنکو لگا تھا اُس سے وہ رہائی پائین کیونکہ اس پاپ سے چھٹنے کے لئے یہ ضرور تھا کہ کوئی ایسا جگ کیا جاے جس مین

لہ گیہ

برہمنون اور عام مستحقین کو بیشمار دان دکشنا دیجائے۔ چنانچہ ذکر ہے کہ ایکدن جدھشٹر اپنے بھائیون کے قتل کے غم مین بیٹھے ہوے تھے کہ یکایک مہرشی بیاس وہان آئے۔ ارگیہ پادیہ وغیرہ کی رسم ادا ہونے کے بعد راجہ نے اپنے دلی رنج کا اظہار کیا اور گوتر بدھ[1] کے پاپ کا جو خوف اُنکو ستا رہا تھا اُسکو مہرشی جی کے روبرو کہہ سُنایا۔ بیاس جی نے فرمایا کہ "اے راجہ تم کیون رنج کرتے ہو تمھین کوئی پاپ نہین لگتا ہے کیونکہ بھگوان ہی مارتے ہین اور بھگوان ہی جلاتے ہین۔ اُن کی قدرت کی انتہا نہین ہے تم فکر چھوڑو اور اَشومیدہ جگ کو عمدہ طریق سے کرو اور برہمنون کو بہت سا دان دو ایسے جگ کے بعد تم چھترپتی راجہ یعنی شہنشاہ ہوکر ساری دنیا کے مالک ہو جاؤگے" پھر بیاس جی نے اس جگ کے کرنے کی ترکیب بیان کی گھوڑا ایسا ہونا چاہیے جس کا جسم گائے کے دودھ کے مانند سفید ہو اور چہرہ خوبصورت مثل پورن ماشی کے چاند کے چمکتا ہو مگر دونون کان سیاہ ہون دُم زرد رنگ کی ہو اور رفتار ہوا ور اُسے دیکھکر دل کو ایک طرح کی فریفتگی ہوتی ہو۔ اور اس جگ مین جو دان دکشنا برہمنون کو دیجاتی تھی اُسکی تفصیل بھی بیان کی پھر گھوڑے کے چھوڑنے کے بعد جو لوگ اُس کے ساتھ رہین وہ ایسے ہونے چاہئے۔

"بہت نامدار اُسکے ہون ہمرکاب	ستارون مین جس طرح ہے ماہتاب
جبین پر نصب اُسکے اک لوح زر	وہ دے سب کے نام ونشان کی خبر
رقم اُسپہ ہو اُسکے مالک کا نام	بیان فوج ولشکر کا ہو اختشام
اطاعت ہو جس شاہ کو مدِنظر	وہ چاکر کی صورت ہو حاضر اِدھر
اطاعت سے جو شہ کریگا گریز	بپا ہوگا ہنگامۂ رستخیز

اور راجہ کو بھی جبتک گھوڑا واپس نہ آتے ضبط نفس اور ترک خواہشات کی زندگی بسر کرنا چاہیے

جو راجہ کرے جگ کی ابتدا	رہے ساتھ رانی کے وہ ایک جا
رہے درمیان پہ وہ تیغ تیز	زمانے کی ہو لذتون سے گریز
زمین غیرت بستر خواب ہو	مہیا عبادت کا اسباب ہو"

جب بیاس جی اَشومیدہ جگ کے طریقے بیان کر چکے تو راجہ جدھشٹر نے ان سے یہ عرض کی کہ اے مہاراج ایسی صفات کا گھوڑا جیسی کہ آپنے بیان کی ہین مجھے کہان ملے گا" بیاس جی نے کہا کہ جوبناس نامی ایک راجہ کے یہان ایک گھوڑا ہی جس مین یہ تمام صفات موجود ہین۔ اس گھوڑے کو تمھین حاصل کرنا چاہیے مگر یہ جان لینا چاہیے کہ وہ راجہ بڑا بہادر اور شجاع ہے اس کے پاس بیشمار

[1] قتل اہل خاندان

فوج ہو اُس سے گھوڑا الینا کوئی آسان کام نہین ہی شاید بھیم سین سے یہ کام نکلے۔ چنانچہ حسب فرمودہ بیاس جی راجہ جدھشٹر نے بھیم سین کو گھوڑا لانیکے لیے راجہ جوبناس کے ملک کی طرف ایک فوج جرار کے ساتھ روانہ کیا اور کرن کے فرزند برکھ کیت اور میگھ برن کو جو گھٹوٹ کچ کا بیٹا اور بھیم سین کا پوتا تھا فوج کے ہمراہ روانہ کیا جب بھیم سین اس ملک مین پہونچا تو وہان جو بیتیں آیا اُس کو شاعر نے حسب ذیل اشعار مین بیان کیا ہے

گذر جب ہوا شہ کی اقلیم مین
نہ تھا خوف صلا دل بھیم مین

مسلط ہوا کوہ پر قرب شہر
روان تھی وہان ایک چاندی کی نہر

وہ اقلیم تھی وہ لطافت سرشت
کہ جس سے خجالت زدہ تھا بہشت

قلم کیا کرے وصف اس کے رقم
زمین پر وہ اقلیم باغ ارم

زمین سر بسر رشک عرش برین
وہ آباد جلد برین سے کہین

مصفا تھے بازار دل چسپ گھر
نہ ڈاکے کی دہشت نہ چوری کا ڈر

تونگر سے بہتر وہان کے فقیر
سخاوت مین ممسک بھی تھے بے نظیر

تماشائی یہ تھا سر کوہ پر
کہ فوج عظیم آئی ناگہ نظر

رسالے سوارون کے باعز و شان
دو فیلون کے حلقے تھے گرد ون نشان

تزک احتشام اس طرح جسکا نام
پیادون کا تھا اک طرف اہتمام

عقب اسکے اک اسپ تھا سیام کرن
سراپا بنا جسکا سیام کرن

پر یزاد اُڑنے مین مرغ نگاہ
فلک سیر مانند خورشید و ماہ

زمین پر نہ رکھتا تھا ہرگز قدم
روانی مین وہ ہمنشیون کا قلم

حفاظت سے لائی سپہ نہر پر
بصد احتشام و بصد کر و فر

بدن پر ملا صندل و مشک ناب
وہ خوشبو کہ تھا پانی پانی گلاب

چپ و راست وہ مجمر سیم و زر
جلا پر فدا جسکی تاب قمر

جلاتے ہوئے عنبر و عود کو
جو اس نہر پر لائے قصہ سنو

ہر اک فن مین اُستاد وہ میگھ برن
ہوا دیکھکر شاد وہ میگھ برن

کیا ابر و برق وہ ہوا آشکار
زمانہ ہوا ایک بیک تیرہ تار

سیاہی وہ ظلمات کی چھا گئی
بلا حشر کی فوج پر آ گئی

نگہبان جو گھوڑے کے تھے ہمرکاب
پریشان ہوئے وہ بحال خراب

کھڑوکہ کافسر زندھتا دیوزاد — طلسم اُسکو لاکھون طرحکے تھے یاد
وہ گھوڑے کو لیکر ہوا بنگیا — رہا وہ ہوا پر ہوا بنگیا ؛

گومیگھ برن نے گھوڑے اس طرح اُڑالیا جیسے ہی راجہ جوبناس کو اُسکی خبر ہوئی وہ فوراً ہی ایک فوج جرار کے ساتھ لڑنے اور گھوڑا چھُڑانے کو آموجود ہوا چنانچہ بھیم سین وغیرہ سے سخت لڑائی ہوئی جس مین کرن کے بیٹے برکھکیت نے شجاعت اور مردانگی کی بہت بڑی دادی اور اُسی کی نبرد آزمائیون کی بدولت فتح حاصل ہوئی اور راجہ جوبناس آخر عاجز ہوکر یدھشٹر کی خدمت مین مع گھوڑے کے حاضر ہوا۔

اب وہ وقت آیا جب گھوڑے کی پوجا کرنے کے بعد اُسکو چھوڑنے کی رسم ادا ہوتی ہے - تمام شہر مین دھوم مچ گئی اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ تیاریان ہونے لگین اور شہر بھی نہایت نفیس طور پر آراستہ کیا گیا۔ آخر احکام وید پاک کے مطابق پوجا ہونے کے بعد گھوڑا چھُوڑا گیا اور اُسکے ساتھ ارجن اور کرن کا بیٹا برکھکیت وغیرہ روانہ ہوے۔ جس طرح یہ گھوڑا ایک ملک سے دوسرے ملک مین گیا اور جس طرح پر اُن راجاؤن سے جنھون نے گھوڑے کو اپنے یہان باندھ لیا تھا لڑائیان ہوئین اُن کا ذکر اگر بیان کیا جائے تو یہ مضمون بہت بڑھ جائیگا اسلیئے اس سے قطع نظر کرکے اب ذکر ہستناپور کا کیا جاتا ہے جہان سب سے پہلے پہونچکر سری کرشن نے گھوڑے کے بخیریت واپس آنے کی خبر راجہ یدھشٹر کو سنائی۔

سری کرشن نے آکے مژدہ دیا — سنایا یہ راجہ کو سب ماجرا
زمانے کے حاضر ہین سب شہریار — بہت ہے قریب ارجن نامدار

آخر ارجن بھی داخل ہستناپور ہوا اور گھوڑے کو راجہ کے پاس حاضر کیا۔ اسکے بعد جگ کی رسمیات شروع ہوئین اور بہت بڑی دھوم ہونے لگی۔

کسی سمت تھی بیدخوانون کی دھوم — کسی جا پہ تھے جمع اہل علوم
زمانے مین اک جگت کی دھوم تھی — وہان صورت رنج معدوم تھی
جُد ھشٹر کے ہمراہ تھی دُر پدی — کیا غسل دونون نے اکبارگی
زمین جگ کو جتنی درکار تھی — وہ سب صاف اپنے ہی ہاتھون سے کی
وہان جوتنے کا لیا ہل سے کام — ہر اک قسم کے بیج بوئے تمام
گلاب اور صندل سے سینچا اُسے — کیا خشت زر سے مطلا اُسے

ستون طلائی مرتب کئے — گنا کلک نے جب اُٹھیں آٹھ تھے
ہر ہر ستون پر تھی ہیرے کی نمود — کہیں مہر سے روشنی مین فزود
مگر حوض بھی آٹھ تیار تھے — ضرورت کے سامان انبار تھے
سب اسباب تھا ہوم کا ایک جا — کہ منظور تھا پوجنا آگ کا
مہیا کئے کوہ ہائے طلا — نہ ہو گرم گھی سے ضرر ہا تھ کا

بیاس وشسنٹ گوتم اور صدہا دیگر رکھیشر و منیشر موجود تھے - بیاس جی کے سپرد کُل جگ کا اہتمام تھا - انکی اجازت سے چوسٹھ رکھیشر مقدس گنگا سے جل لائے اور بادشاہ نے انھین خلعت بیش بہا دیا اور پھر سونے کی چوکی پر اس جل سے اشنان کر کے ہوم کیا - ہوم وغیرہ کے بعد شادیانے بجنے لگے اور خوشی کے نعرے بلند ہوے اس کے بعد برہمنون کو دکشنا اور راجاؤن کو خلعتین تقسیم ہوئین

وہ نیسان بخشش ہوا جوش پر — ہر اک سمت مواج آب گہر
قلم لکھے تفصیل یارا نہین — گران بار تھی اُس جگہ کی زمین
کہون اک برہمن کی تفصیل اب — سمجھ جائینگے حال بخشش کا سب
دیا اک ارابہ جواہر نگار — پریزاد جس مین لگے راہوار
جواہر مین تھا غرق اک مست فیل — روانی مین بھی قلزم رود نیل
فلک سیر شائستہ دش راہوار — طلا چار من گائین سو شیردار
ہر اک چیز سونے جواہر مین غرق — ضیا وہ نہ ٹھہرے کبھی چشم برق
جو تھا موتیون کا ہر اک سمت ڈھیر — دیئے اس برہمن کو دو نیم سیر
ملا بادشاہون کو جو کچھ کہ مال — مفصل سُنین سامعین اُنکا حال
عنایت کئے مست ہاتھی ہزار — کہین برق سے تیز تر سو راہوار
زر سرخ اسکے سوا اک کرور — نہ کیونکر سخاوت کا ہو اُنکی شور
الگ رانیون کو بھی زیور دیا — مرصع مطلا ہر اک بے بہا

غرض اس طرح راجہ جدھشٹر کا اشومیدہ جگ ختم ہوا جس مین وہ دوبارہ اقلیم ہند کے شہنشاہ تسلیم کئے گئے تھے جس مقام پہ جگ ہوا تھا اسی پر شاہی دربار دہلی کے موقعہ پر بادشاہی میلہ ہوا تھا۔

پرھولال

مغل بادشاہونکی تخت نشینی کی رسمین

اور

شاہجہان بادشاہ کی تخت نشینی

ہندستان مین مغل بادشاہون کی تخت نشینی کے وقت جو خاص خاص رسمین ادا کیجاتی تھین اور جنکا ذکر تواریخ
مین ملتا ہے وہ حسب ذیل تھین۔

اوّل اس تقریب سعید کے واسطے نجومیون سے ایک ساعت مسعود دریافت کیجاتی تھی۔ اور حتی الامکان
اسی ساعت مین بادشاہ لباس فاخرہ اور زیور مرصع پہنکر تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوتے تھے اگر مقتضای
وقت یا ملکی مصلحت سے نجومی ساعات کے نکلوانے یا اُسکا انتظار کرنے کی فرصت نہین ہوتی تھی تو جمعہ یا جمعرات کا دن
اختیار کیا جاتا تھا جو اسلامی عقائد سے مبارک و متبرک ہوتا ہی اس روز دربار سجایا جاتا تھا اور خطیب کے لیئے
ایک منبر لگایا جاتا تھا جسپر چڑھکر وہ جدید بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا خطبہ مین بعد حمد و نعت بادشاہ کی بزرگونکے
نام مع کسیقدر ثنا و صفت کے امیر تیمور صاحبقران سے شروع کیئے جاتے تھے جب جدید بادشاہ کا نام آتا تھا تو ہر طرف
سے اُسپر سونے چاندی اور جواہرات کا مینھ برسنے لگتا تھا۔ اور خطیب کو بھی خلعت فاخرہ اور انعام معقول دیا جاتا تھا۔ بعد خطبہ
کے بادشاہ کی درازی عمر و ترقی دولت کی دعا مانگی جاتی تھی جسکے ختم ہونے پر حاضرین دربار بآواز بلند آمین کہتے تھے
اور نذر نچھاور کرتے تھے۔

خطبہ مین بادشاہ کا نام لیے جانے کے ساتھ ہی شادیانے بجنے لگتے تھے جس سے تخت نشینی کی آواز سارے شہر مین گونج جاتی تھی
اسوقت ایک طرف درباری شاعر مبارکباد کے قصیدے پڑھتے تھے اور دوسری طرف میر منشی لوگ فرمان لکھتے تھے جو بادشاہ
کے نام کی مہر اور طغرا سے مزین ہوکر اطلاع عام کے لیے ممالک محروسہ مین صوبہ دارون ناظمون اور حاکمون کے پاس اونٹ اور
گھوڑونکی ڈاک پر بھیجے جاتے تھے پھر کچھ دیر ناچ گانا ہوتا تھا ناچنے گانے والے اپنا کمال دکھلاتے تھے اور انعام پاتے تھے۔

اسی اثنا مین بادشاہی ٹکسال سے بادشاہ کے جدید سکے روپیون اور اشرفیون پر لگائے جاتے تھے اور دربار
مین بادشاہ کے ملاحظہ کو لائے جاتے تھے اور اکثر وہی انعام و بخشش مین بٹتے تھے اور بطور شگون ممالک محروسہ مین
بھی بھیجے جاتے تھے۔ امیرون۔ وزیرون۔ عالمون۔ شاعرون۔ نجومیون و دیگر مستحقین کو خلعت جاگیر منصب اور انعام

خدمات متعلقہ بادشاہ موصوف بنتے تھے یا اگلے عہدون منصبون جاگیرون اور درماہون مین اضافہ ہوتے تھے۔

بعدہ بادشاہ دربار عام سے اُٹھکر محلسرا یعنے زنانخانہ مین جاتے تھے وہان بیگمون کا دربار لگتا تھا اور بادشاہ تخت پر بیٹھکر اُنکی نذرین لیتے تھے اور علی قدر مراتب سب کو انعام دیتے تھے اگر مان اور دادی زندہ ہوتین تو پہلے اُنکی قدمبوسی کرتے تھے۔ وہ بھی بلائین لیکر دعا دیتی تھین اور روپے اشرفی وجواہرات اُنکے فرق مبارک پر سے نچھاور کرتی تھین

کچھ دیر بعد بادشاہ دربار خاص مین تشریف لے آتے اور وہان کے تخت پر بھی جلوس کرکے دین و دولت اور رعایا پروری کے متعلق مناسب احکام جاری فرماتے۔

نچھاور کا روپیہ سب جمع ہوکر مردانے و زنانے مین غریب محتاج یتیم عاجز اپاہج بیکس اور بیوہ عورت مردون کو بانٹ دیا جاتا تھا۔

خوشی کی مجلسین کئی دن تک ہوتی رہتی تھین جنمین زنگپاشی وگلاب پاشی بھی ہوتی تھی عطر اور اراگجہ بھی حاضرین کی پوشاکون مین ملے جاتے تھے خوشبوئین بھی جلائی جاتی تھین پان الائچی اور پھولونکے ہار بھی بانٹے جاتے تھے راتون کو شہر اور قلعہ مین روشنی ہوتی اور آتشبازی بھی چھوڑی جاتی تھی۔ ایسے ہی جلسے صوبون سرکارون اور پرگنون صدر مقامون راجاؤن اور جاگیردارون کی ریاستگاہون مین بھی ہوتے تھے غریبون اور فقیرون کو کھانے کھلائے جاتے تھے اور خیرات بھی خوب بٹتی تھی۔

جہانگیر بادشاہ کے انتقال کیوقت شاہجہان دکن مین تھے وہان سے روانہ ہوکر بروز پنجشنبہ ۲۶ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ ہجری کو دار الخلافت آگرہ مین جو آرائش و زئین سے حیرت افزای دیدہ وران ہو رہا تھا داخل ہوئے شہر کے سب چھوٹے بڑے گھرون سے بازارون مین نکل آئے تھے جس سے تماشائیون کے واسطے جگہ بہت تنگ ہوگئی تھی۔ زر و جواہر جو نچھاور ہوتا تھا اُسکو چُن چُن محتاج لوگ اپنی مراد کو پہونچے۔

شاہجہان شہر مین ہوکر اپنی شاہزادگی کے دنون مین رہنے کی منزل مین فروکش ہوئے جو جمنا کے کنارے تھی اور ساعت جلوس کا انتظار کرتے رہے۔

بارھوین دن تاریخ ۸ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ ہجری مطابق ۲۵ ماہ بہمن الٰہی ملاصق غرہ اسفندارماہ جلالی ۴۹ ملک شاہی اور ۲۷ تیر ماہ قدیمی ۹۹۷ یزدجردی چہارم ماہ شباط رومی ۱۹۳۹ سکندری کو جب آپکی عمر ۳۷ برس ۱۰ ماہ اور ۲ روز قمری کی تھی دوشنبہ کا دن جو پیغمبر علیہ السلام کے مولد کا دن ہونیسے بہت متبرک ہے سمند اقبال پر سوار ہوکر دولتخانہ ارک آگرہ مین جو جادو فن معمارون کا سنگ سُرخ سے بنایا ہوا ہے داخل ہوئے اور ساڑھے تین گھڑی دن چڑھے جو ایک ساعت ۲۴ دقیقہ نجومی کے برابر تھا تاج شاہی سر پر رکھکر اور تیغ جہانکشا کو فرکش کمر مین باندھکر تخت سلطنت پر بیٹھے پھر کیا تھا خوشی کے دروازے کھل گئے بخششون کا بازار گرم ہوگیا۔ آسمان صیبا چتر بادشاہ کے

فرق مبارک پر بلند کیا گیا ارباب سیف وقلم نے مبارکباد دی۔ نذر اور نچھاورکی کثرت سے آرزو نیاز کا دروازہ بند ہوگیا اصحاب عمائم (علما) نے بادشاہی خیر تون سے اپنی جیب و رد امن بھر کر دعا و ثنا کا آوازہ آسمان تک پہونچایا اسوقت جشن کا سمان جہان گشت مسافرون اور سیاحون نے خواب مین بھی نہین دیکھا تھا ناچنے اور گانے والون نے ناچ اور گانے کے خوب خوب جوہر دکھلائے۔ خوشبوئین ایسی عمدہ عمدہ جلائی گئین کہ آسمان تک کا دماغ معطر ہوگیا۔ خطیب نے منبر پر چڑھ کر بعد حمد خدا و نعت رسول اللہ و مناقب خلفا کے اس والاشان خاندان کے دس بادشاہونکا نام لیا اور اُنکے اوصاف بیان کیے تو حسب قاعدۂ مروجہ اس سلسلہ سنیہ کے بادشاہ کی طرف سے آبا رکرام مین سے ہرایک کے نام پر ایک ایک خلعت عطا ہوا اگرچہ اُسنے بادشاہ کا نام لیا اور خطابہ پڑھا تو اُسکو خلعت زرنگار پہنایا گیا اور بادشاہ کے نام پر اسقدر سونا چاندی نثار ہوا کہ جسکو لیکر فقیر امیر ہوگئے۔ درہم و دینار یعنی روپیہ اشرفی پر صاحبقران ثانی کا سکہ ثبت ہوا جسکے ایک طرف بادشاہ کا نام اور دوسری طرف بیچ مین کلمہ اور حاشیہ پر خلیفون کے نام تھے فرمان مین جمیع ممالک محروسہ کے اطراف و اکناف مین بھیجے گئے اور انہین جو مہر اوزک لگائی گئی اُسمین بادشاہ کے آبا و اجداد کے نام دائرہ کی نو مہرون مین درج تھے اور دائرہ مین بادشاہ کا نام شہاب الدین محمد شاہجہان غازی صاحبقران ثانی کے القاب سے تھا۔ جہانگیر بادشاہ کی مہراوزک مین جو نہ سپہر کہلاتی تھی نو ہی نام تھے آٹھ تو آبا و اجداد کے اور نوان نام جہانگیر بادشاہ کا اُنکے بیچ مین تھا جیسے ابوالظفر نورالدین محمد جہانگیر شاہ غازی ابن اکبر بادشاہ ابن ہمایون بادشاہ ابن بابر بادشاہ ابن عمر شیخ مرزا سلطان ابوسعید مرزا ابن محمد مرزا ابن میران شاہ ابن امیر تیمور صاحبقران غازی

پھر حضرت مہد علیا ممتاز الزمانی ارجمند بانو بیگم کی طرف سے زر و جواہر سے بھرے ہوئے خوان آئے اور درباریون نے بڑے ادب سے لیکر بادشاہ کے فرق مبارک پر نثار کر دیے اور بادشاہ حاضرین دربار کو جو جیسے بڑے امیر وزیر سادات مشائخ علما فضلا صلحا شعرا اور نجومی تھے شاہانہ بخششون سے شادکام اور فائز المرام فرما کر محلسرا مین تشریف لے گئے۔ وہان پردگیان حرم نے فراہم ہو کر مبارکباد دی مہد علیا ممتاز الزمانی بیگم نے مجلس بادشاہانہ آراستہ کر رکھی تھی وہان بادشاہ تخت پر بیٹھے سونے چاندی اور جواہر کے خوان بھر اُنکے سر پر سے وارے گئے ممتاز الزمانی بیگم صاحبہ نے بہت سی قیمتی جواہرات اور نفائس و امتعہ ہر ملک و دیار کے جو اس دربار کے لائق تھے بطور پیشکش نظر گذرانے جو قبول و منظور ہوئے پھر بڑی شاہزادی جہان آرا بیگم عرف بیگم صاحب کی نذر و پیشکش نظر انور سے گذری۔

شاعرون نے جو تاریخین اس جلوس میمنت مانوس کی کہی تھین اُسمین سے حکیم رکنای کاشی متخلص مسیح کی تاریخ پسند ہوئی۔

بادشاہ زمانہ شاہ جہان خورم و شاد و کامران باشد

بہر سال جلوسش او گفتم — درجہان بادتا جہان باشد

سعیدای گیلانی مخاطب بہ بدل خان داروغہ زرگرخانہ کا یہ مصرع تاریخ بھی اچھا رہا۔

جلوس شاہجہان داد زیب ملت و دین

میر صافی خوشنویس کی بھی یہ تاریخ منتخب ہوئی۔

تابود از عالم و آدم نشان — شاہجہان بادشاہ جہان

کلک قضا سال جلوسش نوشت — شاہجہان باشد شاہ جہان

ملا عبد الحمید مصنف بادشاہ نامہ نے اس ایک مختصر فقرہ مین روز و ماہ کی اعداد سے تاریخ نکالی جو خالی از ندرت نہین ہے۔

دوشنبہ بست و پنجم بہمن

اس ایک دن کے جشن جلوس مین بادشاہ نے دو لاکھ اشرفی ۶ لاکھ روپے ممتاز الزمانی بیگم کو بخشے۔ اور دس لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ ایک لاکھ اشرفی اور چار لاکھ روپیہ بڑی شاہزادی عزت بیگم صاحبہ کو عطا کئے اور انکا سالانہ ۶ لاکھ روپیہ کر دیا۔ اور شاہزادون کے واسطے جو ابھی لاہور سے نہین آئے تھے آٹھ لاکھ روپیہ ممتاز الزمانی بیگم کو دیے کہ انکے آنے پر اس تفصیل سے تقسیم کر دین۔

(۱) بادشاہزادۂ داراشکوہ دو لاکھ (۲) بادشاہزادۂ شجاع ڈیڑھ لاکھ (۳) بادشاہزادہ اورنگ زیب ایک لاکھ (۴) بادشاہزادۂ مراد بخش (۵) بادشاہزادۂ لطف اللہ (۶) بادشاہزادی روشن آرا بیگم (۷) بادشاہزادی ثریا بیگم کو ساڑھے تین لاکھ۔ داراشکوہ کا روزینہ ہزار روپیہ۔ شجاع کا ۷۵۰۔ اورنگ زیب کا پانسو روپیہ۔ اور مراد بخش کا دوسو پچاس مقرر ہوا۔

آصف خان شاہزادون کے ساتھ تھا اور اس جلوس مین حاضر نہوا تھا تاہم فرط عنایت سے اسکا منصب آٹھ ہزاری آٹھ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا مقرر کر دیا حالانکہ جہانگیر اور اکبر بادشاہ کے عہد مین کسی کسی بڑے امیر کا منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے زیادہ نہ تھا اسیطرح دوسرے امیرون کے منصب بھی بڑھائے گئے

اسی دن علاوہ ۶۰.۵ لاکھ روپیہ کے جو مجلس امین عنایت ہوئے تھے ۱۲۔ لاکھ روپیہ سیدون شیخون عالمون فاضلون اور شاعرون وغیرہ کو عنایت ہوئے غرض کل حسنات ۷۰ لاکھ روپیہ کی ہوئی

بادشاہ نے بعد تخت نشینی ترقی و ترویج مراسم اسلام کی طرف توجہ مبذول کی جو پرانے پڑ گئے تھے اسلئے پہلا حکم جو جلوس کے اول دن زبان مبارک سے نکلا یہ تھا کہ سوائے خدا کے اور کسی کے واسطے ماتھا زمین پر نہ ٹیکین یعنی

۵۱ لاکھ اسطرح ہوئے۔ ۳۰ لاکھ اشرفی کے ۴۲ لاکھ اور ۱۸ لاکھ نقد کل ۶۰۔ لاکھ۔

دربار شہنشاہ شہاب الدین شاہ جہان بادشاہ ۱۶۲۷ء تا ۱۶۵۸ء

سجدہ کرتے ہین اُسوقت مہابت خان نے ایک بڑی تقریر کرکے یہ عرض گوش گذار کی کہ خدا کے بعد بادشاہ کا درجہ رعیت مین بڑا ہی اور پھر ایسے بادشاہ کا تو کہنا ہی کیا ہی کہ جسکے خاندان مین نوح سے لیکر ابتک بادشاہی چلی آتی ہی اور جس خاندان نے کبھی کسی غیر کی اطاعت نہین کی اسواسطے دربار مین بجاے سجدہ کے زمین بوس کا قاعدہ مقرر ہونا چاہیے بادشاہ نے اس بندۂ دیرینہ کی خاطر سے منظور کرکے یہ بات ٹھہرائی کہ دونون ہاتھ زمین پر رکھکر پشت دست کو چوم لین کہ اسمین سلام کی بھی رعایت رہے اور سجدہ بھی نہو۔ مگر سیدون فاضلون درویشون اور عابدون کو اس سے بھی مستثنی رکھا اور فرمایا کہ ملازمت مین حاضر و رخصت ہونے کے وقت صرف فاتحہ پڑھ لیا کرین۔

دیبی پرشاد از جودھپور

ارغوانی رنگ ہر مسیحٹی ملکہ میری کا مرغوب رنگ ہی اور تاجپوشی پوشاک بھی حضور ممدوحہ کی اسی رنگ کی ہی۔ انگلستان مین اس رنگ کے بہت سے پھول پیدا ہونے لگے ہین تیس برس پیشتر صرف ایک ہی پھول اس قسم کے ہوتے تھے۔ مگر اب رنگ شاہ پسند ہی اسلیے عوام بھی اسکی قدر کرتے ہین

انگلستان کی شاہی بیگمات مین صرف معدودے چند کا نام میری رہا ہی تاریخ انگلستان مین اس نام کے اس سے پیشتر صرف پانچ مشہور ہین ملکہ میری اول جنکی تاجپوشی سنہ ۱۵۵۳ع مین ہوئی اور صرف پانچ برس حکومت رہی۔ مذہب کے نام پر جو ہولناک مظالم انھون نے روا رکھے انکی بدولت یہ تاریخ مین "خونخوار میری" کے نام سے مشہور ہین دوسری کوئن میری آف اسکاٹ (سنہ ۱۵۸۶ع) جنکی افسوسناک سوانح تاریخ کے مشہور واقعات ہین۔ تیسری شاہ جیمس دوم کی دوسری بیگم ملکہ میری جنکو انگلستان چھوڑکر اپنے شوہر کے ساتھ بھاگنا پڑا تھا شاہ چارلس اول کی ملکہ ہنریٹا میریا بھی عوام مین ملکہ میری کے نام سے مشہور تھین اور انکو بھی اپنے شوہر کے قتل کے بعد انگلستان چھوڑکر بھاگنا پڑا تھا پانچوین شاہ ولیم سوم کی ملکہ میری دوم جنکی تاجپوشی شاہ مذکور کے ساتھ ۱۱-اپریل سنہ ۱۶۸۹ع مین ہوئی تھی۔ انکو پارلیمنٹ نے ایک خاص قانون کے ذریعہ "جوائنٹ ساورن" تسلیم کیا تھا یہ نہایت نیک خلیق اور رحمدل تھین اور اپنے پیارے شوہر سے آٹھ برس پیشتر فوت ہوگئی تھین، چھٹی ہماری نیک نہاد شہنشاہ بیگم ملکہ میری ہین جو تاریخ مین میری سوم کے نام سے مشہور ہونگی کیونکہ ان سے پیشتر اس نام کی صرف دو ملکہ تاجپوش ہوئی ہین خداوند تعالی علیاحضرت کا سایہ عرصۂ دراز تک ملک و قوم پر قائم رکھے۔

یہ مثل بالکل سچ ہی کہ انگریزی راج پر سے سورج کبھی نہین چھپتا کیونکہ تمام دنیا مین سلطنت اس قدر پھیلی ہوئی ہی کہ کسی نہ کسی حصے مین سورج ہمیشہ چمکتا ہی رہتا ہی چنانچہ جسوقت لندن مین دوپہر ہوتی ہی تو کینیڈا کا ایک حصے مین صبح کے ۶ بجتے ہین نیوزی لینڈ مین اسی وقت آدھی رات ہوتی ہی اور کلکتہ مین شام کے

شاہی دربار اودھ

ہندوستان کی سرزمین سواد اعظم کے نام سے مشہور ہی اور ملکوں پر اسکو اسلیئے ترجیح ہی کہ حضرت آدم بہشت کو چھوڑ کر ہندوستان کی زمین پر آئے جہان سردی گرمی برسات ہر فصل اعتدال سے ہوتی ہی۔ ہندوستان مین بھی اودھ ہی کو یہ فخر حاصل ہی کہ اسکو گلشن ہند کے لقب سے یاد کرتے ہین۔ اس مضمون مین ہم دربار اودھ کی جھلک دکھانا چاہتے ہین۔ کیونکہ آجکل جبکہ ہر طرف شاہی دربار دہلی کی دھوم دھام مچی ہوئی ہی اور تمام اہل ہند اپنے شاہنشاہ معظم کی بنفس نفیس تشریف آوری اور جشن آرائی پر خوشی سے پھولے نہین سماتے ہین۔ شاہان اودھ کے دربار کی کیفیت کا بیان دلچسپی سے خالی نہوگا۔

(۱)
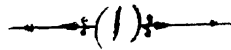
شاہی محل کے عالیشان عمارت کے وسط مین صدر مقام پر ایک نفیس بارہ دری بنی ہوئی اور شیشہ آلات سے سجی ہی۔ نفیس نفیس جھاڑ۔ نازک نازک دیوارگیریان۔ قلمی تصویرین۔ خوشخط قطعے لگے ہین۔ کمرونمین تمامی کا فرش بچھا ہی سُنہری روپہلی چلمنین زربفت کے پردے پڑے ہین۔

بارہ دری کے سامنے پرفضا چمن لگا ہی۔ سنگ مرمر کی نہرین جنمین فوارے چھوٹ رہے ہین۔ شہ نشین مین صدر مقام پر کارچوبی گاؤ لگائے ہوئے حضرت شاہ نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی جلوہ افروز ہین۔ انکے پہلو مین بڑے تزک و احتشام سے نواب ملکہ زمانیہ بیٹھی ہین۔ گرداگرد خواصین ماہتا کے ہالے کیطرح باادب کھڑی ہین۔ اردلی کی خواص چنور اور مورچھل جھل رہی ہے۔

ڈومنیان معہ سازندہ عورتونکے بھاؤ بتا بتا کر سُریلے سرون مین گا رہی ہین۔ کوئی چیخ کر بات نہین کرسکتا نظر سے نظر ملانیکا حکم نہین ہی۔ کسی کو کھنکارنیکا حکم نہین ہی۔ جو شخص جو کچھ کہتا ہی آتوجی سر جھکا کر باادب عرض کرتی ہین۔

اتنے مین داروغہ ڈیوڑھی نے خبر بھجوائی۔ کوئی بی حسینی خانم ہین جنکو آتوجی نے محل کی ملازمت کیلئے طلب فرمایا تھا۔ ڈولی مین آئی ہین۔ کیا حکم ہوتا ہی۔ ڈولی اُتروائی جائے یا نہین۔ آتوجی نے کہا ہان ہان

مجھ سے بیگم صاحبہ نے فرمایا تھا ایک چٹھی نویسنی کے لیے آنے دو۔

باہر سے ایک خواجہ سرا ہمراہ آیا بی حسینی خانم کی سٹی بھول گئی یا الٰہی کسطرف جاؤن۔ چارونطرف اچھی پوشاک والی بیبیان بڑے ٹھسے سے بیٹھی ہین۔ پہلے تو انا کو دیکھکر سمجھین شاید یہی بادشاہ بیگم ہین۔ جھک کر سلام کیا۔ خواجہ سرا نے کہا آگے چلو اب یہ قدم قدم پر فراشی سلام کرتی ہین۔ اتنے مین دور سے آتو جی آتے ہوے دکھائی دین۔ انکی جان مین جان آئی اُنھون نے کہا چلو ہم تو تمھارا راستہ دیکھ رہے تھے بیگم صاحبہ سے تمھارا ذکر کر چکے ہین۔ غرض سارے محل کے صدقے ہوتی ہوئی بارہ دری کے زینے سے تہ خانے کے اندر اُترین مجلدار ساتھ ساتھ ہوئی۔ مجلدار نے کہا "سامنے بادشاہ اور بیگم بیٹھے ہین ذرا ادب قاعدے سے پھر آگے بڑھ کر عرض کیا" سرکار عالیہ کے فرمان سے بی حسینی خانم حاضر ہین۔ نگہ روبرو حسینی خانم نے نہایت ادب قاعدے سے سلام کیا۔ بادشاہ کی خدمت مین اپنا لکھا ہوا خوشخط قطعہ نذر مین پیش کیا اور بیگم صاحبہ کو پانچ اشرفیان نذر دکھائین بیگم صاحبہ کے اشارے سے قطعہ اور اشرفیان آتو جی نے قبول کر لین۔ بیگم صاحبہ نے بیٹھنے کا حکم دیا اور سرفرازی کا خلعت منگوایا۔ لونڈیان دوڑتی ہوئی بھاری خلعت کی کشتیان لیکر حاضر ہوئین ایک دوشالہ بھاری۔ ایک رومال سنہری جالدار ایک تھان کمخواب ایک تھان سرخ اطلس کا ڈھاکے کی جامدانی بنارسی دو دوپٹے مشروع کے دو تھان اور سونے کے کڑے مرحمت ہوئے۔

بادشاہ نے ایک ہزار روپیہ کا توڑا منگوا کر انعام دیا اور پچاس روپیہ ماہوار پر چٹھی نویسون مین اسم ہوگیا دو چار گھنٹے یہان دل بہلا کر بادشاہ سلامت نے پوچھ طلب فرمایا۔ کہاریان سواری لیکر حاضر ہوئین حضور سوار ہوے ڈیوڑھی کے باہر کہارون نے کندھا دیا حضور دربار مین تشریف لائے۔ دربار کی کوٹھی زمانہ مین فرح بخش کے نام سے مشہور تھی۔ تخت شاہی یہین رہتا تھا۔

جب سواری معہ ماہی مراتب اور جلوس کے کوٹھی تک پہونچی۔ سارے عملے نے سر و قد ہوکر سلامی دی۔ معتمد الدولہ آغا میر وزیر۔ ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان بہادر۔ اقبال الدولہ۔ مکرم الدولہ۔ مجد الدولہ۔ میر محمد سر رشتہ دار عدالت نواب روشن الدولہ۔ افتخار الدولہ مہاراجہ میوا رام۔ راجہ امرت لال عرض بیگی۔ مرزا کیوان جاہ نے باری باری سے مجرا کیا اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے بادشاہ نے تخت شاہی پر جلوس فرمایا خدام دستے باندھے چنور لیئے کھڑے ہین پشت پر ایک خواص چتر لگائے ہوئے ہے۔ درباری لوگ بہت ادب قاعدے سے بیٹھے ہوئے نگاہین نیچی کیئے ہوئے۔ خاموشی کا عالم پہلے معتمد الدولہ آغا میر نے ضروری کاغذات پیش کیئے اور اپنی جگہ پر بیٹھ گئے حضور نے بعد ملاحظہ دریافت طلب باتین پوچھکر دستخط فرمائے۔ پھر مقدمات عدالت پیش ہوے روبکاری سماعت فرما کر حکم احکام جاری کیئے اتنے مین مرثیے نے عرض کیا۔

"شاہ عالم عالمیان نگاہ روبرو نواب عاشق علی حاضر ہو" آپ نے اشارہ فرمایا داروغہ ڈیوڑھی نے کہا آنے دو بادشاہ نے طلب فرمایا ہے چوبدار نے آواز دی "نواب عاشق علی حاضر ہیں نگاہ روبرو" پہلی ڈیوڑھی کے چوبدار نے کہا کہ سب چوبدار یکے بعد دیگرے آواز دینے لگے۔ اسکے بعد رستم علی مرد ہے نے بھی آواز دی۔ نواب عاشق علی پھاٹک سے دو طرفہ سلام کرتے ہوئے جھکے جھکے چلے آتے ہیں دربار کے رعب سے کانپ رہے ہین۔ راجہ امرت لال عرض بیگی نے انکو سامنے لیجا کر عرض کیا "ملاحظہ ہو نواب عاشق علی حاضر ہیں" نواب نے زمین دوز ہو کر مجرا کیا دس اشرفیان نذر مین پیش کین حضور نے اشارے سے قبول فرمائین۔ چوبیس جنوری ۱۸۲۸ء کو پیش ہوئے نذر قبول ہوئی اسی روز خلعت سرفرازی ہوا۔ پانچسو روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر ہوئی اور عہدہ سفارت مرحمت ہوا۔

اُسی روز کلکتہ جانیکا حکم ملا۔ تین لاکھ روپیہ نقد سرکار سے واسطے ضروریات کے مرحمت ہوا۔ اسیطرح نجم الدولہ جعفر علیخان ابن مظفر علیخان گوالیار سے آئے بادشاہ نے بہت مرحمت فرمائی اور عہدہ توپخانہ سلمانی عنایت کیا پانچسو روپیہ مہینہ مقرر ہوا۔

(۲)

نواب سعادت علیخان قبل طلوع آفتاب کے دربار سواری کا فرماتے تھے۔ عرب اور جنگل کے تال میل سے خانہ زاد گھوڑے تھے محل سے بوچہ پر سوار ہو کر برآمد ہوتے۔ اور گھوڑے پر سوار ہوتے۔ اُسوقت آپ لباس انگریزی ولایتی ڈاب زیب کمر کیے ہوے اور سیاہ مغلی ٹوپی دیے ہوتے تھے۔ پہلے سلام مرشد زادونکا ہوتا تھا۔ اسکے بعد امراء خاص کا۔ دو گھڑی مین ہواخوری سے فراغت کر کے ہاتھی پر معہ جلوس سوار ہوتے تھے۔ سواری جلوس معہ ڈنکہ و نشان ہوتی تھی۔ اُمرائے دولت ہاتھیوں پر سوار ہمراہ ہوتے تھے خاص بردار چنور لیئے ہوئے۔ چوبدار سواری کے دہنے بائین ساتھ ہوتے تھے۔

مرزا اکرم بیگ۔ محمد علامی سوار انگریزی پوشاک مین آگے آگے ہوتے تھے۔ بیس سوار اور بیس پیدل روزانہ اہتمام سواری کرتے تھے اور کل اہتمام نواب انتظام الدولہ مظفر علیخان کے سپرد تھا۔ نواب اشرف الدولہ رمضان علیخان مرزا اشرف علی بھی ہمراہ ہوتے تھے۔

روزانہ پہرہ چوکی پر بائیس سوار آدمی مختلف فرقے کے ملازم تھے۔ انمین دوسو سوار بھی تھے دربار سواری کی یہی شان تھی۔ امراء دولت سے رخصت ہو جاتے تھے۔ نو بجے صبح کو چائے پانی ہوتا تھا۔ کرسی نشین امرا مقربان خاص صمصام الدولہ مرزا ہجو۔ مرزا محمد تقی خان ہوس پہلو مین۔ مگلوڈ صاحب ڈاکٹر لا صاحب خاص کرسی کی پشت بیٹھتے تھے۔ میر انشاء اللہ خان میر ابو القاسم خان۔ سراج الدولہ معززین خواجہ سرا باریاب سلام ہوتے تھے۔

سلام کا قاعدہ یہ تھا کہ مردہا پہلے عرض خدمت کرتا تھا پھر عرض بیگی اپنے سامنے پیش کر کے ادب قاعدے سے

نوابان و شاہان اودھ
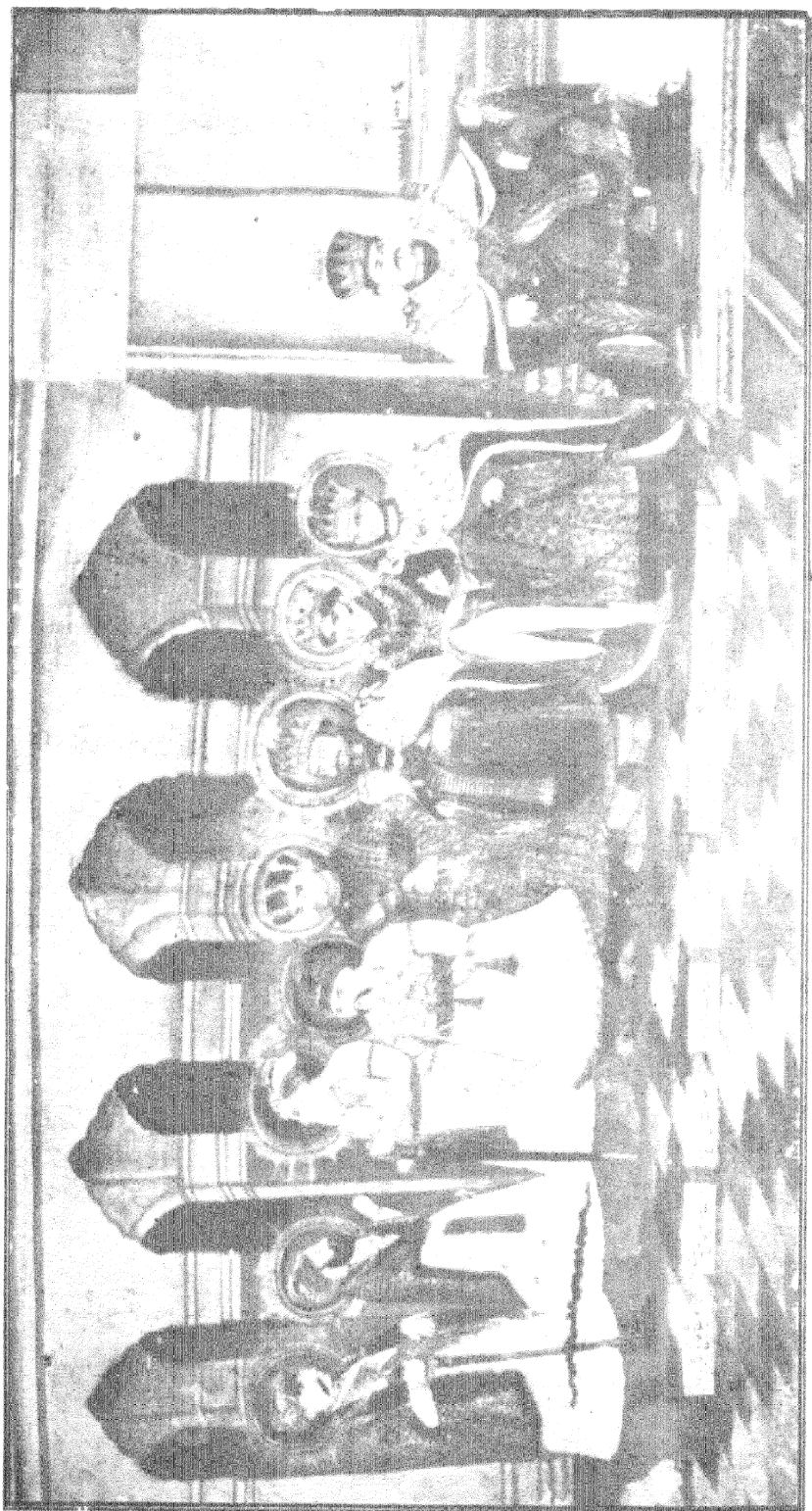
سلام کرتا تھا اسمین بہت دیر تک محل دیکھنے مین ہوجاتی تھی۔

ایک دربار وقت خاصے کے ہوتا تھا جسمین مقربان ازلی و نواب جلال الدولہ مہدی علیخان کبن الدولہ نواب محمد حسن خان شریک خاصہ ہوتے تھے۔ اسکے بعد حضور محل مین تشریف لیجاتے تھے بارہ بجے برآمد ہوکر کچہری فرماتے تھے۔ کاغذات ملاحظہ ہوتے تھے۔

نواب نصیر الدولہ تمام رپوٹین ایک بند لفافے مین رکھکر پیش کرتے تھے۔ نواب شمس الدولہ بھی کاغذات بند لفافے مین پیش کرتے تھے۔ اور آپ علیحدہ کمرے مین حاضر رہتے تھے اسی طرح نواب منتظم الدولہ مہدی علیخان وزیر راجہ دیاکرشن رائے رتن چند صاحب اخبار رائے رام اخبار نویس خفیہ منشی رونق علی منشی دانش علی اپنے اپنے لفافے میز پر رکھکر علیحدہ کمرے مین بیٹھتے تھے استفسار کے لیئے بلانے جاتے تھے جناب عالی لفافے ملاحظہ فرماکر ضروری کاغذات پر دستخط فرماتے تھے اور جو قابل داخل دفتر ہوتے تھے وہ طشت آب مین ڈالدیئے جاتے تھے۔ انکا ایک ایک حرف دھوڈالا جاتا تھا جس کاغذ پر مہر خاص کرنا ہوتی تھی ظفر الدولہ سامنے حضور کے مہر کرتے تھے جو کاغذ باقی رہجاتے تھے رات کو ملاحظہ فرماتے تھے۔

پرچہ اخبار ہر وقت گزر سکتا تھا بعد دستخط تمام کاغذ ہر دفتر مین بھجوادیئے جاتے تھے اور اسی روز تمام حکم احکام جاری ہوتے تھے۔

وقت شام دو اسپگاڑی پر سوار ہوکر ہواخوری کو نکلتے تھے جلوس سواری مین راجہ بختاور سنگھ کا رسالہ ترک سواران ہمراہ ہوتا تھا۔ کبھی تامدان پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ اکثر گنج مین جاکر نرخ غلہ کا دریافت کرتے تھے کہ رعایا کو گرانی غلہ سے تکلیف نہو بقال اس خوف سے اناج مہنگا نہین کرسکتے تھے۔ اسوقت ”پسیے سیر آٹا“ بکتا تھا۔

(۳)

نواب غازی الدین حیدر ایک بسنتی دربار نسبت کے موسم مین کرتے تھے یہ دربار موتی محل او شاہ منزل خاص مین ہوتا تھا جسمین ہر فرقے کے لوگ جمع ہوتے تھے۔ آپ کے دربار کا طریقہ یہ تھا کہ صبح نو بجے دولت سے کوٹھی فرح بخش مین جلوس فرماتے تھے۔ کنارہ نہر بینڈ باجے سے سلامی ہوتی تھی جب تخت شاہی پر متمکن ہوتے تو دو چنور بردار مورچھل ہلاتے تھے۔

پہلے صاحبزادے سلام کو آتے تھے پھر بھائی نواب نصیر الدولہ کاظم علیخان جعفر علیخان حسین علیخان مہدی علیخان کلب علیخان نہایت ادب سے اپنی اپنی کرسی کے پاس کھڑے رہتے جب بادشاہ باشارہ ابرو سلام قبول کرتے تو اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاتے۔ بائین طرف ڈاکٹر مکلوڈ صاحب بیٹھتے جنسے فارسی مین بات چیت ہوتی تھی

کمرے کے ایک گوشے مین ایک انگریز مشک بجاتا تھا جو بہت سریلی ہوتی تھی۔ رجب علی فضل علی خیال گاتے تھے۔ سہرو بائی دکن کی رہنے والی نے غضب کی آواز پائی تھی جسوقت صبح کے وقت گاتی تھی رــہ ـــے نسیم سحر آرام گہ یار کجا ست ۔ سب کو وجد ہو جاتا تھا اور جھومنے لگتے تھے خصوصاً مکگوڈ صاحب کی کیفیت کچھ نہ پوچھیے۔

جناب عالی کے سامنے ایک قد آدم آئینہ وسط میز پر رکھا جاتا تھا۔ آئینے کے سامنے ایک بلورین جھاڑ تھا جسکے ہر پیالے مین دھنیا الائچی مسالہ وغیرہ خوشنمائی سے چنا جاتا تھا۔

میز پر انگریزی اور ہندوستانی عمدہ عمدہ کھانے چنے جاتے تھے۔ اور گلدستے لگائے جاتے تھے۔

اہل دربار وہان بیٹھ کر کھاتے پیتے اور آپس مین مذاق کرتے تھے اس آئینے مین بادشاہ یہ سب باتین ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔

تمام مجرائی لال پردے کے باہر بیٹھے رہتے تھے جب حکم ہوتا تھا سلام کو حاضر ہوتے تھے۔ انجم الدولہ رائے امرت لال شیخ فتح علی سلام کو آتے تھے اسکے بعد یہ دربار برخاست ہوتا اور جناب محل سرا مین تشریف لیجاتے تھے۔

(۴)

ابوالفتح معین الدین سلطان الزمان محمد علی شاہ جنکا مزار امام باڑہ حسین آباد مبارک مین ہی بوجہ کبرسنی کے ان کے ہاتھ پاؤن رہ گئے تھے۔

دربار کی صورت یہ تھی کہ آٹھ بجے برآمد ہوے سونے کی پلنگڑی پر اجلاس فرمایا شہزادے اُمرا اہل دربار باریاب سلام ہوئے نو بجے دربار برخاست ہوا کچہری کے کاغذات عملے نے پیش کیے دوپہر تک دستخط ہوا کیے۔

دوپہر کو خاصہ چنا گیا (خود معذور رہتے) رفیق الدولہ نے خاصکر کھلایا ایک گھنٹہ قیلولہ فرمایا پھر خفیہ رپوٹین سماعت کین۔

قریب شام تامدان مین سوار ہو کر نواب ملکہ جہان کے محل مین تشریف لیگئے ثریا جاہ حضرت سلطان زمان امجد علی شاہ کا طریق دربار یہ تھا صبح کو بوجہ خاص پر محل سے برآمد ہوئے مع مختصر جلوس کے ہواخوری کو تشریف لیگئے ۹ بجے دربار مین آئے سب اُمرا و دولت حاضر ہو کر سلام کیا اپنے اپنے قاعدے سے بیٹھ گئے مقربین خاص نے اپنی اپنی تقریر خوش سے محظوظ فرمایا انعام و اکرام ہونے۔ درباری لوگ رخصت ہوئے عدالت کے کاغذات ملکی مالی پیش ہوئے ۱۲ بجے کے بعد محل سرا تشریف لیجاتے تھے۔

سہ پہر کو مدبر الدولہ محل سرا مین حاضر ہو کر کاغذات پیش کرتے تھے۔ شام کو پھر سوار ہو کر شہر کی

کی حالت معائنہ فرماتے تھے۔ کبھی مدرسہ سلطانیہ مین تشریف لیجاتے تھے جسے خود قائم کیا تھا اس مدرسہ مین کئی ہزار لڑکا پڑھتا تھا۔ فی کس پانچ روپیہ ماہوار سرکار سے ملتا تھا ایک ایک مدرس بیس بیس لڑکون کو تعلیم دیتا تھا۔ آٹھ بجے سے چار بجے تک مدرسہ کھلا رہتا تھا۔

(۵)

حضرت سلطان عالم واحد علی شاہ نے کوٹھی فرح بخش قدیم بیت السلطنت شاہی کو چھوڑ دیا اور اپنا دربار شہنشاہ منزل مین قائم کیا۔

کوٹھی فرح بخش مین محض اتوار کو دربار ہوتا تھا تمام شہزادے اُمرا دولت رفقا حاضر رہتے تھے بادشاہ تشریف لاکر دس بجے تک قیام فرماتے تھے۔

عدالت کا دربار روزانہ ہوتا تھا ۹ بجے نواب امین الدولہ مہاراجہ مدبر الدولہ اور دبیر الدولہ اہل دفتر خاص دولتخانہ قدیم (در دولت) پر تشریف لاتے تھے دوپہر تک ملاحظہ کاغذات مین مصروف رہتے تھے دوپہر کے بعد تخلیہ ہوجاتا۔

جب بادشاہ کی سواری شہر مین نکلتی تھی چاندی کے مکلف صندوقچے سواری خاص کے دہنے بائین دو ترک سوار لیئے ہوتے تھے۔ اِن صندوقچون کا نام شعلہ نوشیروانی تھا۔ عام لوگون کو حکم تھا جس کسیکو کوئی خاص استغاثہ کرنا ہو (جسکی سماعت سرکاری عملے نے خلاف انصاف کی ہو) اپنی درخواست اس صندوقچے مین ڈالدے حضور خود ملاحظہ کرکے بلا رورعایت احکام صادر فرماتے تھے اس سے عملے کو مجبور ہوکر رعایا کے حقوق کی حفاظت کرنا پڑتی تھی کہ کہین ایسا نہو کہ بادشاہ تک استغاثہ جائے۔

خواجہ محمد عبد الرؤف عشرت لکھنوی

ملکہ میری کے ساتھ اہل برطانیہ کو ایک خاص عقیدت ہے اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ ذاتی اوصاف حمیدہ کے ساتھ ساتھ حضور عالیہ خاص انگریزی خاتون ہین۔ اور شاہی خاندان انگلستان سے نسبت رکھتی ہین آپ شاہ جارج سوم کی پوتی اور ملکہ وکٹوریہ کی چچازاد بہن کی بیٹی ہین آپکی والدہ ماجدہ ڈچیز آف ٹک بڑی غریب پرور اور ہمدرد انسان تھین اور اُنھین سے آپ نے بھی غربا نوازی اور رحمدلی ورثہ مین پائی ہے۔ حضور کی تخت نشینی کی یادگار مین انگلستان کی ان تمام خاتونون نے جنکا نام میری ہی واقع ہوا ہے آپس مین چندہ کرکے ایک معقول رقم حضور عالیہ کے نذر کی تھی جسکو حضور ممدوحہ نے ایک نیک کام مین لگادیا ہے۔

ایک مشرقی تاجدار کی تخت نشینی

مغرب مین

اسپین اگرچہ زمانہ موجودہ مین وحشت بیرحمی بدامنی و بدتہذیبی کا معدن سمجھا جاتا ہے لیکن کوئی زمانہ تھا کہ ہلال کے فیض بارسایہ مین تہذیب و شایستگی کا سرچشمہ تھا جہان سے رفتہ رفتہ علم کی روشنی یورپ کے دوسرے ممالک مین جہان جہالت کی گھری تاریکی صدیون سے مسلط تھی پھیلی اور ایسی پھیلی کہ چندہی روز مین تمام سرزمین مطلع انوار بن گئی - اگرچہ اسلامی حکومت کی بنیاد طارق بن زیاد کی جوانمردی اور موسیٰ بن نصیر کی دوراندیش مدبری نے ڈالی تھی - لیکن جب بنی عباس کی پُرفریب حکمت عملی اور خونریز مدبری نے خلافت بنی اُمیّہ کا خاتمہ کیا اور یہ عزم بالجزم کرلیا کہ خاندان خلافت کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہے تو ایک شخص جو بعد مین عبدالرحمن الداخل کے نام سے مشہور ہوا کسی نہ کسی صورت سے سیکڑون مصیبت جھیل کر اور ہزارون خطرے برداشت کرکے شمالی افریقہ اور اُسکے ہولناک صحراؤن اور جنگلون کو طے کرتا ہوا اندلس پہونچا جہان اوس نے اپنی خاندانی اولوالعزمی اور ذاتی جرارت اور دانشمندی سے ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالی جو تمدنی و اقتصادی ترقی کے لحاظ سے شرف بنی نوع انسان کہلائے جانیکی مستحق ہے اور شان وشوکت کے عتبار سے بھی بنی عباس کے ایرانی نژاد جاہ وحشمت پر سبقت لیگئی تھی - سوائے ترکی کے یہی ایک سلطنت ہی جو کسی مشرقی قوم نے ملک مغرب مین قایم کی اور جو اپنے عمدہ قوانین اور حکمرانون کی رفاہ جوئی کی بدولت تہذیب وشایستگی کا مامن سمجھی جانے لگی - اگرچہ تمدنی ترقی کی بنیاد عبدالرحمن الداخل ہی کے زمانہ مین پڑچکی تھی اور اوسکے بعد ہشام کی علم دوستی و ہنر پروری الحکم کی اولوالعزمی واہن پژدہی اور عبدالرحمن ثانی کی شوکت پسندی اور روشن خیالی نے اوسکو اور وسیع کیا لیکن اصل یہ ہے کہ ایسے امور مین معراج کمال پر پہونچنے کے لئے ضرور ہے کہ ملک اندرونی سازشون اور فسادون سے پاک اور بیرونی دشمنون کے حملون سے محفوظ ہو اور یہ امر عبدالرحمن ثالث کے زمانہ

سے پہلے نصیب نہوا جسکی دور بین مصلحت اندیشی نے اسکو سب سے پہلے خانہ جنگیون کے استیصال کی طرف مائل کیا اور جب اس سے نجات ملی تو اوس نے بیرونی دشمنون کے مقابلے اور سرحد کی توسیع اور استحکام کی طرف توجہ کی اور اس کے ساتھ رعایا سے ایسی بے تعصبی اور انصاف کا برتاؤ کیا کہ سب لوگ بلا لحاظ قوم وملت اوسکے گرویدہ ہوگئے۔ اوسکی فراست و دانائی اور اولوالعزمی وحکمت عملی کی یہان تک شہرت ہوئی کہ قیصر روم و بادشاہان اٹلی و فرانس و جرمنی نے اوسکے پاس سفارتین بھیجین۔ جب ملک مین امن و امان قایم ہوگیا اور بیرونی خطرون کا اندیشہ جاتا رہا تو اوسنے الناصرالدین اللہ کا لقب اختیار کرکے دربار خلافت کی بنیاد ڈالی اور صلاح و فلاح رعایا اور آراستگی ملک کی طرف توجہ کی اور ایسے ایسے مفید کام کئے جنکی مثال یہ ترقی یافتہ زمانہ بھی مشکل سے دکھا سکتا ہے۔

اس اولوالعزم بادشاہ کے خلف الصدق اور جانشین الحکم المستنصر باللہ کے تخت نشینی کا سین ہم دکھانا چاہتے ہین۔ الناصرالدین باللہ کا انتقال تاریخ ۲ رمضان المبارک ۳۵۰ھ کو ہوا اور اوسکے تیسرے روز جمعرات کے دن ۵۔ رمضان المبارک کو الحکم نے تخت خلافت پر قدم رکھا اور تمام صوبون کے والیون کے نام فرمان صادر کئے کہ اُسکے لئے تمام طبقہ جات رعایا سے بیعت لین اور اوسکے بعد محلات اور فوج کا جائزہ لیا۔ سب سے پہلی مقالیہ باڈی گارڈ نے جو اوسکے باپ نے قایم کیا تھا اور جس مین مسلمان اور عیسائی دونون بلا امتیاز مذہب شریک تھے اطاعت کا حلف لیا اوسکے بعد خواجہ سراؤن اور محل کے اعلی افسرون مثل داروغہ اصطبل و مہتمم توشہ خانہ وغیرہ نے بیعت کی اور اپنے اپنے ماتحتون سے حلف لیا اور اوسکے بعد باقی عہدہ داران محلات شاہی مثلاً کاتبون اور خادمون اور مقدمون دکیتانون) اور عارفون (افسرون) نے حاضر ہوکر رسم بیعت ادا کی۔

جب تمام ملازمان محلات خلافت رسم بیعت ادا کرچکے تو الحکم نے اپنے بھائیون ابومروان عبداللہ اور ابوالاصبع عبدالعزیز کو جو اسوقت تک علحدہ رہے تھے قاصد بھیجکر طلب کیا اور مدینتہ الزہرہ مین جہان تخت نشینی کی رسم ادا ہوئے والی تھی حاضر کئے گئے۔

مدینتہ الزہرہ وہ مقام ہے جسکی تعریف مین اندلس کے تمام شاعر اور مورخ رطب اللسان ہین اور اوسکے جو حالات ہم تک پہونچے ہین اونکے لحاظ سے کہا جاسکتا کہ اوسکی تعمیر اور آراستگی مین شاہانہ کروفر اور ظاہری تجمل اور احتشام کو انتہائی نقطہ خیال تک پہونچا دیا گیا تھا

اس قصر کو جو حسن و عشق کا ایک عجیب و غریب یادگار ہے عبدالرحمن الناصر اللہ کی شوکت پسندی
اور حسن پرستی نے قرطبہ سے تقریباً تین چار میل کے فاصلہ پر جبل العروس کے پُر فضا دامن مین
دریا کے قریب اپنی محبوبہ کنیز الزہرہ کی فرمائش اور نام سے تعمیر کرایا تھا - ابتدا مین یہ ایک
مختصر ہی سی عمارت تھی جو محض تفرج گاہ کے طور پر بنوائی گئی تھی - مگر بعد مین وہان کی روح پرور
ہوا اور خوش فضا منظر الناصر کو اسقدر پسند آیا کہ اوس نے وہین اقامت اختیار کی پھر کیا تھا
بڑے بڑے قصور و ایوان تعمیر ہونے لگے اور اوسکے خادمون اور فوجی افسرون کے لئے
بھی ہر طرف عالیشان عمارتین کھڑی ہوگئین اور اوسکا نام بجائے قصر کے مدینۃ الزہرہ قرار پایا
محلات شاہی کو رفتہ رفتہ اسقدر توسیع دی گئی کہ قصر کا طول شرقاً غرباً دو ہزار سات سو ہاتھ
اور عرض شمالاً و جنوباً ایک ہزار سات سو ہاتھ قرار پایا - عمارت کی سنگینی کی یہ کیفیت تھی کہ وہ
نیچے سے لیکر اوپر تک سنگ مرمر سے بنائی گئی تھی اور اوسکا نقشہ اسقدر دلفریب اور اس مین
ہر چیز کے تناسب کا کچھ ایسا خیال رکھا گیا تھا کہ گویا سانچے مین ڈھلا ہوا معلوم ہوتا تھا -
اور دیکھنے والا محو حیرت ہو کر رہجاتا تھا - اوسکی تعمیر سنہ ۳۲۵ھ مین شروع ہوئی اور الناصر
کی زندگی مین پچیس سال تک جاری رہی دس ہزار مزدور اور کاریگر روزانہ کام کرتے تھے
اور چودہ سو خچر اور چالیس سو اونٹ جو دربار خلافت کی ملک تھے اور ایک ہزار کرایہ کے خچر
اور [illegible] سامان تعمیر لایا کرتے تھے اور مزدورون کو روزانہ فی کس یک درہم ملا کرتا تھا - اور
کاریگرون کو ۲ - درہم یومیہ اور ہر خچر کا روزانہ کرایہ تین مثقال چاندی تھا - چھ ہزار ترشے
اور صاف کئے ہوئے مختلف اشکال کے پتھر روز کار تعمیر مین آتے تھے - اور بن ترشے پتھرون اور
اینٹون وغیرہ کا تو شمار ہی نہین ہے - کل عمارت مین چار ہزار تین سو سولہ ستون تھے جن مین سے
بعض اٹلی سے لائے تھے - ۱۹ فرانس سے ۱۴۰ شہنشاہ قسطنطنیہ نے نذر کئے تھے - اور اکثر
پتھر جو زیادہ تر سبز اور گلابی سنگ مرمر کے تھے کارتھیج ٹونس وسفاقس اور افریقہ کے
دوسرے مقامات سے لائے گئے تھے - اور باقی پتھر اور ستون اسپین کے مختلف معدنون
سے مثلاً سنگ سفید طرطوشہ اور المریا سے اور دھاریدار سنگ مرمر رایہ سے وعلی ہذا نکال
کر لایا جاتا تھا - افریقہ سے پتھر لانے پر تین شخص خاص طور پر مامور تھے - عبداللہ ناظر تعمیر
و حسن بن محمد و علی بن جعفر اسکندریہ کا رہنے والا اور اُنکے علاوہ ابن یونس ملاح سے
بھی یہ کام لیا جاتا تھا - عبدالرحمن الناصر اُنکو ہر ستون یا ترشے ہوئے پتھر کی بابت دس دینار

طلائی دیا کرتا تھا اور اندلس سے جو پتھر لائے جاتے تھے اونکی بھی تقریباً اسیقدر قیمت ہوتی تھی۔ پتھروں کے علاوہ گیارہ سو بوجھے چونے اور قلعی کے ہر تیسرے روز کام مین آتے تھے۔ اور کل قصر مین پندرہ ہزار دروازے تھے۔ جنکی چوکھٹون پر نہایت خوشنما کھدائی کا کام تھا اور اُنکے کواڑون پر فولاد اور پیتل کی مطلا تختیان جڑی ہوئی تھین۔ کار تعمیر مین ہر سال تین لاکھ دینار سُرخ خرچ ہوتے تھے۔ اور اسلئے پچیس سال مین ساڑھے سات کروڑ دینار صرف ہوے۔ محلات خلافت مین سب سے عجیب و غریب ایک ایوان تھا جس کا نام قصر الخلفاء تھا جس کی دیوارین اور چھت طلائی خالص اور مختلف الالوان سنگ مرمر کی شفاف تختیون سے بنائی گئی تھی اور اوسکے اوپر چاندی اور سونے کے سفال تھے۔ اس ایوان کے وسط مین وہ عجیب و غریب فوارہ تھا جس کا شمار عجائبات عالم مین ہے۔ یہ فوارہ احمد الیونانی ملک شام سے لایا تھا اور وہ یشب سبز کا تھا۔ الناصر اس فوارہ کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور اوس نے اوسپر بارہ چرندون اور پرندون کی مورتین جو طلائی سرخ سے قرطبہ کے دار الصنایع مین بنائی گئین اور مرصع بجواہر تھین نصب کرائیں۔ اس مین ایک شیر کی صورت تھی جسکے ایک طرف ہرن کی مورت تھی اور دوسری طرف مگرمچھ کی اور اوسکے مقابلہ مین عقاب اور اژدہے کی مورت تھی اور اُنکے بازون پر کبوتر اور باز اور مور اور مرغی اور مرغ اور چیل اور گدھ کی تمثالین تھین۔ ان سب مورتون پر بیش قیمت جواہرات جڑے ہوے تھے اور اون کے منھ اور چونچون سے فوارے چھُوٹتے تھے۔ فوارہ کے زیر چھت مین وہ گوہر خوش آب آویزان کیا گیا تھا جو یونانی شہنشاہ لیو نے نذر دیا تھا۔ محلات کی بیچ مین ایک بارہ دری تھی جسکے وسط مین ایک سنگ رخام کا حوض تھا جو پارہ سے لبالب تھا۔ بارہ دری کے ہر سمت مین آٹھ دروازہ تھے جنکی محرابون پر آبنوس اور ہاتھی دانت کا کام تھا اور جواہرات جڑے ہوے تھے اور اونکے ستون مختلف الالوان سنگ مرمر اور شفاف بلور کے تھے۔

جب آفتاب کی روشنی ان دروازون سے ہو کر کمرہ کے اندر آتی تھی تو اوسکی کرنین بارہ دری کی چھت اور دیوارون پر منعکس ہو کر اسقدر تیز ہو جاتی تھین کہ دیکھنے والے کی آنکھین چوندھیا جاتی تھین اور اگر الناصر حاضرین دربار سے کسی کو ڈرانا چاہتا اور کسی غلام کو اشارہ کر دیتا کہ ذرا پارہ کو حرکت مین لائے تو چشم زدن مین تمام کمرے مین بجلی کے شعلے چمکنے لگتے اور سب لوگ یہ سمجھکر کانپنے لگتے کہ کمرہ حرکت کر رہا ہے اور یہ حالت جس وقت تک قایم

جبتک کہ پارہ مین جنبش رہتی یہ آرائش قصر کی یہی کیفیت تھی کہ ایک طرف تو خوشنما باغات تھے جنکے اندر مصفا پانی کی شفاف نہرین اور بلورین چشمے سریلے نغمے گاتے عجب انداز سے بہتے تھے اور کہین سنگ مرمر کے حوض تھے جنمین مختلف شکل کے جانورون کے مُنھ سے فوارے چھوٹتے تھے اور رنگ برنگ کی مچھلیان پڑی ہوئی تھین - ایک بڑا فوارہ خاص طور پر قابل ذکر ہے جو احمد الیونانی اور پادری ربیع قسطنطنیہ سے لائے تھے یہ فوارہ بجرس کا تھا اور اوسپر سونے کا گھرا ملمع ہے اور اوسپر انسانون کی تصویرین کہدی ہوی تھین کہین میوہ دار درختون کے تختے تھے اور پھولدار پودون کے جھنڈ کہین پر تکلف حمام تھے جن مین سنگ مرمر کے حوض تھے یہ تو باہر کی کیفیت تھی اگر اندر قدم رکھو تو پھر اور ہی عالم نظر آتا تھا جدھر دیکھو دیوارون پر ریشمی اور زرکار پردے پڑے ہوے تھے جنپر کہین جنگل اور صحرا کا سین دکھایا گیا تھا - کہین باغ و بہار کی کیفیت تھی - کہین خطوط اقلیدس کے عجیب دلکش نمونے بنائے تھے اور کہین جانورون کی تصویرین تھین اور ہر چیز مین ایسی اوستادانہ صناعی سے کام لیا گیا تھا کہ نقل پر اصل کا دھوکا ہوتا تھا - نیچے کی طرف دیکھو تو رنگ برنگ کے قالین بچھے ہوے ہین - جنپر نہایت دل فزا گلکاری تھی اسکے علاوہ جابجا تصویرین بھی لگائی گئی تھین جو اعلیٰ درجہ کی نقاشی کا نمونہ تھین - جب عمارت مکمل ہو چکی تو الناصر الدین اللہ نے اوسکے صدر دروازہ پر اپنی محبوبہ زہرہ کا نہایت خوبصورت مجسمہ نصب کرایا - کہتے ہین کہ جب زہرہ پہلی دفعہ قصر مین آئی تو اوس نے جھروکون مین سے دیکھا کہ ایک طرف تو سفید قصور و ایوان ہین کہ نظر کام نہین کرتی اور دوسری طرف ایک سر بفلک پہاڑ کالے دیو کی طرح کھڑا ہوا ہے تو اوس نے عبد الرحمن سے کہا کہ "مولائی دیکھیے یہ پری چہرہ اس حبشی کے آغوش مین کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے - یہ سنکر عبد الرحمن الناصر کو بڑا جوش آیا - اور اوس نے حکم دیا کہ پہاڑ کو کاٹ کر میدان بنا دیا جائے لیکن جب ارکان دولت نے سمجھایا تو وہ اس ارادہ سے باز رہا مگر اوس نے تمام سطح کوہ کو جنگلی درختون کو اوکھڑوا کر صاف کر دیا اور اوسپر بادام اور انجیر وغیرہ کے درخت نصب کرائے جس سے منظر نہایت ہی دلفریب ہو گیا اور خاصکر موسم بہار مین پہاڑ کا سین نہایت ہی دلفریب معلوم دیتا تھا - غرضکہ اس عالیشان محل مین دربار تخت نشینی قرار پایا تھا اور قصر الخلفا ر پہلے سے زیادہ شان و شوکت کے ساتھ سجایا گیا تھا - بیچ مین تخت خلافت تھا اور اوسکے دونو طرف بڑے بڑے خواجہ سرا سفید قبائین پہنے اور ہاتھون مین تلوارین لئے صفین باندھے

کھڑے تھے اونکے بعد خدمتگار خواجہ سرا تھے جو زرہ بکتر پہنے اور ہاتھون مین جگمگاتی ہوئی تلوار لیے دو صفون مین محل کے سامنے کے چبوترے پر استادہ تھے۔ قریب کے چھجہ پر سیہ دار خواجہ سرا تھے جنکے ہاتھون مین نیزے تھے اور انکے ساتھ ہی صقالبہ (رومی) خواجہ سرا تھے سفید لباس پہنے تلوارون سے مسلح تھے اوسکے بعد کم درجہ کے رومی خواجہ سرا تھے اور اوسکے پیچھے باڈی گارڈ کے تیرانداز کمانین اور ترکش لگائے ہوے کھڑے تھے اوسکے بعد حبشی غلام تھے جنکے ہتیار خوب چمک رہے تھے اونکے جسم مین سفید قبائین اور سر پر صقلی خود اور اونکے ہاتھون مین بوقلمون ڈھالین تھین اور انکے اسلحہ پر سنہری کام تھا اور وہ چبوترے سے لیکر آخری چھجہ تک دو صفون مین مرتب تھے۔ باب السدہ پر باردار متعین تھے اور اونکے باہر حبشیون کا رسالہ تھا جسکی دو رویہ صفین باب العقبہ تک چلی گئی تھین اونکے بعد خود خلیفہ کے باڈی گارڈ کا رسالہ تھا جس مین دربار خلافت کے آزاد غلام ملازم تھے اونکے بعد باقی سپاہ اور غلام اور تیر انداز شہر کے بیرونی دروازہ تک صف بستہ یکے بعد دیگرے کھڑے ہوے تھے۔ خلیفہ کے آٹھون بھائی رات ہی کو آگئے تھے اور اونکو اونکے درجہ کے مناسب محل کر دونون بازون مین جگہ دی گئی تھی۔ علی الصباح وہ مغربی اور مشرقی ایوانون مین اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ اور الحکم اپنے تخت پر ایوان زرین مین جو وسط مین تھا متمکن ہوا یہ ایوان قصر کے جنوبی حصہ مین تھا اور اوسکے سامنے سنگ مرمر کا مشہور چبوترہ تھا۔ جب تمام ارکان دولت اپنی جگہ پر پہونچ گئے تو سب سے پہلے خلیفہ کے بھائی تخت کی طرف بڑھے اور اونھون نے آداب بجا لا کر اطاعت کا حلف لیا اوسکے بعد مرزا اور اوسکے بیٹون اور بھائیون کی باری آئی جسکے بعد ہی صاحب الشرطہ (باڈی گارڈ) اور ملازمان محلات آگے بڑھے اسکے بعد خلیفہ کے بھائی اور وزرا اور امرا اپنے اپنے مقام پر تخت کے دائین اور بائین بیٹھ گئے البتہ عیسی ابن فطیس ایوان کے ایک کونے مین کھڑے ہوکر اور آنیوالون سے بیعت لینے لگا۔ قریب کے تمام مکانات حسب معمول عہدہ دارون اور درباریون سے بھرے ہوے تھے۔ جنکو ایسے موقعون پر حاضری کا حق حاصل تھا۔ اسکے بعد الحکم نے امیرالمومنین المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ اور اُسکے نام سے خطبہ اور سکہ جاری ہوا چونکہ اس زمانہ مین انگریزی حکومت کی بدولت مشرق مین ایک مغربی بادشاہ کی تخت نشینی کا عجیب نظارہ ہمارے سامنے آنیوالا ہے اسلئے ہمنے مناسب سمجھا کہ تاریخ کے ورق الٹکر دکھائین کہ کسی زمانہ مین ایک مشرقی بادشاہ مغرب مین کس شان و شوکت کے ساتھ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا تھا۔

محمد عزیز مرزا

سرزمین ہند مین برطانیہ عظمے کے دربار

انگریزی حکومت مین سب سے پہلا دربار ۱۸۵۸ء مین ہوا جبکہ ہندوستان کی حیان حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی سے ملکہ آنجہانی کے ہاتھ مین گئی۔ اسوقت لارڈ کیننگ جو ہندوستان کے پہلے وایسرائے تھے الہ آباد مین مقیم تھے۔ انھون نے یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو گنگا جمنا سنگم پر ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریا آنجہانی کا شاہانہ اعلان پڑھا اور اور جب ہی سے ہندوستان براہ راست شاہ انگلستان کی محافظت و ماتحتی مین ہی یہ وہی شہرۂ آفاق اعلان تھا جسکے ساتھ آجتک اہل ہندوستان کی بہترین امیدین وابستہ چلی آتی ہین۔ اسی اعلان کی تکمیل کا امر آج ترپن برس سے کیا جاتا ہی۔ مایوسی اور بددلی کی حالت مین بھی اس اعلان نے رعایاے ہند کی ہمتین بڑھائی ہین اور یہ کہنا صحیح ہوگا کہ آجتک اس فرمان قیصری سے کبھی کسی کو مایوسی کا موقع نہین ملا اور یہی وجہ ہی کہ اسکا باربار حوالہ دیا جاتا ہی موقع موقع پر اعادہ ہوتا ہی تذکرہ کیا جاتا ہی۔ گو اس مبارک موقع پر جب یہ فرمان شاہی پڑھا گیا تھا بہت کچھ جشن اور شان وشوکت کے سامان مہیا کیے گئے تھے مگر اسپر شاہی دربار کا نام مشکل سے عائد ہوسکتا ہی۔ قلعہ اکبری کے سامنے ایک چبوترہ بنایا گیا تھا اور اسی پر لارڈ کیننگ نے اعلان پڑھا تھا حاضرین مین زیادہ تعداد سرکاری فوج اور سرکاری حکام کی تھی ہندوستانی بہت کم شریک تھے مگر اسکی اہمیت سے دور ونزدیک سب متاثر ہوئے تھے۔

(۲)

دوسرا دربار جو درصل سلطنت برطانیہ عظمے کا ہندوستان مین پہلا شاہی دربار ہی یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو لارڈ لٹن نے ہندوستان کی قدیم راجدھانی دہلی مین منعقد فرمایا۔ دہلی کا نام دربارون کے ساتھ ایسا وابستہ ہوگیا ہی کہ دربار کا خیال بلا دہلی کے یا دہلی کا خیال بلا دربار کے ایک امر محال ہی۔ تاریخ ہند کا جب سے پتہ چلتا ہی اسی شہر کو ہندستان کے دارالحکومت ہونے کا فخر حاصل ہی۔ تخت دہلی ہی کے آگے تمام دیگر تاجداران ہندوستان نے سرتسلیم خم کیا ہی۔ بیسیون شاہی دربار یہان ہوچکے ہین اور اسی سبب سے سرکار انگریزی کے دربارون کے لیے بھی اسی قدیم ومبارک شہر کا انتخاب ہوا ۱۸۷۷ء کا دربار علیہ حضرت ملکہ وکٹوریہ کے خطاب قیصرۂ ہند اختیار

کرنے پر منعقد ہوا تھا۔ لارڈ لٹن اس موقع کی اہمیت خوب سمجھتے تھے اور انھون نے اسکے تزک و احتشام مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ یہ انگریزون کا پہلا شاہی دربار تھا اسلیے کتنے ہی دقتون کا سامنا ہوا ہوگا اور اسکو اس قدر موثر بنانا لارڈ لٹن ہی کا کام تھا۔ انھون نے بڑی احتیاط کے ساتھ اس دربار کی نگرانی کا انتظام کیا جسکی نمایان کامیابی پر ہرگز شک نہین ہوسکتا۔ اُنکو فروعی شان و شوکت اور فضول دھوم دھام کا اتنا خیال نہ تھا جتنا کہ رعایا اور فوج کے دلون مین سرکار دولت سے ہمدردی وفاداری اور محبت پیدا کرنے کا دھیان اور انگریزی راج کے عالمگیر ذرائع اور حسن انتظام کو ذہن نشین کرنے کی آرزو تھی۔

دہلی کا دو مجمع اب بھی یادگار زمانہ سمجھا جاتا ہی یہ دربار چودہ روز رہا اور اڑسٹھ ہزار اُمرا و روسا اسمین شریک تھے جنمین سے ستتر فرمان روا اور والیان ملک۔ تین سو سربرآوردہ رؤسا و شرفا۔ پندرہ ہزار گورہ اور دیسی فوج کے سپاہی تھے۔ لارڈ لٹن ۲۳ دسمبر کو دہلی داخل ہوئے۔ اسٹیشن پر سربرآوردہ راجون اور نامور رئیسون نے آپکا استقبال کیا۔ وسیرائے اور لیڈی لٹن ایک ہاتھی اور دوسرے پر اُنکی کمسن صاحبزادیان تھین مگر جلوس مقابلتاً مختصر ہی سا تھا راستہ قریب قریب وہی تھا جو کہ موجودہ دربار کا ہے۔ کیمپ بھی اسی مقام پر نصب کیا گیا تھا جو اب تاریخی ہوگیا ہی۔ دہلی کی سڑکون پر جن فوجی سپاہیون کی صفین استادہ تھین وہ سرکاری فوج اور رجواڑون کی فوجون سے لیے گئے تھے۔ ۲۴ کو اتوار تھا دوسرے روز بڑا دن یعنی کرسمس ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر کو رؤسا اور والیان ملک کی ملاقاتون مین صرف ہوا۔ خیال کیا جاتا ہی کہ ملک معظم قیصر ہند اس رسم کو اسبار زیادہ نہ برت سکین گے یعنی دیسی تاجداران ملک تو اُنکی ملاقات کو آئین گے مگر وہ خود بازدید کے لیے بنفس نفیس خود نہ تشریف لے جائین گے لیکن اگر ایسا ہو تو شہنشاہ جارج پنجم جیسے اخلاق مجسم بادشاہ کے شایان شان ہوگا۔ بہرحال اُنکا کوئی قائم مقام ضرور جائے گا۔ سنہ ۱۹۰۳ء کے دربار مین لارڈ کرزن بازدید کے لیے نہین گئے تھے اسپر کچھ نکتہ چینی ہوئی تھی۔ ۲۷ و ۲۸ دسمبر کی شب کو لیوی دربار ہوا۔ ۲۹ کو ہندوستانی رؤسا نے جنکو فرمان روایا اختیارات تھے گورنرون اور لفٹنٹ گورنرون سے ملاقات کی ۳۰ کو مختلف ملاقاتین ہوئین اور تمام انتظامی امور طے ہوئے۔ ۳۱ کو وسیرائے قطب مینار کی سیر کو گئے اور وہان معزز مہمانون کو ایک پارٹی دی۔

نوروز کے دن کشادہ میدان مین عام دربار منعقد ہوا اس میدان کو لارڈ کرزن نے بھی پسند کیا اور اب پھر یہی میدان ہمارے ملک معظم کے شاہی دربار تاجپوشی کے لیے بھی منتخب ہوا ہی اور اسی کے اردگرد ۲۵ میل جگہ درباری کیمپون کے لیے ہموار کی گئی ہی۔

وسط مین ایک نیلے رنگ کا مسدس چبوترہ دس فیٹ اونچا بنایا گیا تھا اُسکے اوپر مخروطی شکل کا ایک گنبد تھا چھتر نقرئی چوبون پر کھڑا کیا گیا تھا جسکی چوٹی پر شاہنشاہی تاج بنا ہوا تھا۔ جا بجا ایک گنگا جمنی

کام کے گدی پر رکھا گیا تھا۔ حالات دربار سے معلوم ہوتا ہے کہ گدی تاج کے لیے بہت چھوٹی تھی ڈائیس پر حضور ویسرائے کے لیے گنگا جمنی کام کی کرسی رکھی گئی تھی۔ اسکے سامنے ہلال کی شکل کا ایک تھیٹر راجاؤن درباریون اور اعلی درجہ کے سرکاری حاکمون اور عہدہ دارون کے لیے بنایا گیا تھا۔ عقب مین وزیٹرون کی کرسیان تھین جنکو جلسہ کی کارروائی کسی قدر کم دکھائی دیتی ہوگی۔ کل دربار کے چارون طرف سرکاری فوجین اپنے اپنے فوجی لباسون مین آراستہ حلقہ باندھے ہوئے کھڑی تھین حضور ویسرائے کے ڈائیس کے چارون طرف لوہے کا جنگلا تھا جسپر سونے کا ملمع کیا ہوا تھا۔ چبوترہ کے آگے پیچھے دو طرف سیڑھیان بنائی گئی تھین اور اُنکے دونو جانب سنہرا جنگلا تھا۔ تاج سے لگا ہوا پیچھے کی طرف زردوزی کام کا سرخ کپڑا لٹک رہا تھا جسکے اوپر کے کنارے پر شاہی تاج اور مختلف قسم کے بیل بوٹے بندن وار کی طرح کڑھے تھے ہر گوشہ پر سائن کی تین جھنڈیان آگے کو نکلین تھین جنکے اوپر ایک صلیب اور یونین جنگ تھا جو سلطنت برطانیہ کا ملکی جھنڈا ہے کارنس کے نیچے کی رخ سرخ اور سفید ریشمی کپڑے کی پٹیان پڑی تھین جنپر زردوزی کام کو سوسن کے پھول بنے تھے اسکے نیچے ایک اور جھالر تھی جسپر شاہی تاج اور تمغے وغیرہ کڑھے تھے اور پٹی پر گلاب کے پھول جو انگلستان و آئرلینڈ و اسکاٹ لینڈ کی قومی علامتین ہین سنہری اور روپہلی کلابتو اور ریشم سے بنے ہوئے تھے ہندوستان کی قومی خصوصیات کے اظہار کے لیے کنول کا پھول بھی کڑھا تھا۔ اس پٹی کے ہر گوشہ پہ سنہری تاج کڑھا تھا اور انگلستان اُٹھتا ہوا شیر بنا تھا۔ ستون پہ زمین سے قریب دس فٹ کی بلندی پر چاندی کی ڈھالین لٹکتی تھین جن پر شاہی طغرا لکھا تھا۔ ڈھالون پر مختلف رنگ کی جھنڈیان تھین اسی طرح سے چبوترہ کا نیچا حصہ بھی آراستہ کیا گیا تھا۔

ہلالی چبوترہ نیلے سفید اور سنہری رنگ کا تھا اور ویسرائے کے ڈائیس کے سامنے آٹھ نو فٹ لمبا پیلا گیا تھا اسکے چھتیس درجے تھے۔ ہر ایک درجہ بیس فٹ لمبا اور تیس فٹ چوڑا تھا۔ ہر ایک کی آمد و رفت کا دروازہ جداگانہ تھا اس قوس نما دربار کے اوپری طرف سامنے رخ پر سوسن کے پھول ملمع کیے ہوئے تھے۔ اور انکے نیچے تین سفید اور سنہری ستون استادہ تھے ہر ایک ستون پر تاج شاہی بنا ہوا تھا۔ فرش پر سرخ کپڑا بچھا تھا۔ نیلے رنگ کے ریشمی کپڑے سے منڈھی ہوئی کرسیان تھین سامنے زرین جنگلا تھا۔ لوگون کا خیال ہے کہ ان عمارتون مین ایشیائی طرز کا خیال نہ رکھا گیا تھا مگر رنگ آمیزی بالکل مشرقی مذاق کی تھی جسپر چمکتی دھوپ نے عجیب لطف پیدا کر دیا تھا۔

اعلان کے دن والیان ریاست کے گروان کے امرا و اراکین دولت اور گورنرون و لفٹنٹ گورنرون کے پاس انکے اسٹاف کے افسر بیٹھے تھے راجگان ملک کو افسران سرکاری کے ساتھ ملا کر بٹھایا گیا تھا اور کوشش کی گئی تھی کہ نشست کے باب مین کسی قسم کی نزع و تکرار نہ ہونے پائے راجاؤن کے بیش بہا جواہرات دور سے چمکتے تھے انمین سے تین نابالغ رئیس تھے یعنے نواب نظام حیدرآباد مرحوم گائکوار بروده اور مہاراجہ میسور یہ تینون

رئیس وسط دربار مین تھے۔ ان کے دائین طرف راجپوتانہ کے راجے مہاراجے تھے بائین جانب وسط ہند کے رئوسا تھے۔ اسی طرف سرے پر مہاراجہ کشمیر اور پنجاب کے مہاراجے متمکن تھے۔

انگریزی فوج چبوترے کے شمال کے جانب میدان مین کھڑی تھی اور انکے مقابل جنوب مین جو لوگ تھے ان کی فوج تھی۔

دوپہر کے وقت شاہی نقیبون نے نقرئی نفیریون کو بجاکر حضور وایسرے کے آمد آمد کی خبر دی اُنکے آتے ہی سب کے سب سروقد تعظیم کو کھڑے ہو گئے۔ فوج نے گرانڈ مارچ بجایا۔ لیڈی لٹن اور انکی صاحبزادیان بھی ہمراہ تھین۔ کہتے ہین کہ نفیریون کا اثر خاطر خواہ نہین ہوا۔ اسکے بعد سلامی ہوئی مگر توپون کی آوازون مین بھی زیادہ کامیابی نہین ہوئی۔ کیونکہ توپین بہت چھوٹی تھین۔ فوج نے جو بندوقین چلائین انکی آوازون نے البتہ ایک خاص اثر پیدا کیا گو اس سے ہاتھی بھڑک اٹھے۔ لارڈ لٹن نے اسپیچ پڑھی جسکو بہت کم لوگ سن سکے مگر اسکو پیشتر سے چھاپ کر تقسیم کر دیا گیا تھا اسلیے کسی کو شکایت نہین ہوئی۔ لوگون نے اس موقع پر خاص اعانت شاہی کی امیدین باندھ رکھی تھین جنکا اس تقریر مین کہین ذکر نہ تھا۔ اس معنی سے یہ اسپیچ مایوسانہ تھی اس کی خصوصیت صرف یہی تھی کہ دربار کی یادگار مین ایک نیا آرڈر بنام آرڈر آف دی انڈین ایمپائر جاری کیا گیا اسکا اصلی مقصد برٹش قوم کے لوگون کی خدمات کا اعتراف کرنا تھا۔ خاصکر غیر سرکاری طبقہ کے لوگون کو۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد یہ اعزاز بہت کچھ سرکاری افسرون تک محدود ہو گیا۔ اور مدت تک کوئی غیر سرکاری انگریز اسکا نائٹ نہین ہوا

جب وایسرے اپنی تقریر ختم کر کے بیٹھے تو اور راجاؤن اور والیان ریاست نے تقریرین کین مگر اسقدر شور تھا کہ صرف بالکل قریب والے اصحاب ہی سن سکے۔

لارڈ لٹن نے اس دربار کی یادگار مین والیان ملک کی ایک انڈین پریوی کونسل قایم کرنا چاہی تھی اسی طرح ایک جماعت لارڈ منٹو نے بھی انجمن مشیران کے نام سے تجویز کی تھی۔

اُنھون نے ہندوستان مین ہندوستانیون کو لارڈ بنانے کی اور کلکتہ مین ایک ہیرلڈس کالج قائم کرنے کی بھی تجویز پیش کی تھی مگر انگلستان مین یہ سب تجویزین نامنظور ہوئین۔

والیان ملک مین سے جنون کو مشیران قیصرہ ہند کا خطاب ملا ان مین سے کسی کو کوئی خاص امتیاز حاصل نہوا۔ راجون مہاراجون کو خوشنما جھنڈے بھی عطا ہوئے تھے جو اپنی خوبصورتی کی وجہ سے قابل قبول ہون تو ہون ورنہ اور کسی اعتبار سے زیادہ قابل قدر نہ تھے۔

اعلان شاہی کے دن سولہ ہزار قیدی رہا کیے گئے دربار کی شام کو لارڈ لٹن نے سب درباریون کی دعوت کی تھی۔

۲۔ جنوری کو گھوڑ دوڑ تھی۔ تیسری کو فوجی کھیل اور آتشبازی۔ چوتھی کو رخصتی ملاقاتین ہوئین۔ ۵۔ کو بڑا فوجی ریویو ہوا اور اسی روز ریویو سے واپسی کے وقت لارڈ لٹن کا طلائی تمغہ گم ہو گیا۔ شام کو لارڈ موصوف دہلی سے روانہ ہوئے اور دربار کا اختتام ہوا۔

(۳)
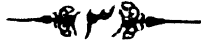
تیسرا دربار لارڈ کرزن کے زمانہ وٗیسرائلٹی مین ۱۹۰۳ء مین ہوا یہ پہلا کارونیشن دربار تھا لوگون کا خیال ہے کہ ۱۹۰۳ء کے دربار سے زیادہ شاندار ایشیا مین کبھی کوئی شاہی دربار نہ ہوا ہوگا۔ اسی دربار مین لارڈ کرزن نے شاہنشاہ ایڈورڈ ہفتم آنجہانی کی مسند نشینی کا اعلان کیا سچ پوچھیے تو یہ دربار ایک عظیم الشان دور کا آخری سین تھا اس دربار مین سارے ہندوستان سے لوگ جوق جوق جمع ہوئے تھے راجاؤن کے ساتھ صدہا ہمراہی زرین پوشاکین پہنے اور فوق البھڑک قدیم راجپوتی وردیان ڈانٹے نظر آتے تھے۔ رجواڑون کے مسلح سپاہی اپنی عجیب چڑھاے یا لہرائی کلغیان باندھے سارے شہر مین پھرتے تھے۔ زرین جھولین ڈالے ہوئے ہاتھیون کا جلوس تو ہمیشہ یادگار رہے گا۔ اسوقت ہر جگہ ہاتھی ہی ہاتھی نظر آتے تھے اب شاید انکی جگہ موٹرین ہین۔ ایشیائی شان وشوکت اسطرح یورپین زیبایش مین تبدیل ہو رہی ہے رجواڑون مین گو لوگ ابھی تک پرانی وضع وقطع کے قائل ہین مگر اب راجے مہاراجے بھی ہاتھی کی سواری کو کم پسند کرنے لگے ہین۔

اس دربار کی حیرت انگیز کامیابی اور اسکی لاثانی زیبایش کو محض ایک اتفاقی امر نہین کہا جا سکتا اسکی شان وشوکت اور عظمت لارڈ کرزن کی خاص توجہ اور محنت کا نتیجہ تھی دربار کا سامان بہت کچھ انکی نگرانی مین طیار ہوا۔ اسکی تیاریون کے معائنے کے لیے چار بار وہ خود دلی تشریف لے گئے تھے۔

لارڈ لٹن کی طرح لارڈ کرزن کی غرض صرف تماشہ نہ تھی دربار کو وہ ظاہری شان وشوکت کے اور نمائش کے علاوہ کچھ اور بھی بنانا چاہتے تھے اپنی ایک کونسل اسپیچ مین انھون نے کہا تھا کہ انکی نگاہ مین دربار کوئی تماشہ یا جلوس نہ تھا بلکہ ہندوستان کی تواریخ مین ایک یادگار واقعہ اور شاہی رسمیات کی تجدید کا ایک قابل قدر ذریعہ تھا انھون نے دربار کو سلطنت برطانیہ کی شان وشوکت کی نمایش اور مشرقی زیبایش کے الزامات کے جواب مین جو کچھ کہا اُسکا آیندہ لحاظ رکھنا چاہیے۔

۱۹۰۳ء کے دربار مین کیمپون کا منظر قابل دید تھا۔ میلون تک کیمپ ہی کیمپ پھیلے تھے قطب مینار کی سڑک کے کنارے رجواڑون کے کیمپ تھے۔ قریب پچاس میل کے خاص دربار کے لیے نئی سڑکین نکالی گئین تھین اور ایک ریل خاص دربار کے لیے بنائی گئی تھی۔ روشنی اور پانی کا بھی خاصہ انتظام تھا۔
وایسراے کے لیے خاص کوٹھی تیار ہوئی تھی۔ جو بعد کو پنجاب گورنمنٹ کا سرکٹ ہاؤس بنا دیا گیا۔

ایک نمائش بھی قائم کی گئی تھی اور پولو وغیرہ کھیل بھی ہوتے تھے۔

دہلی مین چالیس ہزار فوج جمع تھی۔ تماشائیون کی تعداد لاکھون تک پہونچ گئی تھی اور مکانون کے کرایہ اصلی لاگت سے بھی زیادہ بڑھ گئے تھے۔ ریلوے مین کبھی ایسی ریل پیل دیکھنے مین نہ آئی ہوگی۔ آخر وقت مین دہلی پہونچنے مین اتنی دقت نہ ہوئی تھی جتنی وہان سے جشن کے بعد واپس آتے وقت۔ اُن دنون کی سی سردی بھی کبھی نہ ہوئی ہوگی۔ کھانے کے وقت بھی اور کوٹ پہننا پڑتا تھا۔ گو سرکاری دعوت مین گرمی پہونچانے کا خاص اہتمام ہوا تھا کیمپون مین دیمک پھیل جانے سے اکثر کپڑے خراب ہوگئے تھے جس سے لوگون کو کچھ تکلیف بھی ہوئی۔ حالانکہ ہر خیمے مین انگیٹھیان اور چولھے مہیا کیے گئے تھے تاہم بدن سردی سے اکڑا جاتا تھا۔

اس دربار کا ہاتھیون کا لاثانی جلوس نہ تو کبھی دیکھنے مین آیا ہوگا اور نہ شاید اب کبھی دیکھنے مین آئے۔ جنھون نے اسکو دیکھا وہ اسکو خواب شیرین کی طرح یاد کرتے ہین۔ اور جو سنتے ہین وہ افسانہ سمجھتے ہین اس دربار کی ساری رونق دراصل اسی جلوس سے تھی۔

لارڈ لٹن کی طرح لارڈ کرزن بھی بہت بڑے ہاتھی پر سوار تھے اور اُسکے پیچھے تمام راجے مہاراجے اپنے اپنے ہاتھیون پر تھے۔

شاہی دربار دہلی مین ہمارے شاہنشاہ معظم نے گھوڑے کی سواری پسند کی اور تمام راجے مہاراجے اپنی اپنی گاڑیون مین ہو نگے۔ کئی معنون سے یہ ترمیم نہایت پسندیدہ ہی گو اس سے ظاہری دھوم دھام مین شاید کچھ کمی محسوس ہو۔

لارڈ کرزن ۲۹ دسمبر ۱۹۰۲ء کو دہلی پہونچے۔ اور جلوس شہر مین دوپہر کو روانہ ہوا۔ جلوس مین سب سے آگے چوتھے ڈریگن کے گارڈ تھے پھر کچھ فوج تھی اسکے بعد ویسرائے کے باڈی گارڈ۔ پھر سیاہ گھوڑون پر سفید اور نیلی وردیان پہنے امپریل کیڈٹ کور کے نوجوان سپاہی تھے اسکے بعد لارڈ کرزن کا ہاتھی تھا۔ اس ہاتھی پر گنگا جمنی کام کا ہودہ اور بیش بہا زرکار جھول تھی ویسرائے کی سواری کے گرد نقیب عصا بردار اور چوبدار تھے۔ اسکے بعد خاندان شاہی کے قائم مقام یعنی حضور ڈیوک آف کناٹ کا ہاتھی تھا۔ جسکے بعد مختلف رجواڑون کے ہاتھی تھے جنکے زری کار جھولون اور سنہری روپہلی ہودون کے سامنے نگاہ نہین ٹھہرتی تھی۔ ساری سڑک پر چمکتی دھوپ مین سنہری انباریون نے عجیب دلکش نظارہ پیدا کر دیا تھا۔ ہر ہاتھی کے چارون طرف زرین لباس سے آراستہ چوبدار تھے۔

مہاوت بھی قیمتی جواہرات سے لدے ہوئے تھے۔ ہاتھیون کے ماتھے اور سونڈ پر خوشنما بیلین بنائی گئی تھین اور راجے مہاراجے تو ہیرے جواہرات سے گوندھے تھے۔

غرض اس شان سے دو سو ہاتھی اس جلوس مین تھے گورنر بمبئی و مدراس اور چھوٹے چھوٹے راجہ گاڑیون پر اور اُنکے بعد سرحدی سردار گھوڑون پر تھے۔ پھر دیسی فوج تھی جب تک جلوس نکلا کیا چارون طرف سے نعرے بلند کیے جارہے تھے۔

خاص دربار بھی لاجواب تھا۔ میدان مین بہت بڑا قوس نما ٹھیٹر بنایا گیا تھا اسمین قریب دس ہزار کے آدمی بیٹھ سکتے تھے اور اسپر خوبی یہ کہ ہر شخص بہ آسانی کل کارروائی دیکھ اور سُن سکتا تھا ویسرائے کے ڈائس پر سنہری چھتر تھا۔ اسمین ویسرائے اور ڈیوک کناٹ کے تخت تھے۔

ویسرائے و ڈیوک کی آمد سے بیشتر قریب ڈھائی سو انگریز اور ہندوستانی فرمان بردار جان نثار سپاہی فوجی باجے کے ساتھ داخل ہوے جنکا استقبال سارے مجمع نے اُٹھکر نعرے کے ساتھ کیا۔

جب ویسرائے آکر بیٹھے تو بینڈ کے ذریعہ نقیب شاہی کو اطلاع دی اور میدان سے نقرئی تُرہیان بجائی گئین۔ تب میجر میکسویل (جو کہ ہرلیڈ تھے) سیاہ گھوڑے پر مع ایک درجن نفیری بجانے والون کے نمودار ہوے اور تخت کے سامنے آکر شاہنشاہ ایڈورڈ کی تاجپوشی کا اعلان بہ آواز بلند کیا۔ نفیریان بجنے لگین شاہی علم بلند کیا گیا۔ گارڈ آف آنر نے ہتیار پیش کیے بینڈ نے قومی گیت NATIONL ANTHEM بجایا سب حاضرین سروقد کھڑے رہے۔ پھر ایک سو ایک توپ کی سلامی ہوئی اور چالیس ہزار فوج نے جو دربار کے چارون طرف تھی ایک ساتھ بندوقین چلائین۔

لارڈ کرزن نے پیام شاہی پڑھکر سنایا جسکو ہر شخص بخوبی سُن سکا۔ مگر اس سے بھی مثل سابق کے لوگون کو مایوسی ہوئی کیونکہ لوگون نے ایشیائی تہذیب کے مطابق طرح طرح کی امیدین باندھ رکھی تھین اور صرف خطابات کی لمبی فہرست سے مطمئن نہ ہوئے۔

ہرلیڈ اپنی نفیری والون کے ساتھ پھر داخل ہوا۔ اسبار ذرا تیزی سے آیا اور نقرئی نفیریان پھر بجنے لگین۔

اب ہرلیڈ نے حاضرین کی طرف رخ کیا اور رکاب پر استادہ ہوکر اپنا خود اُٹھایا اور سپاہیانہ انداز سے شاہنشاہ کے لیے تین دفعہ چیرز دین۔

دس ہزار درباریون اور چالیس ہزار فوج کے تالیون سے آسمان گونج اُٹھا۔ بعد کو سب دیسی والیان ریاست نے حضور ویسرائے اور لارڈ ڈیوک کناٹ سے اپنے عقیدت و وفا کیشی کے اظہار مین کلمات کہے اور دربار برخاست ہوگیا۔

۴۔ جنوری کو دیوان عام مین انڈین آرڈر کے جلسے ہوئے جسمین مختلف صحاب کو خطابات اور

سندین عطا ہوئین۔ اسکے علاوہ رجواڑون کی فوجون کا ریویو بھی قابل دید تھا۔ اور سب کے آخر مین سرکاری فوج کا ریویو ہوکر یہ جشن بخیریت تمام ختم ہوا۔

ان دربارون کی دھوم دھام دیکھنے والے جب انکا تذکرہ کرتے ہین تو سامعین بیحد محظوظ ہوتے ہین۔ جلوس اور آرائش کا گھنٹون ذکر ہوتا ہے۔ ان دربارون کی رونق ایک حد تک اُن راجاؤن اور مہاراجون سے بڑھ جاتی ہے جو ایسے موقعون پر بیشمار ہمراہیون کو ساتھ لیجاتے ہین۔

رام سرن نگم

ہماری شاہنشاہ بیگم علیا حضرت ملکہ میری کی تاجپوشی کے پہلے تاریخ انگلستان مین ابتک گیارہ اور بیگمات شاہی اپنے شوہرون کے ساتھ تاجپوش ہوچکی ہین، یعنی الینار ملکہ شاہ ایڈورڈ اول (۱۲۷۲ع) ازابلا بیگم شاہ ایڈورڈ دوم (۱۳۰۷ع) این ملکہ رچرڈ سوم۔ کیتھرائن ملکہ ہنری ہشتم (۱۵۰۹ع) اینی آف ڈنمارک ملکہ جیمس اول (۱۶۰۳ع) میری آف موڈینا ملکہ جیمس دوم (۱۶۸۵ع) میری دوم ۱۶۸۹ع کیرولائن ملکہ جارج دوم (۱۷۲۷ع) شارلٹ ملکہ جارج سوم (۱۷۶۱ع) ایلیڈ ملکہ ولیم چہارم (۱۸۳۱ع) کوئین الگزنڈرا ملکہ شاہ ایڈورڈ ہفتم (۱۹۰۲ع) انمین سے الینار ملکہ ایڈورڈ اول شوہر پرستی کے لیے خاص طور پر مشہور ہے۔ کہتے ہین کہ اسنے ایکبار اپنے شوہر شاہ ایڈورڈ کے زخم کا زہر چوس لیا تھا۔ اینی آف ڈنمارک کی دو مرتبہ تاجپوشی ہوئی تھی ایک مرتبہ اسکاٹ لینڈ مین اور دوبارہ ویسٹ منسٹر ایبی مین۔ شارلٹ ملکہ جارج سوم کی بعد شادی جو زندگی گذری اُسے نہایت مسرتناک کہتے ہین خدا کرے ہماری ملکہ میری کو بھی تاجپوشی مبارک ہو۔

ویر امپیریل میجسٹیز کے دوران قیام ہند مین کورٹ سرکلر جسمین شاہان انگلستان کی نقل و حرکت کی مستند خبرین شائع ہوتی ہین تاریخ مین پہلے مرتبہ انگلستان کے باہر چھپا یہ روزدس بجے رات کو شائع ہوگا۔

حکومت برطانیہ مین صرف یہی بات نہین ہے کہ جب کسی غیر قوم کا حملہ ہو تو اپنے ماتحت ملک کے کسی حصہ کو بچانے کے لیے سپاہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیج دے۔ بلکہ وہ دور تک کے ملکون اور غیر قومون کی نو آبادیون پر حملہ بھی کرسکتی ہے لیکن دوسری کوئی قوم ایسی جلدی اور اتنی زیادہ فوج نہین بھیج سکتی۔ کیونکہ جہانتک سمندر پر ہماری سرکار کا قبضہ ہے کوئی غیر طاقت جہازون پر اپنی سپاہ بھیجنے کی اس خوف سے جرأت نہین کریگی کہ راستے مین کہین سرکار انگریزی کے جنگی جہاز انھین تباہ نکردین۔ اسکے علاوہ راستہ مین کسی دوسرے کی بندرگاہین بھی بہت کم ہین اور ان مین سے بھی تھوڑی ہی ایسی ہین جہان وہ جاکر پناہ یا سامان لے سکین۔

شکریہ نسوان بموقعہ دربار تاجپوشی

دہلی

ان ایام فرحت التیام جشن مبارک تاجپوشی اعلیحضرت ملک معظم شہنشاہ ہند وانگلینڈ جارج پنجم وجناب ملکہ معظمہ میری مین جو جوش وفاداری اور عالمگیر مسرت ایک زمانے مین پھیل رہی ہے اُس مین خاتونان ہند کی خوشی کا عالم نرالا ہے۔ اور وفادار رعایا ہند مین مستورات کو ہر پہلو سے خوشی وشکریہ کا موقعہ دوبالا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ گو سایۂ عاطفت سلطنت برطانیہ مین ہر انسان کیلئے امن وامان جو عہد معدلت مہد کی نعمت اعلی ہے یکسان ہے مگر جو احسانات کہ بیزبان پردہ نشین مستورات ہند پر شروع سلطنت برطانیہ سے ابتک ہوے اور ہورہے ہین انکا خیال آتے ہی ہمارے دلون مین خواہ مخواہ ولولہ صدق وفاداری موجزن ہوتا ہو اور اپنی بہبودی وآزادی۔ مواقع تعلیم و ترقی جو آج ہم مستورات ہند کو حاصل ہین، ایک نگاہ ڈالتے ہی خود بخود دل سے دعا رقیام ودوام سلطنت نکلتی ہو۔ مستورات ہند کی حالت قبل از برٹش یہ تھی کہ یوم پیدائش سے مرتے دم تک طوق غلامی گردن مین تھا۔ در پردہ ہزارہا ظلم سہنا اور آہ نہ کرنا ہمارا حصہ تھا۔ بسا اوقات تو ادھر مادر مہربان نے جنا اور دایہ نے دیکھا کہ لڑکی ہے اُدھر والدہ کے اس لخت جگر کو رسم مذموم دخترکشی کی بدولت وہین سیدھا ملک عدم کو روانہ کر دیا۔ مگر کیا مجال کہ کوئی اُف کر سکے۔ بجائے اسکے کہ کوئی بیچاری مان کے آنسو پونچھتا لوگ اس فعل ظالمانہ وعمل قبیحہ وسفاکانہ کو تعریف سے بیان کرتے تھے اور دل جلاتے ہوے کہتے تھے کہ خوب کیا۔ اور ایک طرح یہ کہنا بھی اُس تاریک زمانے مین بیجا نہ تھا۔ اب بھی اگر مریض کی حالت بہت خراب ہو جاتی ہو تو زیادہ تکلیف سے بچنے کے لئے موت اسکے لئے بمنزلہ رحم قرار دیجاتی ہے۔ پس پیدا ہوتے ہی ناپید کر دینا لڑکیو نپر رحم تھا۔ گو اُسکے خیال تک سے اس زمانے مین جگر پاش پاش ہوتا ہے۔ مگر پیدا کنندۂ جن وانسان خداوند جہان وجہانیان کی کائنات مین ظلم کی بھی ایک حد ہے۔ آہ مظلومان خاص اثر رکھتی ہے جیسا کہ کسی شاعر کا قول ہے۔

ہم غریبون سے جو رکھے گا غبار — او فلک بدلی تری ہو جائے گی

آخرکار وہ دن خدا نے دکھایا کہ زمانے نے رُخ بدلا برٹش راج کی آمد اور مغربی تعلیم و تہذیب کی روشنی سے سحاب غم و الم یک قلم دور ہوکر مطلع صاف ہوا۔ ہم مستورات ہند غریب بےکس و بے بس دل سے دعاء خیر مقدم اس سوراج کی کرنے لگین۔ ہمنے گویا از سر نو زندگی پائی۔ دختر کشی کی رسم موقوف ہوئی انصاف سے دیکھئے تو ہماری جان بھی اسی راج نے بچائی اور ہمارے دیگر حقوق کی محافظت بھی جسکا مختصراً ذکر آیندہ کیا جائیگا اسی راج مین ہوئی۔ پس مردون کی بہ نسبت ہمپر احسانات کا بار دوچند سہ چند بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے

اگر ہر موے من گردد زبانے

ز تو رانم بہر یک داستانے

یہ صول اظہر من الشمس ہو کہ جب جہالت کی تاریکی زمانے سے دور ہوتی ہو تب انسانون کی آنکھون کے آگے سے پردہ اوٹھتا ہے۔ مغربی تعلیم و تہذیب کی بدولت مذہبی آزادی بھی ہند کو نصیب ہوئی۔ عیسائی پادریون نے ساکنان ہند کو اونکے مذہبی عقائد کے نقص دکھلانا شروع کئے اور تعلیم یافتہ فرقے کو جو اپنے اصول مذہبی سے بالکل ناواقف تھے ہندون کی رسوم مذموم سے نفرت دلا کر عیسائی بنانا شروع کیا بہت سے لائق فائق اشخاص ہندون سے نکلکر عیسائی ہو گئے جس سے تمام ملک مین ایک ہل چل مچگئی اور اس قومی نقصان کو محسوس کرکے اہل ہند بے اختیار چلا اُٹھے کہ

مارا بہ کشت یار زانفاس عیسوی

پادری صاحبان کا نسخہ مسیحائی اہل ہند کے مزاج کے موافق ثابت نہوا۔ وجہ یہ تھی کہ موجودہ ابتر حالت کے باوجود بھی اس ملک کے اُن رہنے والون مین جو پہلے آریہ اور اب ہندو کہلاتے ہین صفائی و پاکی عفت و خوش اخلاقی کے اصول بگڑتے بگڑتے بھی روزمرہ کی عملی زندگی مین کافی باقی ہین اور جنکی وجہ سے اس قوم کی ہستی ابتک قایم ہے۔

کچھ بات ہو کہ ہستی مٹتی نہین ہماری   صدیون سے آسمان ہے نامہربان ہمارا

گو اصول مذہب عیسائی دبالخصوص حضرت مسیح کا وہ اُپدیش جو سرمن آن مونٹ کہلاتا ہے بہت کچھ وید کے پاک اصولون سے ملتا جلتا ہے۔ مگر روزمرہ کا طریق رہایش۔ خورد نوش وغیرہ ہمارے عیسائی بھائیون کا ایسا ہے کہ جو مغربی تہذیب ہی کے موزون ہے۔ ہمارے فرمانروایان وقت نے ابتدا مین اس امر پر کافی غور نہین کیا جسکا نتیجہ باہمی غلط فہمی ہوا اور ایام غدر ۱۸۵۷ء مین ہندو و مسلمانون کو جو اوسوقت فوج سرکاری مین ملازم تھے یہ خطرہ ہوگیا کہ اونکا مذہب معرض خطر مین ہے

جس کا فائدہ شریر النفس انسانون نے اٹھا کر ایک بلائے عظیم اس ملک پر نازل کر دی مگر یہ بدنما دھبہ کل ہندوستان پر نہین لگا بنگال و پنجاب برابر وفادار رہے بمبئی و مدراس تک اسکی ہوا تک نہ پہونچی - دہلی و لکھنو جو مسلمانی عملداری کے مرکز تھے وہان یہ دیا زور شور سے آئی اور ہزارون شریف خاندانون کو تباہ کر گئی - لیکن سلیم الطبع و صحیح العقل اہل ہند - ہندو و مسلمانون نے گورنمنٹ کا ساتھ دیا اور اپنی وفاداری اور جانثاری پر ثابت قدمی کا کافی ثبوت دیکر امن و امان قایم کیا - اس مصیبت کے بعد ہی عنان سلطنت ہماری مادر مہربان خلد آشیان حضور ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند نے اپنے ہاتھ مین لی ہر شخص کو مذہبی آزادی پوری پوری دی - انگریز و ہندوستانیون کے حقوق ہم پلہ کئے - ترازوے عدل نصب ہوئی اور پھر خزان کے بعد بہار آئی - اس مصیبت کے زمانہ مین بزرگ مستورات سے جو ابھی زندہ ہین سنا گیا ہے کہ ہم عورتون کے لئے خاص مشکل کا سامنا تھا - عزت کے خیال سے خود بہت سی عورتون نے جانین دیدین اور بہتون کو اونکے اقارب نے اپنی آبرو کے خیال سے تہ تیغ کیا - پھر ان بیکسون کی فریاد بارگاہ الٰہی مین مقبول ہوئی اور ملکہ انگلستان نے شفقت مادری سے ان کے دکھون کو دور کیا - زمانہ وحشت کافور ہوا جملہ ساکنان ہند نے سر اطاعت خم کیا - سب نے یکقلم ہتیار رڈالدیئے اور سب نے جانین اپنی مادر مہربان ملکہ انگلستان و ہند پر قربان کرنیکو تیار ہو گئے اور اس روز سے آجتک ہر موقعہ پر باوفا و سچے خیرخواہ ثابت ہوے ہین - جیسا آرام کہ اس عملداری مین اہل ہند نے پایا ہے شاید ہزارہا برس کے بعد اون کو نصیب ہوا ہو -

پادریون سے مذہبی بحث و مباحثہ کی کشمکش کا ایک عمدہ نتیجہ پیدا ہوا کہ اہل ہند کی توجہ اپنے مذہبی کے اصلی اصولون کی طرف مبذول ہوئی اور اونکو معلوم ہوا کہ بہت سے برے رسم و رواج جو رایج تھے وہ خلاف احکام وید پاک تھے - مثلاً رسم ستی ایک خوفناک رواج تھا یعنی شوہر کے مرنے کے بعد بیوی کا زندہ اوسکے ساتھ جلنا زینۂ بہشت قرار دیا گیا تھا - اور سوا اوقات جو عورتین کہ اسقدر دلیر نہ تھین کہ زندہ در گور ہین بلکہ زندہ فی النار ہون اونپر زبردستی کیجاتی تھی جسکی ایک خوفناک مثال غدر سے کچھ پہلے لاہور مین واقع ہوئی تھی جسکو لوگ ابتک کانپتے ہوے بیان کرتے ہین - واقعی تعصب مذہبی وہ بلا ہے کہ عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے - مگر ایسے دردناک نظارون نے آخرکار ایک بندہ خدا کا دل ہلا دیا جو دولت علم و عقل سے مالامال تھا - جو رحم دل انسان دوست - خدا پرست ماہر ہر علم و ہر زبان تھا اور جس کا نام نامی و اسم گرامی

رام موہن رائے تھا۔ اور جو اور کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھتا تھا۔ اس مقبول خدا کو جلتی ہوئی عورتوں کو دیکھکر بہت دُکھ ہوا۔ "صدمہ ہوا درد سے کہا ہائے" اُس نے اس رسم کے خلاف اپنی آواز نہایت بلند کی اور اُسکی زبردست اپیل نے حکام وقت پر اثر کیا اور رسم ستی جو خلاف احکام وید مقدس تھی موقوف ہوئی۔ پس اس مبارک راج نے نہ صرف رسم دختر کشی کو مسدود کر کے پیدا ہوتے ہی ہماری جان بچائی بلکہ جلتی آگ مین قربان ہونے سے بھی ہمکو بچایا۔

راجہ رام موہن رائے صاحب بانی برہمو سماج تھے۔ اور وید مقدس کو قدیم الہام الٰہی مانتے تھے۔ اس بزرگ نے چاہا تھا کہ وید پاک کے سایۂ تلے جملہ بنی نوع انسان کو نے آئے اُسنے وحدانیت کا جھنڈا کھڑا کر کے جملہ اقوام کو دعوت دی کہ آؤ آب حیات پیو۔ اور اسبات کو مانو کہ خدا ہمارا باپ ہے ہم سب آپس مین بھائی ہین

بنی آدم اعضاء یکدیگر اند
کہ در آفرینش زیک جوہر اند

لیکن جس ملک کا میوہ پھوٹ ہو وہان خود رائی کی وجہ سے براہمو سماج مین بھی نااتفاقی نے مُنھ دکھایا اور اس سماج نے بھی وید پاک کے اس اصول کو کہ

سب متفق الرائے متفق الزبان متفق الدل ہو کر بزرگون کی تعلیم کرو اور حسد و رشک کو خیرباد کہو،،

دل سے بھلا دیا۔ چونکہ براہمو سماج کے پیرو مغربی تہذیب و تعلیم سے زیادہ مانوس تھے اسلئے اس سماج پر مغربی رنگ زیادہ چڑھ گیا۔ مگر جہانتک مستورات کی آزادی و تعلیم و تربیت کا تعلق ہے وہانتک تسلیم کرنا پڑیگا کہ براہمو سماج نے اس پر سب سے زیادہ توجہ کی ہے اور گورنمنٹ کے احسانات کے بعد براہمو سماج کا احسان تعلیم و تہذیب نسوان مین سب سے زیادہ ہے۔ اس برٹش راج کے امن کے زمانے مین دیگر بزرگ بھی مثل الیشور چندر ودیا ساگر ہمدرد خاتونان ہند پیدا ہوے جنھون نے بیوگی کی سخت مصیبت کو محسوس کر کے میرج آف ہند و وِڈو ایکٹ یعنی ایکٹ شادی بیوگان پاس کرایا گو زمانے مین کچھ کچھ روشنی نمودار ہو رہی تھی مگر ابھی تک تاریکی اس بلا کی چھائی تھی کہ جسکو محض مشعل علم و عقل انسانی سے دور کرنا محال تھا ملک ہند ہنوز نیمجان و ساکنان ہند حیران و پریشان تھے اور کسی بڑی زبردست روشنی کی جو مثل آفتاب عالمتاب کے ہو منتظر نظر آتے تھے کہ دیکھتے دیکھتے یکایک اس روشنی کا ظہور راسمر تیہ ایک زبردست سنیاسی کے ذریعہ سے ہوا جس مین تپ کامل تھا ۴۸ برس برہمچریہ پالن کر کے جس نے ویدون کو پڑھا تھا جنے بلند آواز سے پکار کر کہ وید

الہام ہی وہ سورج ہے کہ جو نہ فقط ہند بلکہ تمام دنیا کے اندھیرے کو مٹائے گا اور یہ وعظ کرتا تھا کہ

بعد از ین نور بہ آفاق دہم از دل خویش
کہ بہ خورشید رسیدیم و غبار آخر شد

مگر اس روشنی کی برداشت تاریکی کے عادی شخصوں کی آنکھ نہ کر سکی۔ ہر طرف سے اندھیرے کی طاقتین اس طلوع آفتاب کے فی الفور غروب کرنیکی کوشان ہوئین۔ ہر مذہب و ملت کے شخص بحث و مباحثہ کے لئے اس بے نظیر فقیر کے سامنے آئے مگر تاب مقابلہ نہ لا سکے۔ بہت سے ملحد وغیرہ خدا پرست ہو گئے۔ پھر اس سنیاسی کا چرچا پھیلا۔ ۱۸۷۵ء مین اول اول سمندر کے کنارے شہر بمبئی کے پونیس کورٹ کے زیر سایہ پہلا آریہ سماج قایم کر کے ویدک پرچار کی بنیاد ڈالی۔ آریہ سماج آج قریب قریب کل ہندوستان بلکہ سات سمندر پار افریقہ سے رنگون تک جا بجا پھیلی ہے اور اپنا اچھا اثر دکھا رہا ہے۔ غرضکہ اس رشی یا مہرشی نے ویدک دھرم کا دروازہ بنی نوع انسان کے لئے کھولکر یہ فرمایا کہ

ہر کہ خواہد گو بیا و ہر کہ خواہد گو برو
گیر و دار و حاجب و دربان درین درگاہ نیست

مستورات ہند پر گورنمنٹ و برہمو سماج کے بعد بہت زیادہ احسان اس بزرگ کا ہے اسلیئے کہ گو ابتدا مین ویدک دھرم کی بہت مخالفت ہوئی مگر انجام کار اسکی خوبی لوگون کے دلون کو اپنی طرف کھینچنے لگی۔ اس بزرگ نے ہندوستان مین ترقی کی روح پھونک دی۔ اور ہند و عموماً اور آریہ سماج خصوصاً تعلیم نسوان کے دلدادہ بن گئے۔ مہاودیالہ جالندھر و بڑودہ دونوں اس وقت اچھا کام کر رہے ہین۔ بچپن کی شادی روز بروز آریہ سماج کی سرتوڑ کوششون سے دور ہوتی جاتی ہے اور آریہ سماجی بھائی حقوق مرد و زن کو برابر مانتے ہین۔ ایک سے زیادہ شادی کے مخالف ہین۔ غرضکہ ہند کو اسی مبارک برٹش سلطنت کے عہد معدلت مہد کو کئی دکٹوریہ قیصر ہند مین پھر ویدک ملے۔ گویا کھویا ہوا مال ہاتھ آیا۔

ہماری گورنمنٹ کی کوشش ہماری بہبودی مین برابر صرف ہو رہی ہے۔ لیڈی ڈفرن صاحبہ نے ڈفرن اسپتال بنا کر پردہ نشین خاتونان ہند کے دکھون کو دور کیا اور ان بیزبان مریضون کو شفا بخشی (جزاک اللہ خیرا) اور اسی قسم کی توجہ ہمارے اوپر لیڈی ڈفرن کے بعد بھی لیڈی الگن و لیڈی کرزن و لیڈی منٹو صاحبہ فرماتی رہین۔ حتی کہ جب ہماری

ہماری موجودہ ملکہ اپنے شوہر نامدار کی ولیعہدی کے زمانہ مین لاہور مین رونق افروز ہوئین توانکے قدوم میمنت لزوم کی یادگار مین وکٹوریہ مے گرل اسکول قایم ہوا جس سے بہت بڑا تعلیمی فائدہ شریف پردہ نشین لڑکیون کو پہونچ رہا ہے۔ غرض اسیطرح ہر جگہ تعلیم نسوان کے لئے اسکول اور کالج کھلنے لگے۔ مسلمان بہنون کے لئے بھی علی گڈھ مین انارمل اسکول قایم ہوا ہے اور لیڈران قوم کی پوری کوشش ہے کہ مستورات زیور علم وادب سے محروم نہ رہین۔ قانونی رعایت بھی ہماری سدھار مین برابر جاری رہی۔ ایکٹ عمر رضامندی پاس ہونیسے بہت سی لڑکیون کی جان بچگئی جو صغر سنی کی شادی بدولت جاتی تھی۔ گو یہ لکھتے شرم آتی ہے کہ اس ایکٹ کے خلاف بھی اسیطرح کہ آج آنریبل مسٹر بسو کے بل کے خلاف شور برپا ہے بہت نادانی سے شور مچایا گیا تھا۔ اگر خاتونان ہند سے آنریبل مسٹر بسو کے بل کی نسبت رائے لیجائے تو سب یکزبان ہو کر اسکی تائید کرین گی۔ میرے خیال ناقص مین اس بل کی ناحق مخالفت غلط فہمی سے کیجاتی ہے آنریبل مسٹر بسو فقط یہ چاہتے ہین کہ جن بزرگون بھائیون سے وقت شادی کے یہ اقرار لیا جاتا ہے کہ ہم ہندو ہین نہ لیا جائے۔ کیونکہ یہ بیجا ہے اسواسطے کہ بلحاظ قومیت برہمو بھی ہندو ہین۔ غرضکہ جو جو احسانات گورنمنٹ نے مستورات ہند پر کئے ہین یا جو فوائد انکو اس راج کی برکت سے حاصل ہوئے ہین انکی تعریف غیر ممکن ہے اور اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ خاموشی از ثنا ئے تو حد ثنا ئے تست۔

اب اس دربار دربار کے موقعہ پر ملک ہند کو اپنے ملک معظم شہنشاہ ہند و ملکہ معظمہ سے بہت سی امیدین ہین۔ اسلئے ہمکو بھی اپنی بہبودی کی امید واثق ہے اور ہمارے ہندو مسلمان بھائی بھی اس موقعہ خوشی پر فیاضی سے کام لے رہے ہین اس لئے اس نایاب موقعہ پر ہمارا دونون کے سامنے دست التجا دراز کرنا نامناسب نہوگا شاہنشاہ و ملکہ معظمہ کو آپنے ہمارے بہت سے دکھ دور کئے ہین اور ہماری جان بخشی تک کی ہے مگر پھر بھی ہماری حالت ابھی تک بتر ہے جو توجہ کی محتاج ہے۔ ابھی تک لڑکیون کو مندرون مین چڑھانے کی معیوب رسم جاری ہے جو سخت شرمناک ہے۔ بردہ فروشی کو کلا بند کر دی گئی ہے مگر بیرحم والدین افلاس کی وجہ خواہ طمع کے سبب سے لڑکیون کو فروخت کرتے ہین اور روپیہ لیکر ساٹھ برس کے بڈھے کے ہاتھ ننھی سی معصوم لڑکی کو شادی کے بہانے بیچدیتے ہین ادھر ہندو دھرم شاستر ایسا سخت ہے کہ اگر ہیجان شخص سے بھی ایکمرتبہ شادی ہو جاوے

تو وہ زندگی مین کیا بلکہ اُسکے مرنے پر بھی نہین ٹوٹ سکتی ہے مسلمانون مین کثرت ازدواج کی رسم سے جو تکلیفین بیچاری بیزبان عورتون کو سہنا پڑتی ہے اُنکا حال انھین کو خوب معلوم ہے یہ سب درد دکھ بہت جلد دور کرنا مناسب ہے۔ اور اس جشن شاہی کی یادگار مین اگر بیوگان کے لئے کوئی بڑا آشرم کھولا جائے تو یہ مصیبت زدہ ناکردہ گناہ اپنی زندگی کے دن اس راج کو دعا دیتی ہوئین بسر کرین۔ انکی مصیبت پر مشہور شاعر حالی نے بھی آنسو بہائے ہین اور سعدی صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ

چراغ کہ بیوہ زنے بر فروخت
بسے دیدہ باشی کہ شہرے بسوخت

انکی جانکاہ آہین ہند پر مصیبت نازل کر رہی ہین۔ ان کے غم و ستم کا علاج شہنشاہ وقت پر فرض ہے۔ اب تھوڑا سا اپنے دیسی بھائیون کی فیاضی کا بھی امتحان ہے جنکے ہاتھ مین اگر وہ ویسے چاہین تو ہمارا پورا علاج ہے۔ تمام ہندی بھائی ذرا انصاف کرین کہ مستورات ہند سے بڑھکر وفاداری کا ثبوت دنیا کے پردے پر کسی اور ملک کی عورتون نے بھی دیا ہے آپ کے مرنے کے ساتھ ہی جلتی آگ مین جلکر آپ پر جان قربان کر کے دکھا دی۔ شادی سے مرتے دم تک مثل غلام بیدام کے ہر وقت آپ کی راحت مین کوشان رہین آپ کی طاعت و خدمت کے لئے حلقہ بگوش ہین بلکہ حلقہ بہ بینی تک بننا روا رکھا۔ اسکے عوض آپنے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہی جو غلامون کے ساتھ ہوتا ہے۔ چار دیواری مین قید۔ قابل اعتبار نہین۔ غلامون کو تو شاید پھر بھی آزادی ہوگی۔ مگر ہماری ساری عمر بجز بچپن کے ایک عجیب غلامی ہے جسکو آپ محسوس نہین کرتے۔ ابھی لڑکپن ختم بھی نہونے پایا تھا کہ شادی کا سلسلہ شروع ہوگیا بس شادی ہوتے ہی سر اُٹھانے کی جگہ باقی نہ رہی خاوند تک کو کسی کے سامنے منھ دکھانا سخت گناہ۔ جہان بیٹھا نقش حیرت بنکے رہجانا۔ بولنے تک کا حکم نہین۔ صورت دیکھنا کیا معنی اگر کسی نے ہماری آواز سن لی تو غضب ہوگیا۔ غرضکہ آپ ہماری مصیبتون کو ہم سے زیادہ جانتے ہین۔ شادی ہوتے ہی ہمارے دل سے یہی نکلتا ہے کہ ؎

ہمین تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

مگر آپ وید کو جسکو کہ آپ قدیم الہام الٰہی مانتے ہین کھولکر دیکھئے کہ وہ کیا کہتا ہے۔ وہ مرد و عورت کو برابری و ہمسری کا حق دیتا ہے۔ عورت کو اردھانگی کے نام سے پکارتا ہے مہذب

ملکون مین اُن کو بیٹر ہاف یعنی عمدہ نصف جسم مانا ہے۔یہان کہ مستورات کی بدولت ہر گھر نمونہ جنت بنا ہوا ہے ۔ آپ بھی دید پر چلیے جس کا پھل آپکی آیندہ نسلون کو بلاشبہہ پہونچیگا ورنہ آپ بھی ہمارے ساتھ ہی تحت الثریٰ کو پہونچین گے ۔ آپ کمربستہ ہوکر خود بخود شادی صغرسنی ۔ رسم دخترفروشی ۔ بردہ فروشی وکثرت ازدواج وغیرہ ذمذموم رسم فرزند فروشی سب بکلیم موقوف کیجئے اپنی دھرم پتنی کو اپنا نصف جسم سمجھکر اوس سے وہی سلوک کیجئے کہ جو راحت افزا ہو نہ کہ جانکاہ ۔ دیکھئے وید مین لکھا ہے کہ آریہ پرشون کا کوئی جگ بغیر دھرم پتنی کے پورا نہین ہوسکتا ہے اور مثال کے طور پر دیکھ لو کہ رسم تاجپوشی جسکا نام سنسکرت مین ابھیشیک ہے اور جو بڑا بھاری جگ ہے ہمارے آرین نسل کے ہوش شہنشاہ جارج پنجم اسکو اپنی دھرم پتنی ملکہ معظمہ میری کے ساتھ ادا کرین گے ۔جس طرح کہ سری راجہ رام چندر جی نے سری سیتا جی کیساتھ ادا کی تھی جس کی دید ار اب محض رامائن کی تصویرون مین ہوتے ہین کوئی ہندو راجہ اب اس رسم کو اپنے دھرم پتنی کے ساتھ ادا نہین کرتا اور اسکو اپنا شریک نہین بناتا ہے ۔مگر آرین کی مغربی شاخ مین یہ رسم قدیم بدستور قایم ہے ۔

اے برادران ہند اس مبارک موقعہ دربار تاجپوشی کو غنیمت سمجھو جو کہ صدہا برس بعد آپ کو پھر اندرپرست یعنی دہلی مین اس تزک وشان سے دیکھنا نصیب ہوا ہے جبکہ رعایا ہند کی آنکھین اپنے فرمان روایان وقت کے دیدار سے منور ہین اس موقعہ پر وفاداری برٹش سلطنت کا پورا پورا ثبوت دو ۔ اور ہمارے حقوق ہمکو فیاضانہ بلا مانگے عطا کرو خداوندکریم سے اب ہماری یہ دعا ہے کہ جشن شاہنشاہی دہلی بہمہ وجوہ سب کو مبارک ہو اور ہمارے ملک معظم و ملکہ معظمہ کا اقبال دن دونا ورات چوگنا بڑھے اور سب مستورات ہند کی بارگاہ الٰہی مین ہمارے فرمان روایان کے لئے یہ دعا قبول ہو ۔

الٰہی تخت تو بیدار بادا ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دایم شگفتہ بچشم دشمنانت خار بادا

مسیز روشن لال ۔

تاج

تاج عربی لفظ ہو اور فارسی و اردو مین بھی مستعمل ہے۔ اسکو اکلیل بھی کہتے ہین اور اسکی فارسی دیہیم[1] و افسر ہو اور بزبان انگریزی اسکا نام کرون ہو اور یہ شاہی ٹوپی ہی معمولی ٹوپی نہین ہے گویا یہ ایک ایسی علامت ہے کہ جس کے سر پر ہوتی ہے وہ دوسرون سے ممتاز سمجھا جاتا ہے اور اسکا رواج دنیا کی کل سلطنتون مین مدت دراز سے پایا جاتا ہے۔ دنیا سے قطع نظر اہل بہشت کے سرون پر تاج کا ہونا احادیث مین بیان کیا گیا ہے چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداے تعالیٰ شہید کے سر پر تاج بزرگی کا یاقوت سرخ سے رکھتا ہے۔ مختصر الاول علامہ غریغوریس ابو الفرج ابن ہارون الطبیب الملطی المعروف بہ ابن العبری مین ہے کہ نمرود ابن کوش قات اول بادشاہ ہے جسنے بابل مین سلطنت کی بنیاد ڈالی اور اُسنے آسمان پر تاج کی شکل دیکھکر اوس سے اخذ کرکے تاج بنایا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اوس کا تاج آسمان سے اترا تھا۔ نمرود حضرت ابراہیم کے نگرداد اروع ابن فالغ کے زمانہ مین تھا۔

جلال الدین میرزا شاہزادۂ ایران نے اپنی تاریخ موسومہ نامۂ خسروان مین لکھا ہے کہ ہوشنگ نے سب سے پہلے تاج کو سر پر رکھا اور تخت پر بیٹھا۔ وبقول بعض مورخین ملوک سریانیین کے سب سے پہلے بادشاہ سوسان نے سب سے پہلے تاج زیب سر کیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ جس نے تاج زرین کو سب سے پہلے مرصع کرکے سر پر رکھا وہ تمیر سیر شاہ مین کا تھا اور بعد حمیر کے جتنے بادشاہ ہوے اوننون نے یہ طریقہ رکھا کہ اپنے تاج مین کوڑی لگاتے تھے اور ہر سال کوڑی بڑھا جاتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اتنے سال اسکی تخت نشینی کو ہو گئے ہین اور اون کوڑیون کو خیرات الملک کہتے تھے۔

---

[1] بروزن تعظیم تاجیکہ مخصوص پادشاہان است و بمعنی تخت و چار بالش و چتر ہم گفتہ اند و کلاہ مرصع را نیز گویند برہان قاطع۔

نظامی گنجوی نے سکندرنامہ مین لکھا ہے "کلاہ از کیومرث آفاق گیر" یعنی تاج کو اولاً کیومرث نے بنایا تھا لیکن کتاب طالع المقدور فی مطالع الدہور مین ہے کہ نمرود نے جس کا نام طہاسفان تھا سب سے پہلے تاج کو پہنا۔ بعض مورخین لکھتے ہین کہ سب سے پہلے حضرت انوش نے بادشاہی کے لیے ایک ممتاز ٹوپی (تاج) ایجاد کی۔

اگلی تصاویر کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان مین جسوقت پورا لباس پہنے کا رواج شروع نہوا تھا اوسوقت بھی سر پر تاج کا نشان موجود تھا یعنی جو گروہ محض وحشیانہ زندگی بسر کرتا تھا اوسکے تمام افراد کسی درخت کی پتی لوچدار شاخ کا حلقہ بناکر سر مین پہن لیتے تھے اور اوسکے گرد قدرتی پھول بھی لگا لیتے تھے اور جس شخص کے حلقہ کی شاخ مین پتیان اور پھول شامل ہوتے تھے وہ اوس قوم کا سردار مثل بادشاہ کے سمجھا جاتا تھا۔ دنیا کے سب تاجون کی اصل کسی درخت ہی سے پائی جاتی ہے جو زمانہ کی ترقی کے ساتھ دوسری صورتون مین تبدیل ہوتے گئے۔

شروع مین تاج بہادری۔ اخلاقی۔ گاوزوری۔ ڈاکہ زنی اور شہسواری وغیرہ طریقون سے حاصل ہوتا تھا اور جس شخص کو کسی گروہ پر تفوق حاصل ہوتا تھا وہ اپنے لباس مین کوئی امتیازی نشان ضرور قائم کرلیتا تھا[1] چنانچہ یونانیون مین یہ دستور تھا کہ جو لوگ کوئی بڑا معرکہ مار کر آتے تھے وہ کھجور کی شاخ اپنے سر پر لگاتے تھے پھر اس تاج کی حالت مین تبدیلی شروع ہوئی یعنی پہلے جو تاج درختون کے پتون سے بنتا تھا وہ مصنوعی بیل بوٹون سے بنایا جانے لگا بعدہ جب زمانہ ترقی پذیر ہوا تو لوہے یا اور کسی چیز کا پہنا حلقہ بناکر مصنوعی پھول بوٹے بنانے لگے پھر وہ سونے اور جواہرات سے بننے لگے جسکی صورت قریباً یہی شاہی زمان بعد اسمین جسقدر قومی امتیاز شامل ہوتے اُنکا پس انداز جسقدر سلطنتین زیادہ ہوتی گئین تاج مین اور بھی ترقیان ہوتی گئین اور مختلف صورتون کے تاج بننے لگے۔

یونان کے زمانہ عروج مین جو تاج باوقعت تھا وہ صرف ایک حلقہ تھا جو زمانہ کی ترقی کے ساتھ

---

[1] انگلستان مین آج بھی بادشاہ کے علاوہ دوسرے پرنس اور ڈیوک اور انکی بیگمات تک بھی چھوٹے چھوٹے تاج پہنے ہین۔ اکثر بادشاہون کے وزرا اور انکی بیگمون نے بھی تاج پہنا ہے۔ چنانچہ رستم ارمنی جو یزدجرد بن شہریار کا جنگی وزیر تھا تاج پہنتا تھا جو بعہد حضرت عمر بن الخطاب سنہ ۱۴ھ مین سعد بن ابی وقاص کے مقابلہ سے عین وقت جنگ بھاگ کر نہر عتیق مین گر پڑا تھا اور ہلال بن علقمہ نے نہر مین گھسکر اور اسکو باہر نکالکر قتل کیا تھا۔ اسکے تاج کی قیمت ایک لاکھ دینار بیان کی گئی ہے۔ زلیخا عاشق حضرت یوسف کا تاج ایک ملک کے خراج کی قیمت کا تھا۔ زلیخا کے شوہر کا نام قطفیر تھا۔ اہل عرب عزیز کہتے ہین۔ یہ ریان بن الولید والی مصر کا جسکو قبط نہراوش کہتے ہین وزیر تھا۔

جو تکلف ہوتا گیا مگر درخت کی ایک مصنوعی شاخ معلوم ہوتا تھا۔ اس تاج پر اُن لوگون کو استحقاق حاصل ہوتا تھا جو گھوڑون اور جسمانی ورزشون مین نمایان فتح حاصل کرتے تھے۔

سکندر اعظم کا تاج صرف ایک سادہ پٹی سونے کی تھی جسمین بعد فتح ایران مینڈھے کے دو سینگ بھی شامل کردیے گئے تھے۔

عرب مین بزمانۂ جاہلیت (قبل ظہور اسلام) بادشاہان عرب تاج پہنتے تھے لیکن جب اسلام نے عربون مین حکومت کی بنیاد ڈالی تو اوسکے ابتدائی فرمانرواؤن مین تاج کا استعمال نہین ہوا اور اہل اسلام مین کسی تاج کا ذکر نہین۔ آنحضرت اور صحابہ کے عہد مین تاج مطلقاً نہ تھا مگر بعد ازان فتہ رفتہ اسلام مین بھی تاج تیار ہوے۔

خلفاے بنی اُمیہ و بنی عباس خاصکر دربارون کے موقع پر تاج کے قبون پر بیٹھے تھے اور کندھے پر آن حضرت کی رداے مبارک اور سر پر عمامہ اور ہاتھ مین چھڑی ہوتی تھی اور عمامہ ہی بجاے تاج کے سمجھا جاتا تھا مگر جب عرب کی سلطنت ترکون مین آئی تو اونکے عمامے بتدریج تاج کی صورت ہوتے گئے۔ ترک قبل از اسلام خود پہنتے تھے اور اونکا شاہی خود ایک منقش پٹی تھا جسپر کلغی لگی ہوتی تھی۔ جب عربون کی سلطنت ترکون کے تصرف مین آئی اور بجدہ ترکی حکمران اپنا قدیمی مذہب ترک کرکے مسلمان ہوتے گئے تو اونھون نے اپنی قدیمی وضع مین بھی ترمیم کی اور خود کے اوپر عمامہ باندھنا اختیار کیا۔ سلاطین عثمانیہ کی تاجپوشی ہر بادشاہ جامع ایوب انصاری مین ضرور آتا ہے جو استنبول کی قدیم فصیل کے باہر ہے۔ قسطنطنیہ کے شاہی خزانے مین سلطان محمد ثانی سے لیکر اسوقت تک کے کل تاج موجود ہین۔ جو نہایت عمدہ اور بیش قیمت جواہرات سے مزین ہین ایک تاج محمد خامس حال سلطان ٹرکی کو یلدز کے خزانہ سے ملا تھا اسکو اونھون نے ۱۹۰۹ء مین فروخت کر ڈالا اسکی قیمت ۵۰ ہزار پونڈ تھی خاندان سلجوقی نے جو ترکون کی ایک شاخ ہے اپنا تاج اسطرح بنایا تھا کہ خود مین جواہرات کے پھول لگاتے تھے اور اوسکے اوپر عمامہ باندھکر اسمین موتیونکی چند لڑیان لگادی تھین۔ بایزید یلدرم نے جب سلطان کا لقب اختیار کیا تو پہلے سلجوقی تاج کو اپنے خاندان مین جاری کیا تھا۔ یہ تاج اب استعمال نہین کیا جاتا مگر موجود ہے۔

ترکی خاندان مین ایک خاندان چغتائیہ تھا جسنے ہندوستان مین حکومت کرلی تھی اور جو مغلیہ کے نام سے ابتک مشہور ہے۔ جب اس خاندان مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہوا تو اُسنے اپنے تاج کی نئی صورت کردی یعنی زمانہ سابق مین مہاراجگان ہندوستان کھڑکی دار پگڑی پر ایک سرپیچ
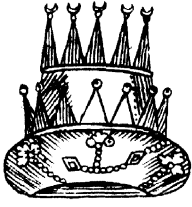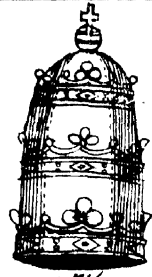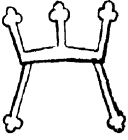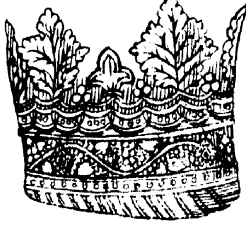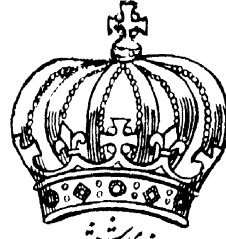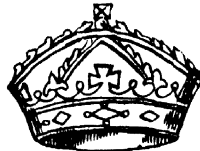
دنیا کے مشہور تاج

جسپر ترنج بنے ہوتے تھے بطور تاج کے استعمال کرتے تھے - اکبر نے اس طرز کو تھوڑی ترمیم کے ساتھ جاری کیا اور شاہان مغلیہ ہندوستان کا تاج راجپوتون کے عمامہ سے زیادہ مشابہت رکھتا تھا بلکہ اسی قسم کا تیار کیا گیا تھا - حتی کہ اورنگ زیب لیسے متشرع بادشاہ نے بھی اسی کو استعمال کیا شاہان مغلیہ مین شاہی زرین پگڑی کی یہ صورت تھی کہ اسکے اوپر ایک پٹی مرصع بجواہر جسکے دونون سرے گول یا مثلث ہوتے تھے اور جو گوشوارہ کہلاتی تھی لپیٹ دیجاتی تھی - (اب بھی ممالک آگرہ اودہ مین نوشاہ یعنی دولھا کی پگڑی مین گوشوارہ باندھنے کا رواج ہے) پگڑی کے ایک حلقہ مین آگے کی طرف جیفہ یعنی کلغی لگا دیجاتی تھی اور بادلہ کا طرہ لگا ہوتا تھا - شاہجہان کے سرپیچ مین اول درجے کے لعل آویزان تھے جسکو جلوس کی سالگرہ پر بادشاہ سر دستار پر لگاتے تھے - اس سرپیچ کی قیمت بارہ لاکھ روپیہ تھی - نومبر ۱۶۳۳ء کو ایک اور موتی قیمتی چالیس ہزار روپیہ کا سرپیچ مین ایزاد کیا گیا تھا -

شاہان بہمنہ دکن کا تاج سونے کا تھا اور یاقوت الماس اور مروارید مرصع تھا - اس کی قیمت چار لاکھ ہون یا ۱۴ لاکھ روپیہ تھی - احمد شاہ ثانی اپنی عہد حکومت مین اس تاج کے جواہرات کو بیچکر اسلیے خرچ مین لایا تھا کہ امیر برید نے جو وزیر اور محیط دائرہ سلطنت تھا بادشاہ کیلیے اخراجات مقرر کیے تھے اور وہ شاہی اخراجات کے مکتفی نہ تھے -

صوبہ اودہ کے صوبہ دار نواب غازی الدین حیدر خان کو جب آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی سے سنہ ۱۸۱۹ء مین لقب شاہی (شاہ زمن) عطا فرمایا تو انکے لیے ایک نئی وضع کا تاج شاہی بنایا گیا اس سے پیشتر جلال الدین محمد اکبر والی مندیل استعمال کی جاتی تھی -

قدیم ہندوستان مین بھی تاج کا رواج تھا چنانچہ سری امیندر جی کریٹ مکٹ پہنتے تھے -

آیشیا کی سلطنتون مین شاہنشاہ ایران کا تاج سب سے زیادہ قیمتی ہے - مصر اور بابل کیطرح ایران کا تاج بھی بہت قدیم ہے - اسکی قیمت پچاس کروڑ کہی جاتی ہے یہ پھولون کی گلدستے کی صورت کا بنا ہوا ہے اور اسکے مرکز مین ایک ناتراشیدہ بیش قیمت ہیرا مرغی کے انڈے کے برابر لگا ہوا ہے -

یہ تاج کیانی خزانہ سلطنت مین رکھا ہوا ہے - فردوسیؒ نے اسی کی نسبت فرمایا ہے ؎

عرب را بجائے رسید است کار ؛ کہ تاج کیان را کنند آرزو ؛ تفو بر تو اے چرخ گردان تفو -

مظفر الدین شاہ کجکلاہ مرحوم پہلے ٹوپی پر شیر و خورشید کا نشان پہنتے تھے پھر ہیرے کا نشان پہننے لگے اور کلاہ شاہی کے سامنے نور لوریا نامی ایک بیش قیمت ہیرا لگا ہوا تھا جسکی قیمت سوا کروڑ ہے روما کا تاج شاہی پیتل کا ہے لیکن اسکی خوبی یہ ہے کہ اسمین ۲۲۰ ایسی توپون سے دھاتین لیکر لگائی

گئی ہین جو میدان جنگ پلوناس ۱۸۷۷ء مین ترکی فوجون کے قبضے مین آئین۔ اسکے لوہے سے یہ تاج بنایا گیا ہے۔

روما کے زمانہ عروج مین بھی تاج کی وہی شکل قائم رہی جو درخت کی مصنوعی شاخ سے بنائی گئی تھی گو بعد کو اوسمین ظاہری شان وشوکت بڑھتی گئی۔

قسطنطین کے زمانہ مین تاج پر تکلف ہوکر مرصع ہوا اور ایک اونچی ٹوپی کو جوڑی پٹی کے حلقہ مین لیکر سنہری نصف محراب کی شکل بنایا گیا اور محراب پر ایک کرہ قائم ہوا۔ شاہ جسٹی مین نے اوس کرہ پر صلیب بنوائی۔ یہ وضع ایسی مرغوب ہوئی کہ یورپ کی تمام عیسائی سلطنتون نے اس کی تقلید کی۔

پوپ کو چونکہ دنیا۔ آخرت اور مذہب تینون اختیارات حاصل ہین اسلیے اُسنے اپنے تاج کو ان تینون اختیارات کا نمونہ ثابت کرنے کے لیے تین درجے کا اوپر نیچے بنایا ہے پیوس دہم پوپ روم نے ۱۹۰۵ء مین ایک مرصع تاج فلارنس کے جوہریون سے اسلیے تیار کرایا تھا کہ وہ حضرت مریم کے سرِ اقدس پر رکھا جاے اس کے جواہرات کی قیمت پندرہ لاکھ پاونڈ بیان کی گئی ہے پوپ کے خزانے مین دو تاج اور بھی ہین جن کی قیمت چار لاکھ پاونڈ ہے۔ اسمین سے ایک تاج مین جسکو نپولین نے پوپ پیوس ہفتم کو ہدیتہً دیا تھا ایک بہت بڑا زمرد لگا ہوا ہے جسکے برابر دنیا مین کوئی زمرد نہین ہے۔ دوسرا تاج ہسپانیہ کی ملکہ ایزابلہ نے پیوس نہم کو نذر کیا تھا اسکی قیمت دو لاکھ پاونڈ اور وزن دو پاونڈ ہے۔ یورپ مین سب سے پرانی وضع اور قدیم زمانہ کا تاج شاہ اٹلی کے پاس ہے جو شاہ لیمبرٹ کے تاج کے ہمشکل بنایا گیا ہے اور شاہ لیمبرٹ کے آہنی تاج کا تقدس مورخین انگریزی یہ بیان کرتے ہین کہ اسکا حلقہ اُن میخون کا بنا ہوا ہے جو حضرت مسیح کے صلیب مین لگی تھین اسی لوہے کی پٹی نما حلقہ کے اوپر سونے کا ہشت پہل اوٹھا دیکر اسکو ختم کیا ہے۔

سلطنت بلجیم مین یہ دستور ہے کہ بادشاہ کے سر پر تاج ہی نہین ہوتا اور نہ وہ کبھی تاج پہنتا ہے۔ تخت نشینی کے وقت کوئی جلسہ بھی نہین ہوتا۔ صرف بادشاہ کو قانون ملک کے بموجب رعایا پر حکومت کرنے کی قسم کھانی پڑتی ہے۔

شاہنشاہ روس اور اسکے بیگم کے تاجون کی قیمت ساڑھے چار کرور روپیہ ہے۔ شاہنشاہ روس کے تاج مین سب سے بڑا یاقوت لگا ہوا ہے جو ملک چین سے لایا گیا اور گوسیبر ملک کے نذر کیا گیا تھا۔

شاہنشاہ جرمنی کے پاس بھی ایک قیمتی تاج ہے جو فریڈرک اول کے لئے بنایا گیا تھا لیکن قیصر جرمنی خود کوئی تاج استعمال نہین کرتے۔

شاہ پرتگال کا تاج بھی دنیا کے بہت قیمتی تاجون مین ہے اسمین دیگر جواہرات کے علاوہ ایک بہت بڑا ہیرا برگنزا نامی بھی نصب ہے جسکی قیمت کا اندازہ ۱۵ لاکھ پاونڈ کیا گیا ہے۔

قدیم شاہان اسکاٹلینڈ کا تاج بھی بہت خوبصورت اور قیمتی ہے مگر ایکٹ اتحاد کے رو سے وہ سرحد اسکاچ سے باہر نہین جا سکتا۔

انگلستان مین جو تاج بنایا گیا وہ حضرت داؤد کے تاج کی نقل تھا جسمین سونے کی متعدد نوکدار میخین لگی ہوئی تھین اور کھوپری کیطرف کھلا ہوا تھا اور انگلستان مین اولاً بادشاہ کے سر پر سونے کا ایک حلقہ جو اندر سے بالکل خالی ہوتا تھا رکھا جاتا تھا اور اسکے پیش و پس سونے کی چند میخین لگی ہوتی تھین جس سے عیسوی تاج کی خصوصیت نمایان ہو جاے اور شاہ انگلستان تخت پر جلوس تو پہلے کرتا ہے اور تاج کچھ عرصہ کے بعد سر پر رکھا جاتا ہے۔

ولیم اول نے اپنے تاج مین صرف چار میخین آگے پیچھے۔ داہنے۔ بائین۔ اسطرح۔ رہنے دین جسمین سہ برگہ پھول بڑھا کر خوبصورت کر دیا جس سے وہ کسی قدر اونچا بھی ہوگیا۔

ہنری اول نے اپنے تاج کے حلقہ کو جواہرات سے مزین کر کے اُس مین خوشنمائی اور زیادہ کر دی۔

ہنری دوم۔ رچارڈ اول اور شاہ جان وغیرہ کے زمانہ مین اور ترقی ہوئی۔

ہنری سوم کا تاج صرف ایک حلقہ تھا جو چند پتیون یا گھنڈیون سے کسی قدر بلند کر دیا گیا تھا۔

ایڈورڈ سوم نے سچے کام سے تاج کو خوبصورت بنایا جس مین چار بڑی اور چار چھوٹی چھوٹی پتیان خوبصورت دوائر مین نظر آتی تھین۔ حلقہ مرصع تھا جس سے آٹھ پھول ظاہر ہوتے تھے۔ رچارڈ دوم نے بھی تاج کی یہی شکل اختیار کی تھی۔

ہنری چہارم نے تاج کو موتیون سے رونق دی اوسکی پتیان جواہرات سے مرصع کین۔

ہنری پنجم نے سب سے پہلے تاج مین محرابی شکل قائم کی۔ اس تاج کے بالائی حصہ یعنی سرے پر کرۂ زمین اور صلیب بنائی گئی جو روما کے تاج سے اخذ کی گئی تھی اور اس سے یہ مراد لیگئی کہ گویا عیسائی پادشاہ تمام دنیا کی سلطنت کا مالک ہے۔

اَیڈورڈ چہارم کے تاج مین چار نصف محرابین تھین۔

رچارڈ سوم کا تاج ہنری پنجم کے تاج سے بہت مشابہ تھا صرف اسکی پتیان اور صلیب اوسکی نسبت زیادہ خوشنما اور موزون تھین۔

ہنری ہفتم نے اپنے تاج کو شاہان سابق سے زیادہ ملند کیا اور اوسمین دو محرابین قائم کین اور اوسکے حلقہ کو چار محرابون اور چار صلیبون سے اونچا کیا۔

ہنری ہشتم کے وقت مین یہ ایجاد زیادہ ہوئی کہ اسوقت تک جتنے تاج بنائے گئے تھے سب کے پہننے سے سر کھلا رہتا تھا اوسنے اپنے تاج کے نیچے آسمانی رنگ کے مخمل کی ٹوپی داخل کی اور اس تاج مین محرابین بھی تھین۔

ملکہ ایلزبتھ کا تاج ہنری ہشتم کے تاج سے مشابہ لیکن اعلیٰ درجہ کا خوبصورت تھا اس ملکہ نے کئی طرح کے تاج مختلف وقتون مین بنوائے تھے۔

جیمس اول اور چارلس اول نے تاج مین چار محرابین بنائین۔ یہ تاج سونے کا بنایا گیا تھا جسکا وزن ۷ پونڈ ۶ اونس اور قیمت گیارہ ہزار ایک سو روپیہ تھی ۱۶۴۹ء مین پالیمنٹ کی رائے سے یہ تاج تلف کر دیا گیا۔

چارلس دوم کا تاج سینٹ ایڈورڈ کے تاج کے مانند تھا۔

جارج سوم کی تاجپوشی کے وقت جو تاج تیار کیا گیا تھا اوسکی محرابون مین پہلے تاجکی محرابون مین سے کچھ زیادہ خوبصورتی ظاہر کی گئی تھی۔ یہی تاج ولیم چہارم کی تاجپوشی کے وقت بھی سر پر رکھا گیا تھا۔

ملکہ وکٹوریہ کا تاج سینٹ ایڈورڈ کے تاج سے مشابہ اور شاہان گذشتہ کے تاجون سے زیادہ قیمتی اور بہتر تھا کیونکہ اسمین مشہور و لاجواب ہیرا کوہ نور اور سیاہ پوش شہزادۂ انگلستان کا وہ قیمتی ہیرا جو اوس نے ۲۶۔ اگست ۱۳۴۶ء کو کریسی کی مشہور جنگ کے وقت اور ہنری پنجم نے ۲۵۔ اکتوبر ۱۴۱۵ء کو اجن کورٹ کے مشہور معرکہ کے وقت زیب تن کیا تھا یہ دونون ہیرے چمک رہے تھے اور وزن اس تاج کا صرف ۱۹ اونس یا ۲¼ پونڈ تھا اس سے پہلے کا تاج جسکو جارج چہارم نے بنوایا تھا وہ ۵½ پونڈ وزنی تھا۔

اس تاج کے وسط مین اوپر کی طرف دو بڑے ہیرے جڑے ہین جو ہر ایک دو ہزار پونڈ قیمت کا ہے۔ اول الذکر بیس ہیرون کے زاویون پر ۴۵ چھوٹے ہیرے نصب کیے گئے ہین

اور ہر ایک کی قیمت سو پونڈ ہے اور تاج کے گرد صلیبین ہین - ہر صلیب مین ۲۵ ہیرے بارہ ہزار پونڈ کے ہین - بارہ ہیرون کا ایک پھول دس ہزار پونڈ کا ہے جسمین اٹھارہ چھوٹے ہیرے جڑے ہین جنکی قیمت دو ہزار پونڈ ہے - محرابون پر موتی اور ہیرے لگے ہین اونکی قیمت دس ہزار پونڈ ہے اور جا بجا ۱۴ چھوٹے ہیرے پندرہ ہزار پونڈ قیمت کے ہین اور تاج کے حلقہ مین موتیونکی دو قطارین ہین ان سب کی قیمت تین ہزار پونڈ ہے - کل جواہرات - سونا اور چاندی ملاکر اس تاج کی قیمت ایک لاکھ پونڈ ہے اور اسمین کل ۳۱۹۰ جواہرات لگائے گئے ہین جن مین ۱۰۶۱ خالص ہیرے اور ۱۲۷۰ گلابی ہیرے ہین -

ملک معظم اڈورڈ ہفتم نے جو تاج تیار کرایا تھا وہ ایک لاکھ پونڈ قیمت کا ہے - یہ بہت خوشنما اور شاندار ہے - اسکے دائرہ مین بیس ہیرے فی عدد پندرہ پندرہ سو پونڈ نصب کرکے اونکے نیچے ۴۵ چھوٹے ہیرے فی عدد ایک سو پونڈ کے جڑے گئے ہین - تاج کے وسط مین اوپر کیطرف دو بڑے ہیرے ہین جنکی قیمت تیس تیس ہزار روپیہ ہے - تاج کے بالائی دائرہ مین آگے - پیچھے - داہنے - بائین چار مرصع صلیبین قائم کرکے ہر ایک صلیب مین پچیس پچیس ہیرے قیمتی بارہ ہزار پونڈ کے لگائے گئے ہین اور صلیبون کے بالائی حصہ پر چار بڑے بڑے ہیرے جن کی قیمت فی عدد ایک ہزار پونڈ ہے نصب کرکے اور کیطرف بارہ ہیرونکا ایک پھول بنایا ہے جسکی مجموعی قیمت دس ہزار پونڈ ہے - علاوہ انکے اٹھارہ چھوٹے قد کے ہیرے بھی لگے ہین جن کی قیمت تیس ہزار روپیہ ہے - محراب پر جو موتی اور ہیرے لگے ہین اونکی قیمت دس ہزار پونڈ ہے - انکے علاوہ پانچہزار پونڈ کے چھوٹے ہیرے جا بجا لگے ہین اور ابتدائی حلقہ مین جو دو دو قطارین موتیون کی لگی ہین اونکی قیمت تین ہزار پونڈ علاوہ سونے اور چاندی کے ہے -

ملکہ معظمہ الکزنڈرا کا تاج انکے حکم سے گیرنگٹن آف ریجن اسٹریٹ نے نہایت شاندار - قیمتی اور سبک بنایا تھا - اسکی سٹائی ڈیڑھ انچہ اور وزن ۲۲ اونس کے قدر سے زیادہ ہی جو کل ڈیڑھ پونڈ ہوا - اس سے ہلکا اور کوئی تاج اسوقت تک نہین بنا سکے ہیرے اسقدر متصل لگائے گئے ہین کہ سونا - چاندی نظر نہین آتا تھا حالانکہ اسکا اندرونی حصہ خالص سونے کا ہے اور بیرونی جانب چاندی کا تہر جڑکر اسکے ارد گرد بالکل ہیرے - موتی اور یاقوت وغیرہ ایسے جما دیے ہین کہ چاندی نہین دکھائی دیتی - اسکے ابتدائی حلقہ مین تین قطارین خوشنما جواہرات کی بنائی گئی ہین اور آٹھ خوبصورت محراب اوٹھاکر اوسپر چار صلیبین دکھائی ہین - ہر ایک محراب تین لڑیون کا بنایا گیا ہے جسکے درمیانی

لڑی نہایت اعلیٰ جواہرات سے گوندھی گئی ہے۔ اوپر کی چار صلیبوں مین سے اگلی صلیب مین کوہ نور نامی ہیرا لگا ہے اور باقی تین صلیبون مین بھی نامور تاریخی ہیرے قریب قریب کوہ نور کے لگے ہین جنھون نے بکھراجی رنگ کی ٹوپی کو چھپا لیا ہے۔ بالائی صلیب سے لیکر نیچے کے حصہ تک کُل جگہ جواہرات سے پُر ہے اور آٹھ شاندار محرابین نکلی ہین جن مین تہری قطار جواہرات کی ہے۔ غرضکہ اس تاج مین کوئی جگہ جواہرات سے خالی نہین ہے۔ اس تاج کے کل ہیرون وغیرہ کی تعداد ۳۶۸۸ ہے یعنی ملکہ وکٹوریہ کے تاج سے ۶۸۸ زیادہ ہین۔

انگلستان مین بوقت تاجپوشی جو تاج بادشاہ کے سر پر رکھا جاتا ہے وہ سینٹ ایڈورڈ کا قدیمی اور مشہور تاج ہے کہ شاہ الفرڈ ایڈورڈ کنفیسر کے سرون پر رکھا گیا تھا مگر اصل یہ ہے کہ وہ تاج سنہ ۱۶۴۹ء کی جمہوری سلطنت مین تلف ہوگیا تھا البتہ سنہ ۱۶۶۲ء مین چارلس دوم کی تاجپوشی کے لیے سر رابرٹ وائنر نے ویسی ہی شکل اور قطع و وضع کا مرصع بجواہر دوسرا تاج بنا دیا تھا اور پھر جب شاہ ولیم اور ملکہ میری کی تاجپوشی کے وقت آئے تو معلوم ہوا کہ اسکے جواہرات بھی نکال لیے گئے ہین۔ خلاصہ یہ کہ وہی تاریخی تاج ہے جسکی موجودہ صورت سنہ ۱۶۶۲ء سے برابر چلی آتی ہے۔ اس تاج مین ہیرے۔ زمرد۔ موتی۔ نیلم اور یاقوت کثرت سے لگے ہین اور چوٹی پر ایک خوشنما طلائی پھول بنا کر اوسپر ایک زرین پٹی لگائی ہے اور اسی پھول مین سے ایک طلائی صلیب اٹھا کر اوسپر اعلیٰ اقسام کے جواہرات جڑے ہین اور تین بڑے بڑے نادر موتی صلیب کے راست و چپ اور آویزان ہین۔ یہ وہ تاج ہے جس کو تاجپوشی کے وقت نہایت تعظیم و تکریم سے ایک مکلّف زردوز مسند نما کپڑے پر رکھکر بحضور بادشاہ لاتے ہین اور پھر آرچ بشپ آف کنٹربری (صدر اُسقف) اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے سر پر رکھتے ہین جس کے بعد پھر اسکی ضرورت نہین رہتی کیونکہ ہر ایک بادشاہ اپنے لیے اپنے مذاق کے موافق تاج بنوا کر استعمال کرتا ہے چنانچہ بعد ادائے مراسم ویسٹ منسٹر ایبی (گرجا) سے رخصت کے وقت سے لیکر جب تک بادشاہ کی مرضی ہو اسکے زیب سر رہتا ہے۔ یہ تاج ۴۶ سال کے بعد ۱۹۔ اگست سنہ ۱۹۰۲ء یوم شنبہ کو ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے سر پر روز جشن تاجپوشی لندن مین رکھا گیا تھا اور پھر ۲۲۔ جون سنہ ۱۹۱۱ء روز پنجشنبہ بوقت ۱۲ بجے دن ہز امپیریل مجسٹی ملک معظم جارج پنجم کے فرق مبارک پر رکھا گیا۔ خیال تھا کہ یہی تاج اعلیٰحضرت کنگ امپرر شاہی دربار دہلی مین ۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء مین زیب سر فرمائینگے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ اسکے لیے دوسرا تاج تیار ہوا ہے۔ خداوند کریم اس تاج کی شان و شوکت و عظمت مین روز افزون ترقی ہوتی رہے۔ فقط

سید محمد رفیع عالی رضوی موہانی

دہلی
گذشتہ و حال

اللہ اللہ آج دہلی پھر رشک جنان ہو رہی ہی کیون نہ ہو ہمارے بادشاہ معظم قیصر ہند علیحضرت جارج پنجم خلد اللہ ملکہ کی تخت نشینی و تاج پوشی کی مبارک تقریب اسی شہر مین ہونیوالی ہی۔ عہد انگلشیہ مین جسکے برکات سے تمام ملک آباد و رعیت شاد ہی یہ پہلا مبارک موقع ہی کہ خود شہنشاہ معظم اور ملکۂ معظمہ تشریف فرما ہوتے ہین۔ آج دلی اپنی خوش قسمتی پر جتنا ناز کرے بجا ہی۔ اور شاہجہان کی روح بھی جسقدر خوش ہو کم ہی کہ جس شہر کو اسنے آباد کیا آج اسمین اس سے ہزار گنا عظیم الشان جلیل القدر اور بہی خواہ رعایا فرمانروا تخت ہندوستان پر متمکن ہو کر ہندوستان کے چتر شاہی کی عزت بڑہانے کو ہی۔ آج ہندوستان کی ہزارہا برس کی قدیم راجدھانی کے نصیب چمک اُٹھے ہین۔ دہلی کی سرزمین اس عظیم القدر اعزاز و افتخار کی مستحق بھی تھی۔ کیونکہ جب سے یہ شہر آباد ہوا راجاؤن کی دار الحکومت اور بادشاہون کی دار السلطنت ہوتے چلا آیا اور گو آج یہ فخر اسکو حاصل نہو تاہم تمام ملک مین کون شہر اس سے زیادہ قدیم ہی تمام سلطنت ہند مین تاریخی عظمت اور اہمیت مین کس شہر کو اس سے ہمسری کا دعویٰ ہو سکتا ہی۔

تواریخ دہلی

مہابھارت کے بیانات سے معلوم ہوتا ہی کہ اس شہر کی بنیاد بہت پُرانی ہی۔ ہندوستان درکنار تمام ممالک دُنیا کے پُرانے مقامات مثل ایتھنز (دار السلطنت یونان) کیرو (دار الخلافۂ مصر) اور کینٹون (چین) وغیرہ سے بھی یہ شہر پُرانا ہی۔ پُرانا قلعہ اور اُسکے اندر کا گاؤن آجتک اندرپرست کہلاتے ہین جسکی بنیاد یدہشٹر مہاراج اور اُن کے بھائی ارجن بھیم نکل سہدیو نے ڈالی تھی اور جسکی صناعی اور کاریگری نے دہرتراشٹ کے بیٹے دریودھن کو اندھا بنا دیا تھا کہ جہان پانی تھا وہان وہ بے تکلف چلا جاتا تھا اور سر سے پاؤن تک شرابور ہو جاتا تھا اور جہان پانی نہوتا تھا وہان دامن کو اُٹھا کر یا کود کر چلتا تھا اور گھٹنے اور ٹخنے پھوڑ لیتا تھا۔ ممکن ہی کہ محض مبالغہ شاعرانہ ہو۔ تاہم اُسوقت کی صناعیون اور کاریگریون سے انکار نہین ہو سکتا ہی۔

بہرحال اسمین شک نہین کہ کورو اور پانڈو کی راجدھانی موجودہ دہلی ہی کے آس پاس تھی ورنہ کورکشیتر کا میدان مہابھارت نہوتا۔ بعض لوگون کا خیال ہی کہ ہستناپور یہان سے ۶۰ میل کے فاصلے پر جمنا کے کنارے

آگرہ کی طرف واقع تھا۔ اُسی کے شمال مین راجہ یدہشٹر نے اندر پرست[1] آباد کیا۔ ہندؤن کے زمانے کی تواریخ مشکوک ہی۔ مگر جب سے مسلمانون کے حملے ہندوستان پر ہونے شروع ہوئے اور جو جو حالات اُنھون نے لکھے اُنسے پتہ لگتا ہی کہ گیارھوین صدی مین تمار خاندان کے راجپوت راجہ اننگ پال نامی نے دہلی کا وہ لال قلعہ بنوایا جسمین آج قطب مینار فلک سائی کر رہا ہی۔ سنہ ۱۰۵۲ء مین اُسی راجہ نے مشہور عالم لوہے کی لاٹھ کو وہان غالباً متھرا سے لاکر ایستادہ کیا اور اسکے گرد چارون طرف بہت سے مندر بنوائے جنمین سے کہ اب بھی کچھ چونسٹھ کھمبے وغیرہ کی شکل مین باقی ہین۔ غالباً لاٹھ ایک مندر کے صحن مین ہوگا۔ کیونکہ یہ دستور آجتک بھی دیکھا جاتا ہی کہ بعض مندرون مین ایک عظیم الشان لوہے۔ لکڑی یا سونے کی لاٹھ ہوتی ہی اور اسکے اوپر اسکا جھنڈا لہراتا ہی۔

بارھوین صدی کے وسط مین بشال دیو والی اجمیر نے جو مشہور رائے پتھورا یا پرتھی راج چوہان کا چچا اور بڑا مہذب اور شائستہ راجہ تھا۔ تمار خاندان کو شکست دیکر نیست و نابود کر دیا۔ پھر پرتھی راج سانبھر۔ اجمیر اور دلی تینون جگہ کا ایسا زبردست راجہ ہوا کہ جے چند والی قنوج کو رشک اور خوف ہوا اور اُسنے محمد غوری کو ہندوستان مین بلایا۔ ایکمرتبہ تو اِس بہادر نے اسکو شکست فاش دی مگر دوسری مرتبہ باوجود بہت سی طیاری کے شکست کھائی کیونکہ بہادر تو بہت تھے مگر جنگ کی چالین جاننے والے عنقا تھے۔

بہرحال اُسی روز سے عنان سلطنت ہند اور تخت و تاج دہلی مسلمان شاہان کے قبضہ تصرف مین آیا۔ مگر دہلی مین اہل اسلام کے عہد حکومت مین بھی بیحد تبدیلیان واقع ہوئین قطب الدین ایبک جو محمد غوری کا غلام تھا حاکم دہلی بنا کر چھوڑ دیا گیا۔ اسکا خاندان۔ خاندان غلامان کہلاتا ہی اور اُنکی یادگار قطب صاحب کی لاٹھ اور مسجد ہین اور اُنکی آباد کردہ دہلی کے کھنڈرات اسکے اردگرد آجتک نمایان ہین۔

سنہ ۱۲۹۰ء مین جلال الدین خلجی نے اِس خاندان سے چھین کر زمام حکومت اپنے ہاتھ مین لی۔ خلجیون

[1] اندر پرست نام کی وجہ تسمیہ مختلف بیان کیجاتی ہی۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ راجہ اندر نے جو ہندؤن کے ایک مشہور دیوتا ہین کسی زمانے مین یہان موتیون کا دان کیا تھا۔ اور تب سے اِس مقام کا نام اندر پرست ٹھہرا۔ مگر بقول مصنف آثار الصنادید صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہی کہ راجہ یدہشٹر نے نیک فال سمجھکر اسکا نام اندر پرست رکھا جو بعد کو عرف عام مین اندرپت مشہور ہوا۔ اب یہ نام دہلی مین کیسے بدل گیا۔ اس کے نسبت مختلف روایتین ہین کہ راجہ دلیپ ایک قدیم ہندو راجہ نے اندر پرست کے قریب اپنے نام پر دلی آباد کی۔ بعض اس نام کی تاریخ یہ بتلاتے ہین کہ اندرپت کے برابر جب دہلی شہر بسایا گیا تو اسکا نام وہان کی زمین نرم ہونے کے سبب دہلی رکھا گیا۔ کیونکہ ہندی مین ڈہلی زمین نرم کو کہتے ہین۔ بعض کا خیال ہی کہ اور یہ صحیح معلوم ہوتا ہی کہ راجہ دلو والی قنوج نے اپنے نام سے یہ شہر بسایا۔ بہرحال اندر پرست کے اردگرد مختلف دارالسلطنتین قائم ہوتی رہین اور اب یہ سب شہر دہلی یا دلی مین شامل ہین۔ کہتے ہین کہ دلی سات مرتبہ آباد ہوئی اور اُجڑ گئی۔

کے زمانے مین مغلون نے حملے شروع کر دیئے اُنکی اولاد آخر کار تخت دہلی پر متمکن ہوئی اور خوب دہلی حکومت اور صولت و ثروت دی۔

۱۳۲۱ء مین خاندان تغلق کی حکومت شروع ہوئی۔ غیاث الدین تغلق نے تغلق آباد کی بنا ڈالی جو قطب سے پانچ میل کے فاصلے پر جانب شرق جنوب واقع ہی۔ اسکے کھنڈرات بھی قابل دید ہین۔ قلعہ زمین دوز ہوگیا ہو۔ اور محل کی دیوارین ہنوز کھڑی ہین۔ مگر چونا دیوارونمین نام کو نظر نہین آتا کہ ہوا نے سب اُڑا دیا ہو۔ ہر وقت وہان ایک جھکڑ سا چلتا رہتا ہو اور ہوا برابر سائین سائین کرتی رہتی ہو۔ کسی بلندی پر کھڑے ہونیسے آجتک اس شہر کے گلی کوچون و بازارون کا نقشہ آنکھونکے سامنے پھرجاتا ہو۔ اسی خاندان مین فیروز شاہ تغلق دوسرا عظیم الشان عمارت گر ہوا۔ اُسنے موجودہ دلی کے باہر اور تغلق آباد سے ۱۶ میل جانب شمال اپنا قلعہ اور محل اور شہر آباد کیا جسکا نام فیروز آباد رکھا۔ جو آجتک فیروز شاہ کے کوٹلہ کے نام سے مشہور ہو۔ اسی قلعہ مین ایک فیروز شاہ کی لاٹھ ہو جسکو اسنے لاٹ سکا مین محسور کر لیا تھا ورنہ دراصل وہ اشوک کے مشہور ستونون مین سے ہو۔ اور اُس سے اونچائی اور موٹائی دونو مین بہت زیادہ ہو جو سبزی منڈی کے قریب اسی عظیم الشان بودھ راجہ کی یادگار ہو اور جس کا ذکر اوپر آچکا ہو۔ اسکے پانچ ٹکڑے ہوگئے ہین مگر یہ ہنوز ایک ہی پتھر ہو۔ ہان اوپر کے قریب کوئی پانچ ساڑھے پانچ فٹ کا ٹکڑا اسی صدمے سے علیحدہ ہوگیا تھا وہ پھر وہین بٹھا دیا گیا۔ نہین معلوم کہ یہ بیان شروع ہی سے ہو یا بعد مین کہین سے اُٹھا کر لایا گیا ہو۔

۱۴۵۰ء مین سیکہ عنان حکومت لودی بادشاہون کے ہاتھ مین آئی تو دار الخلافہ دلی سے اُٹھکر آگرہ چلا گیا۔ ۱۵۲۶ء مین بابر نے جو تیمور لنگ کی چھٹی پشت مین تھا دہلی پر حملہ کیا فتحیاب ہوا۔ اور شہنشاہ قرار دیا گیا۔ اس تاریخ سے خاندان مغلیہ کی ابتدا ہوئی اور پٹھانی راج کا خاتمہ ہوا۔

بابر کا دار السلطنت آگرہ رہا مگر ہمایون اسکے فرزند نے دہلی کو اپنا دار الحکومت قرار دیا۔ بعد چندے شیر شاہ سوری نے اسکو شکست دیکر دہلی پر قبضہ کیا اور شہر کی نئی بنیاد ڈالی۔ شیر شاہ کی بنائی ہوئی دلی پرانی دلی کے نام سے مشہور ہی اور یہ موجودہ دلی سے ہمایون کے مقبرہ تک پھیلی تھی۔ اسکے محل کے دروازے اور دیوارین آجتک دہلی متھرا روڈ پر دہلی سے نکلتے ہی دو ڈھائی میل کے فاصلے پر نمایان ہین۔ یہ شخص بڑا بیدار مغز اور مفید خلائق بادشاہ تھا اسنے صدہا کام اس قسم کے کیئے جو اُس وقت کے واسطے بالکل عجیب ہین مثلاً گرینڈ ٹرنک روڈ جو پشاور سے کلکتہ تک جاتی ہو اسی کی بنوائی ہوئی ہو جا بجا اسنے کنوئین۔ سرائین۔ مدرسہ۔ خانقاہین بنوائیں اور اچھے انتظام کے ساتھ حکومت کی اور چند ہی روز مین تمام سلطنت مین امن و امان نظر آنے لگا۔ مگر دلی کو تو ابھی اور بھی انقلابات کی سیر دیکھنی تھی اسکو مغلون ہی کے ہاتھ سے آباد ہونا تھا۔ جہانگیر تو زیادہ تر سیاحی مین رہا

کبھی اجمیر کو رونق بخشی کبھی کشمیر جنت نظیر کو اپنی دولت و ثروت کی مدد سے دلکش بنایا چنانچہ اسلام آباد متن کون اچھا بل عیش مقام پہلگام اور گلمرگ وغیرہ کو اسنے دلکش بنانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا جن مین آجتک تین چنار دکھائے جاتے ہین جنکو خود جہانگیر نے اپنے دست مبارک سے لگایا تھا۔ کبھی لاہور بھی رہا اور پھر ایسا رہا کہ آجتک وہین ہے اکبر کا دارالخلافہ آگرہ تھا اور قلعہ بناکر اور پھر اور قطع برید کرکے اسکا نام اکبرآباد رکھا۔ وہ خود بھی سیاحی مین گذارتا تھا مگر اکبر کے پوتے اور جہانگیر کے بیٹے شاہزادہ خرم نے جو شاہجہان عمارت گر اعظم کے نام سے مشہور ہے اپنا قیام کیا اور اپنا نام ابدالاباد تک قائم رکھنے کا بندوبست کیا اور موجودہ دہلی یا شاہجہان آباد کی بنیاد ڈالی ۱۶۳۸ء سے لیکر ۱۶۴۸ء تک یہ بنتی رہی اور جب آخر کار تکمیل ہو گئی تو بادشاہ آگرہ سے رونق افروز شہر نو ہوا۔ اور آگرہ دروازہ اس روز سے دہلی دروازہ ہو گیا کیونکہ بادشاہ نے فرمایا کہ یہی دہلی دروازہ ہے شاہجہان کو اپنے اس نئے تعمیر کردہ شہر سے بڑی اُلفت تھی مگر اسکی مٹی دہلی کی قسمت مین نہ تھی اسلیئے اس کا مسکن آخر اسکی پیاری ملکہ کے پہلو مین آگرہ مین اُس عجیب روزگار روضہ کے نیچے ہے جو اپنا نظیر آپ ہی ہے۔

اورنگ زیب کے زمانے تک دہلی کی خوب ترقی رہی اور شاہان دہلی کی شہرت بھی دور دور ہو گئی۔ اسکے بعد زوال شروع ہوا کیونکہ بادشاہ عیش طلب ہو گئے اور اُنمین حکومت کی لیاقت نہ رہی۔ مرہٹون نے زور پکڑا اور ۱۸۰۳ء مین جبکہ لارڈ لیک نے دلّی کو فتح کیا اور مرہٹون کو شکست دی تو انکا قلع قمع ہوا اور نہ وہ بادشاہت ہند لے ہی چکے تھے۔

بعد تسلط سرکار انگلشیہ بادشاہ دہلی کو ایک بیش قرار پنشن ملنے لگی۔ ۵۰ سال کی عمدہ اور صلح کی حکومت کے بعد ۱۸۵۷ء کا غدر ہوا جس کا حال صاحبان ناظرین پر بخوبی روشن ہے۔ بادشاہ اور شاہی خاندان کے صاحب ہمایون کے مقبرے مین پناہ گزین ہوئے اور اُنھون نے اپنے آپ کو میجر ہوڈسن کے سپرد کر دیا۔ بعد مین بادشاہ رنگون جلاوطن کر دیے گئے اور کمپنی کے راج کا خاتمہ ہوا اور خود ملکہ معظمہ حضور وکٹوریہ آنجہانی نے زمام حکومت اپنے دست مبارک مین لی۔ انکے بعد شاہ معظم ایڈورڈ هفتم حکمران سلطنت ہوئے اور اب ملک معظم حضور جارج پنجم تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہین۔ جنکے قدوم میمنت لزوم کے خیر و برکت سے آج دہلی مین ایک رونق تازہ اور انبساط بے اندازہ ہے۔ یون تو دہلی مین شاہی دربار ہوتے ہی رہے ہین اور عہد انگلشیہ مین بھی اس سے پہلے دو مرتبہ نہایت تزک و احتشام سے شاہی دربار منعقد ہو چکے ہین۔ مگر آج جو چہل پہل نظر آ رہی ہے وہ ۱۸۷۷ء اور ۱۹۰۳ء سے کہین زیادہ ہے۔ کیونکہ بادشاہ سلامت خود بدولت اس قدیم راجدھانی کے عزت بڑھانے کو تشریف لائے ہین۔ اور اسی اعزاز مین شاہجہان آباد (دہلی) کے کشمیری دروازے سے چھ میل کے فاصلے پر پچیس میل تک ایک نیا۔

سفید شہر خیمہ و خرگاہ

کا آباد ہو گیا ہے جسمین ہر طرف طرح طرح کے خیمے ہی خیمے دکھائی دیتے ہین - جدھر دیکھئے شامیانہ - جدھر آنکھ اُٹھایئے خیمہ و خرگاہ کے سوا اور کچھ نظر نہین آتا - یہ مہاراج کشمیر کا کیمپ ہی - یہ مہاراجہ بڑودہ کی فرودگاہ ہی - یہان میسور مہاراج رہتا ہی - یہ حضور نظام شاہ دکن اور انکے جلیل ارکین کی قیام گاہ ہی - یہ راجپوتانہ کے سوربیر راجاؤن کی اور لادون فرمانروایان اوٹے پور جودھ پور جے پور بوندی کوٹہ جالاواڑ وغیرہ کے کیمپ ہین - یہ مہاراج سندھیا و ہلکر کے دل بادل خیمے ہین - غرض کوئی ایک ہو تو عرض کیا جائے قوسوکے قریب راجہ مہاراجہ و اُمراء مدعو ہین - ان کے علاوہ معزز حکام سلطنت - افسران فوج - مشیران حکومت و نامور قائمقامان رعایا - جاگیرداران و زمینداران اور دیگر شرفاء و مشاہیر ملک غرض ہر صنف اور ہر طبقہ کے نامور افراد مہمان شاہ ہین - سب کے قیام و آسائش کا پورا انتظام ہی - کیونکہ راجہ مہاراجہ دوستانہ ملاقاتین کرینگے - شہنشاہ کے دست مبارک پر وفاشعاری اور دوستی کا ہاتھ مارین گے - محبت اور خدمت کا بیڑا اٹھائین گے - رعایا کے ممتاز افراد قوم کے وکیل و قائم مقام بھی شرف ملازمت سے اپنا اور اپنی قوم کا اعزاز بڑھائین گے -

وسط مین ایک شاندار پنڈال بنایا گیا ہی جس پر آج فلک پیر کو بھی رشک ہی - کیونکہ یہین بادشاہ معظم کی رسم تاجپوشی ہوگی - اسمین ایک لاکھ آدمی آسکتے ہین خوب بنا ہی مگر رنگ اور طرز اس قسم کا رکھا ہی کہ یہ بھی دور سے ایک عظیم الشان خیمہ ہی نظر آتا ہی - بادشاہ معظم کے قیام کے لیئے سرکٹ ہاؤس تیار ہی جسمین بہت کچھ ایزادیان ہو گئی ہین - اور بہت سے خیمے بھی لگے ہوئے ہین جنکی آرائش و زیبائش بالکل شاہانہ انداز و پیمانہ پر کیگئی ہی -

شاہجہان آباد

خاص دہلی مین بھی خوب تیاریان ہو رہی ہین - یہ لعل قلعہ ہی وہ عمارات جو بعد غدر مسمار ہو گئین - انکے بجائے اب بدنما بارکین ہین - اُسمین افواج شاہی کے گورے رہتے ہین - مگر دیوان عام اور دیوان خاص و حمام شاہی وغیرہ ہنوز موجود ہین اور شاہجہان کی عظمت اور صولت کی گواہی دے رہے ہین -

قلعہ شاہجہان آباد

صاحبقران ثانی نے سنہ ۱۰۴۸ھ مین اسکے بننے کا حکم دیا تھا اور معماران یکتائے روزگار نے اسے قریب نو برس مین بنایا تھا - پانچ ماہ مین تو اسکی پندرہ گز گہری نیادین کھدی تھین - اور دو برس مین نیو پوری ہو کر چار دنظر بارہ بارہ گز دیوار اُٹھی تھی - کل دیوار ۲۵ گز اونچی ہی یعنی ۱۵ گز نیاد اور ۱۰ گز اوپر - اسکا طول ہزار گز اور عرض چھ سو گز کا ہی جسکی کل زمین چھ لاکھ گز ہوئی - یہ قلعہ وسعت مین قلعہ اکبرآباد سے دوچند ہی - اور اسکی تعمیر پر پچاس لاکھ روپے صرف ہوئے تھے - بلکہ بعض مورخون نے تو اسکی لاگت پورے ایک کرور کی بتلائی ہی - ساری عمارت ہشت پہل ہی اور اسکے شرقی جانب جمنا بہتی ہی - باقی تین طرف پچیس گز چوڑی اور دس گز گہری

پختہ خندق ہی جو نہر کے پانی سے لبریز رہتی ہی۔ اس قلعہ کے دو بڑے دروازے بہت مشہور ہین۔ ایک جنوبی جسکو دلی دروازہ کہتے ہین۔ اور دوسرا غربی جسکا نام لاہوری دروازہ ہی۔

انکے علاوہ دو اور دروازے اور دو چھوٹی چھوٹی کھڑکیان اور اکیس برج ہین جنمین سات گول اور چودہ مثمن ہین **دیوان عام اور دیوان خاص** قلعہ کی سب سے مشہور اور خوشنما عمارتین ہین۔ جب کبھی دربار عام ہوتا تو شاہجہان دیوان عام مین جلوس کرتے تھے۔ عالمگیر ثانی ملکہ شاہ محمد شاہ کے بعد کسی بادشاہ نے اسمین جلوس نہین کیا۔ اب ایک مدت بعد حضور شاہنشاہ جارج پنجم ایک عام اسمین بھی جلوس فرمائین گے۔

شاہی پارٹی وغیرہ ہو گی

اسکے تین حصے حسب ذیل ہین تخت سنگین۔ دالان دربار۔ اور گلال باڑی۔ تخت سنگین مین دو گز سے زیادہ اونچا ایک ۳ گز کا مربع سنگ مرمر کا تخت ہی۔ بادشاہ اسی پر دربار کے دن اجلاس کرتے تھے اور اسکے آگے ایک اور تخت سنگ مرمر کا بچھا ہی جس کسیکو کچھ عرض معروض کرنا ہوتا تھا وہ اسی پر چڑھکر عرض کرتا تھا۔ تخت کے آگے ۳ گھا دالان دردالان ہین جسمین امرا و وزرا اور دیگر اراکین دولت درجہ بدرجہ کھڑے ہوتے تھے۔ اسکا طول ۶۰ گز اور عرض ۲۴ گز ہی۔ ہر دالان مین نو نو در ہین جو سنگ سرخ کے نہایت خوبصورت محرابدار بنے ہین۔ ان پر سفیدی گھوٹ کر سنہری نقاشی کیگئی ہی۔ گلال باڑی ایک سہ چار گز طویل اور ساٹھ گز عریض چبوترے پر ایک دالان کا نام ہی جسمین شاہی چوبدار نقیب اور احدی وغیرہ کھڑے رہتے تھے۔ اسکے آگے ایک کشادہ صحن ہی اور چارو نطرف نہایت خوشنما مکانات بنے ہوئے ہین جنمین بیگمات رہا کرتی تھین۔ شمال کیطرف دیوان خاص مین جانیکا دروازہ ہی۔ اسکی خوبصورتی دور دور تک مشہور ہی۔ تمام عمارت سنگ مرمر کی ہی۔ اور ایک اونچے چبوترے پر ۴۰ گز چوڑا اور ۴۲ گز لمبا ہی بنائی گئی ہی۔ اسپر اعلی درجے کی خوشنما پچیکاری کا کام کیا ہوا ہی۔ بیچ مین چوکور ستون بنا کر اٹھارہ گز طویل اور ۱۲ گز عریض مکان بنایا گیا ہی جسکے بیچون بیچ مین چبوترہ ہی۔ اسپر شاہجہان کا مشہور و معروف تخت طاؤس رکھا جاتا تھا جسکو نادر شاہ درانی ۱۷۳۹ء مین ایران لیگیا اسکے گرداگرد پایہ نما ستون ہین ساری عمارت کھڑی ہی۔ یہ سب سنگ مرمر کے ہین اور فرش بھی اسیکا ہی۔ اجارہ تک عقیق و مرجان اور قیمتی پتھروں کی پچیکاری کرکے بیل بوٹے اور پھول پتے بنے ہوئے ہین۔ اور اجارہ سے چھت تک سونیکا کام کیا ہی۔ محراب نکے اندرونی رخ مین یہ شعر لکھا ہی۔ ؎ اگر فردوس بر روئے زمین است ٭ ہمین است و ہمین است و ہمین است

دیوان خاص کے پاس ہی **موتی مسجد** بزبان سے کہ رہی کہ مجھے دیکھکر اورنگ زیب کو یاد کرو۔ یہ مسجد اگرچہ چھوٹی ہی مگر نہایت خوشنما و صنعت کا اعلی نمونہ ہی جامع مسجد بھی شاہجہان عمارت گر اعظم کی یادگار ہی۔ سنا جاتا ہی کہ اس سے زیادہ خوبصورت اور کوئی مسجد روئے زمین مین نہین ہی اور روایت تو یون ہی کہ خواب مین میر تعمیر کو حضرت
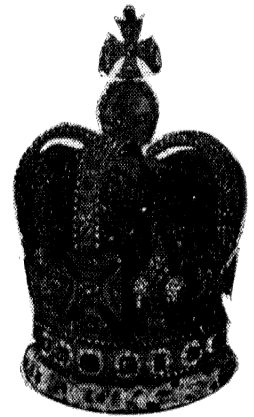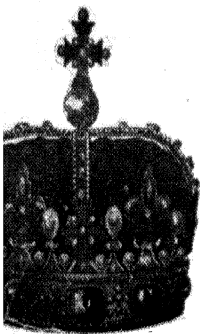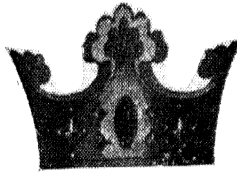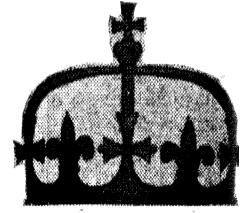
قدیم تاج انگلستان سے لیکر موجودہ تاج سلطنت برطانیہ کی مختلف شکلیں
نمک

حضر نے فلک چہارم پر جو مسجد ہی اسکا نقشہ دکھلا دیا تھا اور وہ اتنا نفیس تھا کہ دیکھتے ہی شاہجہان نے جو چار ماہ سے نقشونکو بنوا رہا تھا اور دیکھ دیکھ ناپسند کر دیتا تھا فوراً پسند فرمالیا سر سے پانون تک ایک رنگ سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی۔ اندر سے اجارے تک سنگ مرمر کی اور جابجا سنگ سرخ مین سنگ مرمر کی دھاریان اور سنگ موسیٰ کی پچیکاری کی ہوئی ہی برج سب سنگ مرمر کے ہین جسمین سنگ موسیٰ کی دھاریان عجب بہار دکھاتی ہین۔ تمام مسجد کی کل در و دیوار طاق و محراب۔ مرغولہ و کنگورہ وغیرہ سب تناسب سے بنائے گئے ہین۔ اسکی تاریخ تعمیر ۱۰۶۰ھ ہی۔ کہتے ہین کہ چھ برس تک ہر روز پانچہزار راج مزدور اور بیلدارون نے ملکر اسکو بنایا اور دس لاکھ اسپر لاگت آئی۔ مسجد مین تین نہایت خوشنما گنبد ہین جنکا طول ۹۰ گز اور عرض ۲۰ گز ہی۔ سات محرابین اور صحن کی طرف گیارہ دروازے ہین جسمین ایک بیچ کا بہت بڑا ہی۔ ان درون پر تاریخ تعمیر۔ اور نام نامی شاہجہان سنگ موسیٰ کی پچیکاری سے کندہ ہی۔ شمال کا مینار بجلی سے گر پڑا تھا مگر ۱۸۵۷ء مین سرکار انگریزی نے از سر نو تعمیر کرا دیا۔ اسکے شمالی دالان مین پیغمبر اسلام علیہ السلام کے کچھ تبرکات رکھے ہین اور اس مقام کو درگاہ آثار شریف کہتے ہین وسط مین ایک صحن ہی جسکی لنبائی چوڑائی چارسو پچاس مربع فٹ ہی یہ ایک بلند چبوترے پر واقع ہی صحن کے تین جانب دو رُخے کھلے ہوئے دالان ہین ہر طرف مین ایک ایک دروازہ ہی جسکے آگے شاندار اور خوبصورت زینے ہین چوتھی جانب خاص مسجد ہی جسمین تین برج مغلیہ طرز کے نہایت خوبصورت سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہین انکے دائین بائین ایک ایک منارہ ہی جن پر سے شہر کا نظارہ نہایت ہی خوش آئندہ ہی تینون برجون کے نیچے کی عمارت زمین اور دیوارین سب سنگ مرمر کی ہین باقی ہر جگہ سنگ سُرخ کام مین لایا گیا ہی بیچ مین ایک حوض ہی کہ نمازی اُسی پر وضو کرتے ہین۔ اسکے تین عالیشان دروازے ہین جن پر بُرجی کیواڑ ہین۔

کالی مسجد یا کلان مسجد بھی قابل ذکر ہی کہ یہ شاہجہان کے زمانے سے قدیم تر ہی فیروز شاہ کی حکومت مین ۱۳۸۷ء مین اسکی تعمیر قیاس کیجاتی ہی اب یہ بوسیدہ ہوگئی ہی۔ مگر ہنوز کھنڈر نہین ہوئی ہی۔

قدیم زمانہ کا چاندنی چوک بازار بھی موجود ہی فیض بازار اور خانم کا بازار جو اسقدر عمدہ اور وسیع تو نتھے تاہم دہلی کے اور بازارون سے بدرجہا بہتر وسیع تر اور کشادہ تھے دونون کے بیچ مین سے چاندنی چوک کیطرح نہر گذرتی تھی چنانچہ فیض بازار کے ذرا سے ٹکڑے مین جو ہنوز باقی ہی نہر اور ایک حوض جو اس ٹکڑے کے وسط مین ہی اب بھی پانی سے لبریز دیکھے جاسکتے ہین۔ اُن کا وجود معدوم ہوگیا پریڈ گراؤنڈ جو کہلاتا ہی یہی ان دونون بازارون اور چاندنی چوک کے ایک چہارم یا پنجم حصے کی قبر ہی۔

ہائے یہ وہی چاندنی چوک ہی جسنے پانچ مرتبہ (نادر شاہ درّانی۔ تیمور لنگ۔ احمد شاہ ابدالی۔ مرہٹہ اور غدر) قتل عام دیکھا اور خونی ندیونکا فرش راہ بنا۔ اسکی چشم پیر نے کہان وہ بھیانک مناظر دیکھے کہان یہ آج

انگریزی راج کے بدولت جوہریون۔ سوداگردن۔ حلوائیون اور طرح طرح کے لوگونکی عظیم الشان عمارتون
اور دکانون کا مسکن ہی۔ چاندنی چوک کی نہراب ڈھک دی گئی ہی اور چند روز سے وہ بند بھی ہوگئی ہے
غدر کے بعد وسط بازار مین گھنٹہ گھر بنایا گیا جو خوبصورتی اور نزاکت مین فرد ہی۔ اور اس سے بازار کا حسن
دوبالا ہوگیا مگر حال مین شاید گذشتہ دربار کے بعد نو دس گنبدی عمارتین جو سبیل یا پیاؤن کے لیئے بنائی
گئی ہین بالکل ناموزون ہین اور اُنسے بازار کی خوبصورتی تباہ ہوگئی۔ درخت دو رویہ ہنوز موجود ہین
سڑکین بھی دونون جانب کشادہ ہین بیچ کی پٹری پر جو نہر کے اوپر بنائی گئی ہی پاپیادہ شرفا اور معمولی
آدمی چلتے ہین مگر ٹریم نے اس بازار کو گذر گر گونہ تنگ کر دیا اور اس سے بازار کا حسن مارا گیا عین گھنٹہ
گھر کے سامنے شمال کی جانب باغ ملکہ معظمہ ہی اس سے باشندونکو بڑا آرام ملتا ہی جنکے مکان اسکے آس پاس
ہین انکے واسطے تو یہ پائین باغ ہی مگر جو لوگ دن بھر کی محنت اور تکان کام کاج کے بعد شام کو دو گھڑی
تفریح کے واسطے یہان آجاتے ہین انکی واقعی زندگی ہو جاتی ہی۔ باغ ہی مین پبلک لائبریری اور
عجائب گھر ہی۔ کمیٹی کے دفاتر ہین اور ٹاؤن ہال ہی۔ ملکہ معظمہ مہارانی وکٹوریہ کا بت مسٹر جیمس اسکز کا
پیش کردہ ٹاؤن ہال کے سامنے چاندنی چوک کیطرف دیکھتا ہوا لگا ہوا ہی۔ یہ آخری وقت کی تصویر ہے
چہرے سے نیکی۔ اور راستی برستی ہی۔ امرتسر۔ لکھنؤ کے بتون سے یہ بدرجہا بہتر معلوم ہوتا ہی۔ لاہور کا
بت اور یہ ایک ہی کاریگر کے بنائے ہوئے معلوم ہوتے ہین۔

باغ کے کلارک گیٹ کے سامنے جانب شمال ریل کا اسٹیشن ہی دہلی وسط ہند ہونے کی وجہ سے
بہت سی ریلون کی خاتمہ اور ابتدا ہی۔ اور کئی کا وسط[۱]۔ گذشتہ دربار کے بعد دہلی کے اسٹیشن نے بیحد ترقی
کی ہی۔ اسٹیشن چونکہ وسط شہر مین آگیا ہی اس لیئے اسکے اوپر ایک لکڑی کا پل بنا دیا گیا ہی جس سے اُتر کر
بہت آسانی سے باشندے پرلی طرف پہونچ جاتے ہین۔ اُدھر ڈاکخانہ۔ تار گھر۔ ہائی سکول جو ریذیڈنسی کی عمارت
اور روز یر کی کچہری رہ چکا ہے ہین۔ فرنیچر کے سوداگر اور بڑے بڑے فوٹوگرافر بھی اُدھر ہین سینٹ اسٹیفنز کا
کالج بھی ہی جو ایم۔ اے۔ تک تعلیم دیتا ہی اور جس نے دہلی پر بہت بڑا احسان کیا ہی ۱۸۸۰ء مین جبکہ دہلی کا
مشہور کالج جسکی بنا ۱۷۹۲ء مین پڑی تھی ٹوٹ گیا۔ اسوقت دہلی کی تعلیم کا خدا ہی حافظ تھا کہ پادری صاحبان
نے ۱۸۸۱ء مین ایف۔ اے کلاس کھولدیا اور ۱۸۸۲ء سے جب سے کہ پنجاب یونیورسٹی بنی یہ کالج باقاعدہ
ایف اے۔ بی۔ اے۔ اور ایم اے کے واسطے طالبعلم تیار کرنے لگا۔ اسکی تعلیم ہر طرح سے قابل اطمینان ہی اسکا
اسٹاف نہایت قابل ہی اور اسکے تمام طالبعلم کسی نہ کسی صنف مین یکتا اور چال چلن کے اعتبار سے بہت

[۱] یعنی (۱) B.B.C.I. بی بی سی آئی۔ ریلوی۔ (۲) ایسٹ انڈین ریلوی (۳) اودھ روہیلکھنڈ ریلوی (۴) جی۔ آئی۔ پی ریلوی (۵) نارتھ ویسٹرن ریلوی کے یہان جنکشن ہین۔

عمدہ بیٹھتے ہین اسکی عمارت بھی بری نہین ہی۔ سر سوئٹن جیکب مشہور انجنیر جے پور نے بنائی ہی اور اب تو اسکا بورڈنگ ہاوس اور عمارتین برابر بن رہی ہین۔ کشمیری دروازے کے باہر ہی اسکا وسیع کرکٹ فیلڈ ہی جو شمالی ہندوستان مین فرد ہی۔ اسکے سامنے ہی پروٹسٹنٹ لوگون کا سینٹ جیمس گرجا ہی جسکو کرنل اسکنر نے بنوایا جن کا خاندان دہلی مین مشہور رہا اور جو لارڈ لیک کے ساتھ دہلی کے محاصرہ اور بھرت پور کے قلعہ کی فتح مین شریک تھے اور جنھون نے نمایان خدمات کے صلے مین ایسٹ انڈیا کمپنی اور نیز ملکہ معظمہ سے جاگیرین اور دیگر اعزاز حاصل کیے اسکی لاگت ڈیڑھ لاکھ سے اوپر بیان کیجاتی ہی کالج کے بائین ہاتھ کو کرنل اسکنر کی کوٹھی ہی جو کچھ ہندوستانی اور کچھ فرانسیسی طرز پر بنی ہوئی ہی۔ اسمین آجکل ہندو کالج ہی جو آٹھ دس سال سے جاری ہی۔ شہر کے باہر سول لائنس ہی۔ ڈیڑھ پونے دو میل کے فاصلے پر باڑونٹا ہی جس پر سے غدر کے زمانے مین افواج انگریزی گولہ باری کر رہی تھین۔ پہاڑی ہی پہاڑی پر ایک سڑک جانب جنوب مغرب باڑونٹے سے آتی ہی جس پر نلوکاریز دار (حوض) ہندو رائے مرہٹہ کی کوٹھی اور پیر غیب جو ایک قدیم عمارت ہے ملتے ہین۔ آگے چلکر راجہ اشوک کے زمانے کا ایک ستون جو کسی وقت مین گر کر پانچ ٹکڑے ہو گیا ہی ملتا ہی اسکی تاریخ اسپر کندہ ہی کہ یہ میرٹھ کے پاس کہین تھا اور یہ یہان کیونکر آیا۔ اس سے دو سوا دو سوگز آگے فتح گڈھ ہی جو اُن سپاہیون اور افسرون کی یادگار ہی جو دہلی کے ۱۸۵۷ء کے محاصرہ مین کام آئے۔ یہان سے اور نیز تمام پہاڑی سے اس خیمون کے شہر کا نظارہ خوب ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔

اس پہاڑی سے اُتر کر چھپال والون کا خوبصورت چھوٹا سا باغ چھٹی نویس نامی ہی برابر مین نہر روان ہی آس پاس دس بارہ دخانی کارخانے ہین۔ ہندو بسکٹ فیکٹری۔ دہلی کلاتھ مل۔ کرشنا مل۔ گنیش فلور ملز وغیرہ وغیرہ۔ سبزی منڈی ہی۔ مٹھائی کا پل ہی پھر وہ گنجان آبادی آجاتی ہی جسکو صدر بازار کہتے ہین اور جہان پنجابی مسلمان بساطی عمدہ اور بڑی بڑی دکانین رکھتے ہین اور یہان تجارت اچھی ہی۔ اس بازار کے سلسلے مین ہم شہر مین داخل ہو کر کھاری باؤلی بازار مین پہونچ جاتے ہین جو ناج کی منڈی ہی۔ یہ بتاسون کی گلی ہی جسمین اچار مربے والے اور واقعی بتاسہ والونکی دکانین ہین۔ یہ لال کنوان ہی۔ یہ حوض قاضی ہی۔ یہ سیتارام کے بازار کو راستہ جاتا ہی۔ یہ اجمیری دروازہ ہی۔ یہ پہاڑ گنج ہے۔

اب ہم قطب کی سڑک پر روانہ ہوتے ہین۔ یہ جنتر منتر جی کا مندر ہی یہ ہنومان جی کا مندر ہی۔ اس باغ مین جینیون کے استو ہوتے ہین۔ ابھی پانچ ان میل گذر چکا ہی یہ صفدر جنگ کا مقبرہ ہی چھوٹا سا ہی مگر خوب کہتے ہین کہ ہمایون کے وزیر صفدر جنگ نے مقبرۂ ہمایون کے پس اُفتادہ مسالہ سے اسکو اپنے واسطے جیتے جی تیار کرایا۔ دونون کا طرز ایک ہی ہو مگر لاگت کے خیال سے یہ اسکا عشر عشیر بھی نہین اور بہت چھوٹا ہے

یہ لیجیے وہ عظیم الشان منارہ قطب نظر آنے لگا - جو ہندوستان کے سب مناروں سے زیادہ بلند ہی - ٹھیک گیارھواں میل عین منارے کے نیچے ہی ہی - اسکی پانچ منزلین ہنوز باقی ہین کہتے ہین ایک منزل اور اسکے اوپر کی ساتوین منزل یعنی جو محض ستونون پر کھڑی ہوئی سنگین چھتری تھی کسی صدمے سے گر پڑین - ایک چھتری منارہ کے قریب ایک چبوترہ پر آجتک دیکھنے مین آتی ہی - اسکی بلندی ۲۳۸ فٹ ہی پہلی منزل سب سے اونچی ہی - نیچے کی سیڑھیان چوڑی اور اوپر کی منزلون کی سکڑی ہین - اسمین کل ۳۷۹ پتھر کی سیڑھیان ہین نیچے کی منزل مین ہندوانی طریقہ تعمیر نظر آتا ہی یہان تک کہ چور اسی گھنٹے جو ہندوؤن کے مندرون مین بنتے ہین وہ اسپر بنے ہوئے ہین - بارجون کا طرز بھی بالکل ہندوانی ہی تیسری منزل تک یہ جملہ امور نہایت نمایان ہین - عربی خط مین جو عبارت لکھی ہی وہ مکمل نہین ہی اور صاف معلوم ہوتا ہی کہ بعد مین چسپان کی گئی ہی ہان چوتھی منزل بالکل مسلمانی طرز کی معلوم ہوتی ہی اور پانچوین کا طرز بھی ایسا ہی مشکوک ہی جو چھتری نیچے رکھی ہی وہ بیشک ہندوانی طرز کی ہی مگر اسپر بھی مسلمانی طرز کی ہی - اگرچہ ہندو اسکو ہندوؤنکی ساخت سمجھتے ہین اور اس کے ارد گرد دیو ستھڑ کھمبا وغیرہ جو ہندوؤنکے مندرونکی ساخت کا سب سے پرانا طرز ہی اس امر کو ظاہر کرتا ہی کہ یہ ضرور ہندوانی عمارت ہو - نیز یہ کہ مسلمان بادشاہون نے اس امر کو بھی برا نہین سمجھا ہی کہ ہندوؤنکی اعلی درجہ کی عمارتون اور مندرونکو اپنے ملکون یا مسجدونمین شریک کرلین - چنانچہ دلی دروازہ کے باہر ہی جسکا نام آگرہ دروازہ بھی ہی فیروز شاہ کا کوٹلہ ہی جسمین آجتک اشوک کے زمانہ کا نایاب اور قدیم ستون موجود ہی اس بادشاہ نے اسکو ہٹوانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ اسکے ٹوٹ جانیکا خوف تھا اور اسکے آس پاس اپنے محلات اور قلعہ تعمیر کرایا - علاوہ اسکے دوسرا منارہ جسکی تعمیر پہلی منزل تک بھی تکمیل کو نہ پہونچ سکی صاف بتا رہا ہی کہ کسی مسلمان بادشاہ کو (قطب الدین ایبک ۱۱۹۳ء) یہ خیال آیا کہ آؤ اس منارہ کے مقابلہ کا دوسرا منارہ بنواکر اسکو مسجد بناؤ - چنانچہ بڑے بڑے دروازون کے کھنڈرات ابتک موجود ہین - جو لوگ ان دروازونکو مسجد کے دروازے سمجھتے ہین وہ غلطی کرتے ہین کیونکہ یہ غرب رویہ ہین اور جانب غرب مسجد مین دروازے نہین ہوتے بلکہ دیوار اور اسمین محرابین ہوتی ہین اور یہ دروازے اگر مسجد کے ہین تو ضرور وہ محرابین ہین جو مسجدین ہوتی ہین جنکے سامنے کھڑے ہوکر نمازی نماز ادا کرتے ہین - ورنہ یہ ممکن ہی کہ یہ کسی عظیم الشان محل کے دروازے ہون - یہ بھی ممکن ہی کہ قطب الدین ایبک کو ہندوؤنکی منارہ میسر ہوا ہو چوتھی اور پانچوین منزلین فیروز شاہ نے پھر دوبارہ بنوائی ہین - یہ بات تواریخ سے معلوم ہوتی - مگر یہ خیال بہرحال درست رہا کہ اول تین منزلون کا طرز تعمیر جو تھی اور پانچوین منزلون کے طرز تعمیر سے مختلف ہی - بہر حال جو کچھ بھی ہو اسوقت سارے ہندوستانیون ہندو مسلمانون سب کو اس منارہ - اسکی خوبصورتی اور اسکی بلندی پر بجا ناز ہے -

اسکی بلندی پر سے نظارہ نہایت ہیبت ناک ہی کہ انقلاب زمانہ مجسم نظر آنے لگتا ہی دنیا کی بے ثباتی اون پر نقش کالحجر ہو جاتی ہی کھنڈرات ہی کھنڈرات چارونطرف نظر آتے ہین۔ اُن مکانون محلون اور دیوانخانون کی چاردیواریان جنمین بڑے بڑے عائد و امرا اور نازک نازک بیگمین اور رانیان رہتے ہونگے۔ آجکل کھیتونکی باڑ ونکا کام دے رہے ہین۔ اُن مکینونکی ہڈیان تہ خاک ہوگئین انکے نازک جسم خاک مین ملگئے اور اب انکے سینون پر ہل چلتے ہین۔

اسکے نیچے ہی ایک مشہور لوہے کی لاٹھ ہی جسکی بلندی ۲۳ فٹ ۸ انچ ہی اور جسکا قطر ۱۶ انچھ ہی اور وزن ۱۰۰۰۰ من اندازہ کیا گیا ہی۔ یہ کسی ہندو راجہ کے توپخانہ کی ڈھلی ہوئی لاٹھ ہی کیونکہ اسکی تاریخ گو انگریزی مورخون کے خیال سے سنہ ۳۱۹ء ہی مگر جب اسپر سریچاچندر گپت اور بیرکرماجیت کی تعریف کندہ ہی تو مین اسکو ۲۰۰۰ برس ضرور قدیم تر تصور کرتا ہون ہندؤنمین اسکے متعلق یہ روایت ہی کہ اسکو رو اور پانڈو کے بزرگون نے منترونکے زور سے شیش ناگ کے مستک پر جمایا تھا اور خود برہمنون کی بات کا یقین نہ لاکر اسکو دوبارہ نکلوایا تھا اور خون مین آلودہ دیکھکر بہت پچتائے تھے۔ یہ بھی روایت ہی کہ یہ جتنی باہر ہی اُتنی ہی اندر ہی۔ گر یہ قیاس درست نہین معلوم ہوتا ہان پانچ فٹ ضرور اندر ہوگی۔

اسکے پاس ہی جوگ مایہ جی کا مندر ہی مشہور ہی کہ یہ نہایت پراچین دیوی ہی اور یہ کہ جوگمایہ کا مندر علاوہ ہندوستان مین صرف اسی جگھہ ہی۔ پرتا ممکن ہی پرانی ہو مگر جملہ عمارات بالکل نئی ہین اور مثل راجپوتانہ یا دکن کے پُرانے مندرونکے اسمین کوئی قدامت نہین پائی جاتی ہے

خواجہ صاحب کی درگاہ بھی نہایت مشہور ہی۔ پھول والونکی سیر انھین دو مقدس مقامون کے سہارے ہوتی ہی ساون کے مہینے مین جب چارونطرف سبزہ ہوتا ہی ایک بدھ اور جمعرات تجویز کر لیے جاتے ہین۔ بدھ کو سری جوگمایہ پر اور جمعرات کو درگاہ پر ہندو و مسلمانون کے پنکھے چڑھتے ہین۔ محمد شاہ رنگیلے نے اس میلے کی بنا ڈالی یہ بڑا اژدہام ہوتا ہی صدہا شوقین سیلانی فاقہ مست معمولی رئیس امیر شرفا سب ہی جاتے ہین محض اسی میلے کے واسطے قطب مین دہلی کے عائد و رؤسا کے مکان عمدہ عمدہ بنے ہوئے ہین ایک ایک کمرہ تین روز کے تین تین سو روپیہ پاتا ہی۔

قطب مینار سے ٹھیک مشرق مین چار میل کے ہوائی فاصلہ پر کالکا جی کا مندر ہی۔ یہان بھی سال مین دو مرتبہ چیت اور کنوار کی اشٹمی کو عظیم الشان میلا ہوتا ہی۔ اس سے ڈھائی میل کے فاصلے پر اوکھلا ہے کہ یہان جمن سے نہر جمن کو کاٹا ہی خوبصورت مقام ہی اور کالج کے طلبا اکثر اس مقام پر تفریح کے واسطے ہل مل کر جاتے ہین عموماً اس قسم کے مقامات خوبصورت اور دلکش ہوتے ہین۔ اوکھلا بھی انھین مین سے

ایک ہے۔ چار میل دلّی کی طرف چلکر عرب سرائے آجاتی ہو کہ اسکی چار دیواری بڑی اور محفوظ آجتک موجود ہو سڑک کے دائین طرف ہمایون کا مشہور مقبرہ ہو اور بائین طرف حضرت نظام الدین چشتی کا مزار شریف۔ ہمایون کے مقبرہ کے گنبد پٹھانی طرز کے ہین برخلاف اسکے اُسکے مقابل کے صفدر جنگ والے مقبرے کے جس کا ذکر آیا مغلانی طرز کے ہین ایک عظیم الشان چبوترہ پر جسکی بلندی ۲۰ یا ۲۱ فٹ ہوگی یہ عمارت سنگ سرخ اور سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہو اور سنگ سفید کی پچیکاری ہو وسط مین ایک عالیشان سنگ مرمر کا گنبد ہو کہ اُسی گنبد کے نیچے شہنشاہ ہمایون مدفون ہو۔ اسکی خوبصورتی بقول سر سید احمد خان اپنا نظیر نہین رکھتی۔ سنگ مرمر اور سنگ سرخ سے ملا کر اسکو بنایا ہو۔ سنگ تو وہ لطیف کہ موتی شرما ہوا اُس کے آگے دریائے خجالت مین ڈوب جاتا ہے اور سنگ سرخ وہ نادر کہ گلاب کی پنکھڑی پر بھی شرف لیجاتا ہو۔ برج اسکا نرا سنگ مرمر کا گویا خدا کی قدرت کے دریا کا ایک موتی ہو۔ قطع اسکی ایسی خوبصورت کہ آسمان بھی اسکے آگے پانی کا ایک بلبلہ ہے۔ اردگرد کے نیچے گنبدون مین بیگمون شہزادون اور شہزادیون کی قبرونکے تعویذ ہین قبرین تمام نیچے ہین اور غالباً کچی بنی ہوئی ہون گی کیونکہ اہل اسلام پکی قبر بنوانا اچھا نہین سمجھتے۔ مقبرے کے چارون طرف دیوار ہو اور چار دروازے ہین جنمین سے اکثر آجکل بند رہتے ہین صرف ایک غرب رویہ صدر دروازہ اور دوسرا جنوب رویہ کھلے ہوئے دیکھے گئے ہین۔ نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی کے حکم سے سولہ برس کے عرصے مین پندرہ لاکھ کے صرف سے ۹۶۵ھ مین یہ تعمیر ہوا تھا۔ کالکاجی کے میلے کے روز یہان خوب لطف رہتا ہو کیونکہ سارا میلہ یہان آکر جمع ہو جاتا ہو ہنسی مذاق دل لگی۔ کہین خوانچہ والون کی پکار کہین میان بہشتی کے کٹورے کی جھنکار کہین ملائی کی برف کے مزے کہین چاٹ کے لطف کہین شراب کباب کے دور۔ غرض عجب سمان ہوتا ہو اور سارے میلے مین ایک فرد بشر کو بھی یہ خیال نہین آتا کہ یہ عبرت کی جگہ ہے۔

سڑک کے بائین طرف قریب ہی حضرت نظام الدین چشتی کا مزار ہو۔ مزار تو ایک چھوٹے سے حجرے مین ہو تال کٹورہ کے نام سے ایک بڑا گنبد ہو جسمین سونے کا ایک بڑا کٹورہ آجتک وسط مین آویزان ہو۔ مجاورون کا بیان ہو کہ ہر چہار اکناف مین بھی سونے کے کٹورے آویزان تھے مگر دستبرد زمانہ یا گوجرون کے چالاک ہاتھون نے سب کو غارت کر دیا۔ سب سے زیادہ دلچسپی اور عبرت کی جگہ شاہجہان کی بیٹی نورجہان کی قبر ہو جسکو اسنے ۱۰۶۱ء مین اپنے جیتے جی بنایا تھا۔ خود شاعرہ تھی یہ شعر پتھر پر کندہ قبر کے سرہانے مرنیوالی کی بلند خیالی اور زمانہ کی کجی کو آئینہ کر رہا ہے۔

بغیر سبزہ نپوشد کسے مزار مرا
کہ قبر پوش غریبان ہمین گیاہ بس است

اسکے چاروں طرف آگرہ کے چابکدست سنگ تراشوں نے سنگ مرمر کی جالیاں کاٹی ہیں اور خوب ہی صناعی دی ہی قریب قریب ایک ہی سنگ سرخ کی عمارت ہی کہ اسکے نیچے صدہا قبریں ہیں۔ اللہ اللہ دہلی نے بھی کیا کیا انقلابات دیکھے ہیں چشم عبرت گزیں کے واسطے خداوند کریم نے دہلی کو ایک کتاب بنایا ہی اور کھنڈرات کو اوراق فلسفہ و مذہب۔

یہاں سے ایک میل دہلی کی طرف پرانا قلعہ ہی جس کو لوگ اندرپرست کا بقیہ بتلاتے ہیں۔ اب اسکے اندر کھیتی ہوتی ہی اور گنوار لوگ رہتے ہیں وہ مسجد بھی ہنوز باقی ہی جس پر سے گر کر ہمایوں ہلاک ہوا تھا۔ قلعہ کے دروازوں کی ساخت سے عمارت ہندوانی ضرور معلوم ہوتی صرف ایک دروازہ کھلا رہتا ہی باقی بند ہیں اور ایسے بند کہ آسانی سے کھل بھی نہیں سکتے۔ چاردیواری ہنوز باقی ہے۔

آہ دہلی ہمیشہ انقلابات کا مسکن رہی آخر ہر ایک بات کی ایک انتہا ہوتی ہی اب تو ایسا کر کہ دہلی کو کوئی اور انقلاب نہ دیکھنا پڑے کیونکہ یہ بھی اب انقلابوں دل شکن اور روح فرسا انقلابوں سے تنگ آکر ایک رعایا پرور عدل گستر بادشاہ کے قدموں میں پناہ گزیں ہوتی ہی جس کے قدوم میمنت لزوم نے آج اسے رشک فردوس بنا دیا ہے۔

ہر گو وند نگم

ہز مجسٹی شاہ جارج پنجم کے علاوہ تاریخ انگلستان میں جارج نام کے چار اور بادشاہ ہو چکے ہیں۔ انکی تفصیل یہ ہے۔

نام	سنہ ولادت	سنہ جلوس	سنہ وفات
شاہ جارج اول	سنہ ۱۶۶۰ع	سنہ ۱۷۱۴ع	سنہ ۱۷۲۷ع
شاہ جارج دوم	سنہ ۱۶۸۳ع	سنہ ۱۷۲۷ع	سنہ ۱۷۶۰ع
شاہ جارج سوم	سنہ ۱۷۳۸ع	سنہ ۱۷۶۰ع	سنہ ۱۸۲۰ع
شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۷۶۲ع	سنہ ۱۸۲۰ع	سنہ ۱۸۳۰ع

گویا ہز مجسٹی کے پیشتر ۱۱۶ برس تک حضور کا نامی انگلستان پر حکومت کر چکا ہی۔ ہماری دعا ہی کہ تمام سلطنت پر جارج پنجم کا سکہ کم از کم صد دو صد سال جاری رہے۔ آمین ثم آمین۔

ہندوستان اور شہنشاہ دام اقبالہم

خدا کی دین۔ وہ بھارت نے سرزمین پائی ازل سے چرخ کو ہے حسرت جبین سائی
نہوگی اس سے زیادہ تقدس آرائی کہ اسکے واسطے گنگا بہشت سے آئی

جھلک ہے ذرّوں مین انوار کبریائی کی
بتون مین شان نظر آتی ہے خدائی کی

اسی زمین پہ بدھ جیسے رہنما گذرے یہین مقتدر وارین اولیا گذرے
مہارشی۔ منی۔ یوگی۔ مہاتما گذرے جنک سے راجے مہاراجے باخدا گذرے

اودھ کا رام رما ہے جہان کے جل تھل مین
بھرا ہے جلوۂ کرشن آج برج منڈل مین

ہمین بتائین انھون نے ہین راہین نیکی کی نہین چھپائی کوئی بات تھی جو خوبی کی
ہے سب سے پہلی ہدایت خدا پرستی کی پھر اسکے بعد ہے تلقین راج بھگتی کی

خدا کے بعد شہنشاہ کا ہی رتبہ ہے
یہی مجاز و حقیقت کا اک معمہ ہے

سکھائی طرز عمل مین تھی راست کرداری گناہ سخت بتائی گئی ریاکاری
عمل طراز تھے سُن کر نصیحتین ساری دلون مین رکھتے تھے وہ جوہر وفاداری

کہ رامچندر کو کب بادشا سمجھتے تھے
وہ راج بھگت تھے ایسے خدا سمجھتے تھے

وہی ہے مملکتِ ہند مرجع پاکی یہی رعایا ہے نسلوں مین اُس رعایا کی
نہ اسمین مکر و دغا ہے نہ اسمین چالاکی نہ اسمین فطرتی ہے سرکشی و بیباکی

بسر و چشم سایہ ہے اُس شاہ عدل گستر کا

گمان جس پہ ہے دھرما تما یدھشٹر کا

مچی ہے دھوم مسرت کی راجدھانی مین
ادائین طرفہ ہین دلّی کی دلستانی مین

خوشی نہ ایسی ہوئی دور آسمانی مین
حباب جامہ مین پھولے خوشی سے پانی مین

غرضکہ دہلی کی رشک بہشت گلیان ہین

نظر اُٹھاؤ جدھر طرفہ رنگ رلیان ہین

ازل سے دہلی کو ہی تختگاہ کی عزت
ہر ایک دل مین ہی اندر پرست کی عظمت

بڑھی ہوئی نہو کیون آج اور بھی وقعت
زہے نصیب۔ خوشا بخت خوبیٔ قسمت

کہ جارج پنجم ذی شان بصد حشم آئے

ہزار شکر! شہنشاہ کے قدم آئے

ابھی نہ بھولے تھے دربار سنہ کا
وہ شان و شوکتِ برٹش کا نقش اوّل تھا

وہ نقشِ ثانی تھا ستہ مین جو جشن ہوا
اور اسکا کہنا ہی کیا۔ وہ واہ صلِّ علیٰ

بذاتِ خاص شہنشاہ رونق آرا ہین

حضور ملکہ بھی ہمراہ مین جلوہ فرما ہین

خوشا نظارہ دربار غیرت گلشن
نثار کرتے ہین اہل ہند تن من دھن

ہوئے ہین جمع بصد شوق طفل و مرد و زن
اسی لئے کہ ہون بھارت نریش کے درشن

دلون کو کر رہی ہے بس مین یہ نول جوڑی

ہمیشہ خوش رکھے جگدیش یہ جُگل جوڑی

زہے نصیب! حضور اپنے شاہ شاہان ہین
وفا سرشت۔ رعایا۔ مطیع فرمان ہین

خطا بھی ہوتی ہی بندون سے کیونکہ انسان ہین
مگر حضور کے پھر ہمہ رحم و احسان ہین

اسی سے شاہ کو لیتی پناہ کہتے ہین

اسی صفت سے ہی ظلِّ الٰہ کہتے ہین

دعائین دیتی ہی مخلوق اور مبارکباد
الٰہی خوش رہے سُلطان و مملکت آباد

بزیر سایۂ برٹش رہے رعیت شاد
وبا و قحط کی بنیاد۔ یان سے ہو برباد

ہماری زندگی فیض قدم کی برکت سے

بسر ہو چین سے راحت سے عیش و عشرت سے

شرر سہارنپوری

قصیدہ تہنیت دربار شاہنشاہی
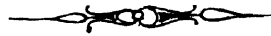
پھر کھلا صبحدم دریچۂ نور ۔ ظلمت شام غم ہوئی کافور
پھر چلا ایسکے جام آتش رنگ ۔ ساقی سرخ فام نشہ مین چور
بنگیا پھر سواد ہندستان ۔ اک محیط فضائے عالم نور
وندھیاچل کی اونچی چوٹیان پھر ۔ ہوئین چشمک زن تجلی طور
یعنی بھارت کی راجدھانی مین ۔ پھر یہ ہر سو کے جشن کا ہے ظہور
یعنے شاہنشہ معظم ہند ۔ جارج پنجم و میری غیور
تاج ہندستان و انگلستان ۔ رشک خاقان و قیصر و فغفور
آنکھین جن کے جمال سے روشن ۔ دل ہے جن کے خیال سے مسرور
عہد مین جن کے ہے رعیت شاد ۔ دور مین جن کے ملک ہے معمور
جلوہ آرا ہین خود بنفس نفیس ۔ زیب دربار ہین نظام حضور
لشکریان صف شکن بجلوہ ۔ راجگان شاہزادگان بحضور
یعنی سب والیان ہندستان ۔ جمون کشمیر اور اُودیپور
شاہ آسام و لامۂ تبت ۔ راجگان بڑودہ و میسور
والی مسقط اور خان قلات ۔ راجہ گوالیار اور اندور
سب سورج بنسی اور چندربنسی ۔ راجہ جودھپور اور جیپور
جس کے دربار مین ہین یون روشن ۔ جیسے سورج سے ذرے ہون پُرنور
یادگاران پرتھی و جے چند ۔ جانشینان تغلق و تیمور
وارثان سپاہ دُرانی ۔ سربرآوردگان غزنی و غور
سورمایان راجپوت و سکھ ۔ غازیان قبائل مشہور

غول دیوان راون واندر — فوج بھیلان والی جستور
تیغ باندھے کمر مین خون آشام — تیر کنٹھے لگائے زخمو نین چور
جملہ شیران بیشۂ پیکار — سب نہنگان بحر خون مغرور
جس کے آگے ادب سے ہین حاضر — جس کی تعمیل حکم پر مجبور
عہد کی جس کے برکتین بیحد — عقل اول شمار سے مجبور
جس کے الطاف لاتعد وشمار — اور جس کے فیوض لامحصور
ہند مین اس طرح کا جشن عظیم — ایسا دربار دیدۂ بدکور
کسی تاریخ سے نہین ثابت — اور کسی عہد مین نہین مشہور
خاک دلی ترے نصیب کہ تو — بادشاہون سے پھر ہوئی معمور
کامرانی کی ہر طرف ہے بہار — شادمانی کا ہر جگہ ہے وفور
کیا نصیبا ہے ہند کا چمکا — کہ عیش سے ہین سب مخمور
اے شہنشاہ آسمان اورنگ — اے جہاندار معدلت دستور
تیرے خادم خدیو اور خاقان — تیرے محکوم قیصر و فغفور
سلطنت تیری غرب سے تا شرق — ملک آباد شاد اور معمور
ہوئے اجزائے مذہب و ملت — تیرے آئین اور ترے دستور
بادشاہون پہ واجب التعمیل — تیرے احکام اور ترے منشور
تیری افواج بیحساب و شمار — تیرا اقبال فاتح و منصور
تو سلامت رہے ہزار برس — ہر برس اک صدی بنے بھرپور
اور رہے دو بہیہ تسلسل کا — یون ہی کرتا رہے زمانہ مرور
میرا منھ تیری مدح خوانی کا؟ — بس دعاگوئی تھی مجھے منظور

اس سے زائد تری ستائش مین
نطق بیکار ناطقہ معذور

نادر علیخان نادر کاکوروی

خیر مقدم پادشاہ

چمن مین مست ترنم ہی قمری خوشخوان / چہک رہی ہی مسرت سے بلبلِ بستان

ہے رقص مین کہین مصروف غول طاؤسان / پپیہے بول رہے ہین کہین نشاط کنان

کہین ہین مست مسرت عنادل گلزار / کہین وفور مسرت سی ہنستی ہین کلیان

گلون نے طرز رعونت بھلائی ہی دل سی / ہین عندلیبون سے سرگوشیان سی کچھ پنہان

نسیم صبح سے ہے شامہ جو عنبر بیز / شمیم باد صبا سے دماغ مشک افشان

جمال روئے درخشان ہی کسکا جلوہ فزا / کہ رشک مطلع مہر فلک ہے ہندستان

ہے روز مقدم مسعود جارج خامس آج / کہ چار حد جہان مین خوشی کے ہین سامان

بہار ملک و ایالت وہ شاہ عالی قدر / ہے بادشاہ و شہنشاہ ہند و انگلستان

ہے جس کا زینہ حشمت فلک سے بالاتر / ہے جسکا چہرۂ اقبال مہر سے رخشان

قدوم میمنت آگین جارج پنجم سے / بہار خطۂ دہلی ہی آج رشکِ جنان

دل و دماغ تھے معمور عیش سے سبکے / ہوا تھا مقدم میمون کا جبسے یان اعلان

خوشا نصیب ہوئی دید آج ہمکو نصیب / دعائے نیم شبی کا رہا اثر نہ نہان

نشاط عام کی پھیلی ہے ایسی کچھ تاثیر / کہ مرغ قبلہ نما بھی خوشی سی ہے رقصان

پڑھون مین مطلع ثانی وہ مدح حاضر مین / خجل ہو جسکی تجلی سے نیر تابان

تو ہی ہے وارث تخت و کلاہ ہندستان / تو ہی ہے مالک تاج و سریر انگلستان

تو ہی تو ہے گل خندان گلشن انگلینڈ / فرنگ ہے ترے فرہنگ و عقل پر نازان

ہے حسرتِ دلِ اسکاٹلینڈ و ویلز تو ہی / تری ہی آرزو رکھتے ہین اہل ہندستان

ضیا سے تیری منور ہے شہر دہلی آج / بہار سے تیری فصل بہار ہندستان

نثار کیون نہ رعایا ہون جان سے تجھپر / نہ کیون ہون انکی نگاہون کو دید کے ارمان

نہ کیون ہون شاد رعایا جمال سی تیرے / تری ضیا سے نہ کیون وا دلون کی ہون کلیان

ہز امپیریل مجسٹیز شاہنشاہ جارج پنجم و ملکہ میری

موافق آب و ہوا ہند کی ہو جارج تجھے
ہو ساز گار طبیعت کو سیر ہندستان

بہار عمر کی تیری بہار افزون ہو
نہ پہونچے گلشن اقبال کو گزند خزان

تری خوشی سے رعایا کو ہو خوشی بدی
ہو ساز گار تجھے دائمی نشاط جہان

بھلا دے جاہ ترا اصولت سکندر کو
مٹا دے عدل ترا نصفت انوشروان

سخن کو طول نہ دے اختصار کر اے بدر
مجال حرف و بیان تنگ ہے یہان نادان

نہ طبع مین تری جودت نہ فکر کو پرواز
پھر اُسپہ مدح شہ جارج پنجم ذیشان

کہان تو اور کہان وصف جارج خامس کا
کہان ہے ذرہ کہان مدح نیر ذیشان

بپاس خاطر مشفق دیا نرائن ہست
اگرچہ مایہ دریا بہ کلک تو پنہان

مثال انچہ بگیرید مختصر گیرید
مکن زیاد فراموش و ختم کن تو بیان

زبخت باد مسترین شہنشہ جارج
زلطف خاص تمتع پذیر بدر زمان بدرالزمان بدر

(آمد شاہ)

آتا ہے سوے دہلی شاہ جہان ہمارا
لندن بنا ہوا ہے ہندوستان ہمارا

یورپ سے ایشیا تک کیا صاف راستہ ہے
بے کھٹکے چل رہا ہے اب کاروان ہمارا

دربار تاجپوشی اور اہل ملک و دولت
تار دن مین ماہ تابان ہے حکمران ہمارا

اے جارج قیصر دہلی قدموں سے تیرے گلشن
کیا ہی بہار پر ہے یہ بوستان ہمارا

اے تاج بخش تجکو شاہنشہی مبارک
سینے مین آج دل ہے کیا شادمان ہمارا

اے خسرو زمانہ اے بادشاہ دوران
مثل دل و جگر ہے تو میہمان ہمارا

ہندوستان کے ساکن خوش ہو کے کہہ رہے ہین
لو دیکھو آرہا ہے روح روان ہمارا

آمد سے تری عالم کا اور رنگ ہے عالم
کہتے ہین سب کہ جاگا بخت جوان ہمارا

دہلی مین تاجپوشی تیری تیار ہی ہے
ہندوستان کے ہم ہین ہندوستان ہمارا

پھیلا کے پاؤن سوتے ہین تیرے عہد مین ہم
دنیا مین کون تجسا ہے مہربان ہمارا

محشر شراب عشرت سے مست پھر رہے ہین
سرمایہ فیض کا ہے پیر مغان ہمارا

محشر لکھنوی

تہنیت دربار قیصری

آج ہی غیرت صد روضۂ رضوان دِلّی　　نظر آتی ہے سراپا چمنستان دِلّی
در و دیوار سے پیدا ہین خوشی کی آثار　　باغ عالم مین ہے گویا گل خندان دِلّی
بنگئی مملکت ہند شبستان سرور　　اور ہے رشک دہ شمع شبستان دِلّی
آئی ہے گلشن دہلی مین بہار رفتہ　　سر بسر ہے گل مقصود داماں دِلّی
تجھ مین اے مصدر اجلال و شکوہ پیشین　　آ ہی اور ہی کچھ رنگ نمایان دِلّی
شکر جاری ہے تری لب پہ شکایت کی جگہ　　آ گیا ہاتھ مگر چارہ حرمان دِلّی
شکوہ جاتا رہا سب تفرقہ پردازی کا　　بندھ گیا نسخۂ اوراق پریشان دِلّی
سیکڑون دیکھے ہین ہنگامۂ محفل تو نے　　نئے انداز کے لیکن ہین یہ سامان دِلّی
تجکو معلوم ہی کچھ وجہ نشاط بیحد　　جانتی ہے سبب عیش فراوان دِلّی
صورت دیدۂ یعقوب ہے قسمت روشن　　ضو فگن تجھ مین ہے یعنی مہ کنعان دِلّی

جلوۂ شاہ سے پیدا ہی یہ جوبن تیرا
چپہ چپہ ہے بنا غیرت گلشن تیرا

شادی جشن سی معمور ہی گھر گھر کیسا　　شادی آباد ہمشا ہند سراپا کیسا
جارج پنجم سر دربار ہین جلوہ فرما　　لمعہ افروز ہی عکس رخ انور کیسا
دیکھکر قامت والا کی دلآویزی کو　　تھوڑا تھوڑا ہوا جاتا ہے صنوبر کیسا
خندۂ گلشکری مین دُر دندان کا عکس　　لطف زا ہے صفت قند مکرر کیسا
اللہ اللہ رے یہ دبدبۂ شان و شکوہ　　چتر بردار بنا ہے شہ خاور کیسا؟
تخت زرین کے تجل سے دبا جاتا ہی　　چرخ ہے آج زمین سے بھی فروتر کیسا
کہ رہے ہین یہی تیور کہ ہمارے آگے　　ذکر اقبال فریدون و سکندر کیسا
مرحبا چشم نمائی مین ہی تلوار کی کاٹ　　چین ابرو کا ہے چلتا ہوا خنجر کیسا

نہین ممکن نہ کوئی پائے شقاوت کی سزا　　تیغ سیلاب ہے کاٹا گیا پتھر کیسا
فلکِ سطوت وصولت کا ہے تارا قیصر
صفحۂ دہر پہ یکتا ہے ہمارا قیصر

شاہِ والا کی سواری کا تجمل دیکھو　　طرقوکا ہے یہ کیا شور یہ کیا غل دیکھو
بحر نے بھیجے ہین صدقے کے لئے لعل گہر　　باغ حاضر ہے لئے نذر زریہ گل دیکھو
غم مبتدل بخوشی آج ہوا ہے یکسر　　نغمۂ عیش بنا نالۂ قلقل دیکھو
جون کی طرح دسمبر بھی خوشی لایا ہے　　کامرانی کا ذرا دور و تسلسل دیکھو
بزم شاہی کا یہ سامان کہ سبحان اللہ　　ماہ تابان ہے بجائے قدحِ مُل دیکھو
ظلم کو دخل کہان دور ہمایون مین بھلا　　ستم و جور کا پہلے ہی ہوا قُل دیکھو
بل گیا ہے جو سبق الفت و دلبری کا　　نہین کرتی نگہ یار تغافل دیکھو
وصفِ عالی مین غزلخوان ہو نہین بلبل کیطرح　　نظم میری ہے شگفتہ صفتِ گل دیکھو
زلف کے ساتھ لکھی ہے رخ انور کی ثنا　　ہے عیان جلوۂ حسنِ گل و سنبل دیکھو
اے شہنشاہِ فلک قدر و ثریا رفعت　　حکمرانی کے مراتب جو ہین تم کُل دیکھو

قہر دشمن پہ گرے سنگِ فلاخن کیطرح
چمن اقبال کا پھولے پھلے گلشن کیطرح

سید محمد فاروق

قطعہ تاریخ تاجپوشی حضور قیصر ہندوستان دام اقبالہ

دعا مہر کی ہے بصد شان و شوکت　　سلامت رہین شاہ و ملکہ الٰہی
زہے سال ہے تاجپوشئ شہ کا　　ہوا بے نظیر آج دربار شاہی

سن　۱۱　۱۹　۶

(دیگر)

ابر رحمت بنکے آئی ہے بہار　　واہ کیا دربار یہ دربار ہے
تاجپوشی کی رہے تاریخ مہر　　تم بھی یہ کہدو۔ خوشا دربار ہے

سن　۲۹　۱۳　ھ

سکھدیو پرشاد مہر

دربارِ دہلی

مژدہ اے دہلی! کہ پھر جشن کے سامان ہونگے ۔۔۔ جلوہ افروز یہان قیصرِ ذی شان ہونگے
چشمِ مشتاق تھی خوگرِ دہٗ دیدارِ شہان ۔۔۔ اَب نکلنے کو مچلتے ترے ارمان ہونگے
جمع ہونگے طرب و عیش و نشاط و عشرت ۔۔۔ الم و درد و غم و رنج پریشان ہونگے
ہند کے راجہ۔ مہاراجہ و نواب تمام ۔۔۔ پھر بصد شان تجمل ترے مہمان ہونگے
پھر نیا عالمِ بشگفتگی دیکھین گے ہم ۔۔۔ پھر ترے کوچے بہ کردارِ گلستان ہونگے
ترے اقبال کے تارے وہ نہین گے سارے ۔۔۔ تاجِ شاہی پہ جو ہیرے جو درخشان ہونگے
تری قسمت کی سیاہی کو مٹانیکے لیئے ۔۔۔ نظر افروز مہ و مہر چراغان ہونگے
اثرِ جلوۂ دربار سے وہ ویرانے ۔۔۔ جو کسی عہد مین شاہونکے شبستان ہونگے
اور اَب جنکے مکین زیرِ زمین سوتے ہین ۔۔۔ وہ مکین جن کیلئے عرش پہ ایوان ہونگے

عالمِ نور و ظہور اُنمین نظر آئے گا پھر
کہ جسے دیکھ کے دل لوگونکے قرحان ہونگے

مہ و انجم کا جو دربار ہے۔ شاید فلکی ۔۔۔ اُسی دربار کے اجلال پہ نازان ہونگے
دہلی دربار انھین ایک نظر دیکھنے دو ۔۔۔ اُن سے پھر کلمۂ انصاف کے خواہان ہونگے
دیکھنا پھر کہ خجل اوج کیا کیا ۔۔۔ زحل و مشتری و زہرہ و کیوان ہونگے
اُنکی نظرون مین سمائیگا نہ دربارِ فلک ۔۔۔ دہلی دربار کے انداز پہ قربان ہونگے
یہ وہ دربارِ معلّٰی ہے کہ اے اہلِ نظر! ۔۔۔ اسکے جلوون پہ فدا انجمِ تابان ہونگے
قابلِ دید یہ دربارِ ہمایون ہوگا! ۔۔۔ جسکے دروازون پہ جم مرتبہ دربان ہونگے
اور وہ صاحبِ دربار ضیا سے جسکی ۔۔۔ مہ و خورشیدِ فلک نور بداماں ہونگے
جس سے کم حشمتِ عدل و خرد و فکرت مین ۔۔۔ جم و اسکندر و کسریٰ و سلیمان ہونگے

بحر و بر جسکی اطاعت مین جھکاتے ہین سر　　　اور یونہی جسکی رضاجوئی مین کوشان ہونگے
جسکے اوصاف کی مداح ہے ساری دُنیا　　　عرش پر بلکہ ملائک بھی ثنا خوان ہونگے

وہ نگہبانِ رعایا ہے زمانے بھر مین
فضل و الطاف خدا اسکے نگہبان ہونگے

عہدِ پیشین کے شہنشاہون کے جشنِ دربار　　　یاد تجھکو بہت اے گردشِ دوران ہونگے
ایسا دربار مگر تو نے نہ دیکھا ہوگا　　　بات یہ ائین نہ ہوگی نہ یہ سامان ہونگے
ایک اک قوم سے مخصوص لیے ہے وہ دربار　　　سب مگر اسمین طرب کوش بہ یکسان ہونگے

چرچ مین - دیر مین مسجد مین دعائین ہونگی
شاد عیسائی و ہندو و مسلمان ہونگے

پھولے جاتے ہین خوشی سے چمن ہند کے پھول　　　کہ نثارِ رہِ شاہنشہِ دوران ہونگے
شاہ کے فیض گل نقشِ قدم سے اے ہند　　　غیرتِ باغِ جنان تیرے بیابان ہونگے
تیرے گلزار مین آئے گی بہارِ تازہ　　　کہ یہان سروِ ولایت کے خرامان ہونگے
اب کے آئیگی یہان ماہِ دسمبر مین بہار　　　مقدمِ شاہ مین موسم بھی شتابان ہونگے

گرم دل گرمیٔ نظارہ سے ہونگے سیاح
کب وہ زحمت کشِ آزارِ زمستان ہونگے

للہ الحمد! کہ مغرب سے اُٹھا ابرِ عطا　　　غلہ کیا - گوہر نایاب بھی ارزان ہونگے
موتی برسائیگا وہ ہند پہ اے اہل وطن　　　اب سے بھی آپ سوا بندۂ احسان ہونگے
فیضِ دربارِ شہ کشورِ آزادی سے　　　مرغِ پر بستۂ صیاد پر افشان ہونگے

سُنتے ہین ہونگے اسیران وطن بھی آزاد
اُن کی آزادی پہ محروم بھی شادان ہونگے

تلوک چند محروم

یورپ کے دل سے نکلا ارمان اک ہمارا

اے سرزمین دہلی! چمکا ترا ستارا — پھر پائے تخت شاہی سلطان نے سنوارا
گیتی فروز اب ہے وہ خسرو معظم — یورپ کے دلسے نکلا ارمان اک ہمارا
دنیا ترے کرے کو جس نے کیا منور — خورشید بنکے چمکا مغرب سے وہ ستارا

تعلیم اسنے دی ہے یہ گرمی نگہ سے — علمی ترقیوں کا بڑھتا چلا ہے پارا
موجودہ سلطنت کے دیکھ آکے کارنامے — اب خواب ہوگئے ہین افسانہائے دارا
گذرے ہوئے سلاطین ہین پردۂ عدم مین — کرتی ہین اُنکی روحین اس جشن کا نظارا
برطانیہ حکومت کرتی ہے ناز جس پر — وہ آفتاب اب ہے دہلی مین جلوہ آرا

وہ کون عدل گستر؟ سلطان جارج پنجم
دنیا ہے ایک پیکر اور جان جارج پنجم

بند دوم

گر نفس سلطنت کی توقیر ہے تو یہ ہے — انصاف کی مجسم تصویر ہے تو یہ ہے
دیکھو سیاست اسکی دیکھو حکومت اسکی — تدبیر ہے تو یہ ہے تقدیر ہے تو یہ ہے
دنیا کو جگمگا دے تیرا فروغ سطوت — بس خواب سلطنت کی تعبیر ہے تو یہ ہے
بس دیکھنے کے قابل ہی سرنوشت اسکی — قدرت کے موقلم کی تحریر ہے تو یہ ہے
شایان ہی اسکی شاہی دنیا ہی سب اسکی — اجمال ہے تو یہ ہے تفسیر ہے تو یہ ہے
اسکی نگہ کی ہیبت ہی دشمنون پہ غالب — ترکش مین تیرے دنیا گر تیر ہے تو یہ ہے
دنیا کی ساری قومو اُسپر فدا ہو دلسے — حق مین تمھارے کوئی اکسیر ہے تو یہ ہے

یہ نغمہائے مدحت ہونگے مجھے مبارک
سلطان کی پائے بوسی دہلی تجھے مبارک

عزیز لکھنوی

خاکِ دہلی

ہوئے اے خاکِ دہلی تجھ پہ جورِ آسمان کیا کیا ۔۔۔ چمن تیرا رہا ہی وقفِ تاراجِ خزان کیا کیا

تماشے سیکڑون دیکھے ہین تونے دورِ گردون کے ۔۔۔ ہوا تجھ مین ظہورِ انقلابِ آسمان کیا کیا

ترے گنجِ شہیدان پر نظر پڑتی ہی عالم کی ۔۔۔ لُٹے ہین دولت و حشمت کے تجھ مین کاروان کیا کیا

دبے فتنے ترے ویرانون مین دیکھے ہین مُبصر نے ۔۔۔ بہار آگین رہا ہی تیرا اندازِ خزان کیا کیا

تو اے چشم و چراغِ ہند ہی دولت کا گنجینہ ۔۔۔ ہوئے ہین گنجِ خوبی تیری مٹی مین نہان کیا کیا

نہین ہی سلطنت پر سلطنت کی شان ہی تجھ مین ۔۔۔ تری پستی سے اندازِ بلندی ہی عیان کیا کیا

ہین آثارِ صنادید اعتبار آموزِ عالم ۔۔۔ ترے کھنڈرون کو پایا خلق نے گوہر فشان کیا کیا

قدامت نے تری حیرت مین ڈالا ہی زمانے کو ۔۔۔ تری تہذیب کے پیدا ہین دنیا مین نشان کیا کیا

زباندان کیسے کیسے محفل افروزِ سخن آئے ۔۔۔ دکھا کر چل دیے آرائشِ حسنِ زبان کیا کیا

نصیر و ذوق و مومن غالب و آزردہ و احسان ۔۔۔ تری خاکِ مطہر سے اُٹھے جادو بیان کیا کیا

تری ہی خاک سے پیدا ہوا داغِ سخنور بھی ۔۔۔ ہوئی محبوب اُسکے فیض سے اردو زبان کیا کیا

خدا رکھے تجھے سرسبز اے باغِ ثمر پرور ۔۔۔ نشاط انگیز ہین تیری چمن آرائیان کیا کیا

ترے آثار کا اے شہجہان آباد کیا کہنا ۔۔۔ عیان ہی یادگارِ سطوتِ شاہجہان کیا کیا

بس اب جانے بھی دے وحشتؔ قصہ عہدِ ماضی کا
ٹپکتا ہی تری گفتار سے دردِ نہان کیا کیا

ہوئی ہی آج دہلی بخت سے تو کامران کیا کیا ۔۔۔ کریگا ناز تیری خاک پر ہندوستان کیا کیا

ہوئین تجھ مین نمایان پھر وہ اگلی شوکتین تیری ۔۔۔ نظر آتے ہین ہر سو جاہ و حشمت کے نشان کیا کیا

جوان بخت آج کون آیا تجھے سرسبز کرنے کو ۔۔۔ سرور افزائے عالم ہین ترے بخت جوان کیا کیا

زبانون پر ہی تیرا ذکر ہر محفل آرائی ۔۔۔ ترا افسانہ رنگین ہی زیبِ داستان کیا کیا

مگر خاکِ مرادِ ہر دو عالم ہی زمین تیری ۔۔۔ زیارت کو تری اُمڈا ہوا آیا جہان کیا کیا
چمن بندی سے پیدا ہی ہزارون حسن آرائش ۔۔۔ نظر افروز ہی تیری بہارِ گلستان کیا کیا
مئی عشرت کا دریا بہ رہا ہی تیری عشرت سے ۔۔۔ ترے شیدائیون کے دل ہوئے ہین شادمان کیا کیا
ترے بخت رسا نے پانون چومے جارج خاص کے ۔۔۔ بڑھی تیرے بدولت رونق ہندوستان کیا کیا
یہ شاہِ ہفت کشور آج تجھ پر ہی سریر آرا ۔۔۔ ہویدا زینتِ دربار سے ہی فرّ و شان کیا کیا
نہ بھولیگا کبھی ہارون کو لطفِ اس مسند زرین کا ۔۔۔ مہیا ہو گئے سامانِ عیشِ جاودان کیا کیا
کھڑی ہی با ادب خلقت تہے رعبِ شہنشاہی ۔۔۔ نمایان ہین شکوہ و کرّ و فرّ و عزّ و شان کیا کیا
یہ طرز دلفریبی یہ ادا ئے جلوہ افروزی! ۔۔۔ کھلی لگتی ہی آنکھون کو تری رنگینیان کیا کیا
زمانے کو رہے گا یاد اس دربار کا عالم ۔۔۔ مورخ ہو گئے اسکے ذکر مین رطب اللسان کیا کیا

تری رنگین بیانی اور پھر افسانہ دہلی کا
مزے دیتا ہی وحشت تیرا اندازِ بیان کیا کیا

رضا علی وحشت

قطعہ

کہا اک مہربان نے ذکر مین دربار دہلی کے ۔۔۔ کہ تو بھی تہنیت کچھ لکھ کہ شائع ہو زمانہ مین
کہا مین نے کہ خطبہ جس کا ہو مشرق سے تا مغرب ۔۔۔ ملے گا لطف اُسے کیا ایک شاعر کے ترانہ مین
زبان پر سوزِ بحر ہند کی جس کا فسانہ ہو ۔۔۔ اُسے ڈنکے کی پروا ہے نہ نوبت شادیانہ مین
یہ وہ قیصر ہو رتبہ جس کا اس سے ہو کہین برتر ۔۔۔ کہ بیٹھے تختِ اکبر پر معزّق شامیانہ مین
قصیدہ مین تو لکھنے کو لکھون لیکن یہ سمجھا دو
صدا طوطی کی سنتا ہی کوئی نقار خانہ مین

سید علی حیدر نظم طباطبائی